ماہنامہ

فیضانِ مدینہ

میں ماہِ ذوالحجۃ الحرام کی مناسبت سے شائع ہونے والے مضامین کا مجموعہ

بنام

ذوالحجۃ الحرام کے 78 مضامین

For Download Visit:
www.dawateislami.net

پیش کش: مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ (دعوت اسلامی)

پہلے اسے پڑھئے!

اسلامی سال کا بارہواں اور آخری مہینا ذُوالْحِجَّۃ الحرام ہے۔ذوالحجہ کا مطلب ہے ”حج کا مہینا“۔(تاج العروس،باب الذال،5/667)

اس مہینے کا چاند دیکھنا واجب کفایہ ہے۔ حضرت علامہ عمر بن احمد آفندی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ(وفات:1299ھ)اس کی وجہ تسمیہ یوں ارشاد فرماتے ہیں:سُمِّیَ ذُوالْحِجَّۃِ لِاَدَاءِ الْحَجِّ فِیْہ یعنی اسے ذوالحجہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں حج ادا کیا جاتا ہے۔

(عصیدۃ الشھدۃ شرح قصیدۃ البردۃ،ص259)

ذُوالْحِجَّۃِ الْحَرام بہت بابرکت مہینا ہے۔اس مبارک مہینے کی ابتدائی دس راتوں سے متعلق اللہ کریم قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:.........ترجمۂ کنزالایمان:اس صبح کی قسم اور دس راتوں کی۔(پ30،الفجر:1،2)

حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ ان(دس راتوں کی قسم) سے مراد ذوالحجہ کی پہلی دس راتیں ہیں کیونکہ یہ حج کے اعمال میں مشغول ہونے کا زمانہ ہے اللہ پاک نے ان راتوں کی قسم ارشاد فرما کر یہ ظاہر کر دیا کہ یہ راتیں اللہ پاک کے نزدیک عظمت والی ہیں، ہمیں چاہیے کہ ان راتوں میں خوب خوب عبادت کریں۔ نیکیوں کی حرص پیدا کرنے اور اپنے آپ کو عبادت میں مشغول رکھنے کے لئے ذُوالْحِجَّۃِ الْحَرام کے ابتدائی 10 دنوں کے فضائل پر مشتمل چھ(3)روایات ملاحظہ کیجئے:

1 اللہ کریم کے نزدیک کوئی دن عشرۂ ذوالحجہ کے ایام سے نہ زیادہ عظیم ہے اور نہ ان دنوں سے بڑھ کر کسی دن کا نیک عمل اسے محبوب ہے لہٰذا ان دنوں میں تہلیل (لَااِلٰہَ اِلَّا اللہ)، تکبیر(اَللہُ اَکْبَر)اور تحمید(اَلْحَمْدُ لِلّٰہ) کی کثرت کرو۔

(مسند احمد،مسند عبد اللہ بن عمر،2/ 365،حدیث:5447)

2 جن دنوں میں اللہ پاک کی عبادت کی جاتی ہے ان میں سے کوئی دن ذوالحجہ کے دس دنوں سے زیادہ پسندیدہ نہیں،ان میں سے(ممنوع دنوں کے علاوہ) ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں اور ہر رات کا قیام لیلۃُ القدر کے قیام کے برابر ہے۔

(ترمذی، کتاب الصوم، باب ما جاء فی العمل فی ایام العشر، 2/192،حدیث:758)

3 حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا سے روایت ہے:عشرہ ذوالحجہ میں ایک عمل کا ثواب 700 گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے۔

(شعب الایمان، باب فی الصیام ،الصوم فی الاشہر الحرم،3/356،حدیث:3758 ملتقطا)

محترم قارئین! جس طرح مال و دولت کے حصول کیلئے لوگ مالداروں کو اپنا آئیڈیل بناتے ہیں، ہمیں چاہیے کہ نیکیوں کا جذبہ بڑھانے کے لیے ہم اپنے بزرگانِ دین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم کو آئیڈیل بنا لیں تو ان کی زندگی ہماری نجات کا ذریعہ بن جائے گی کیونکہ ان نیک ہستیوں کو دنیا سے زیادہ اپنی آخرت سنوارنے کی فکر ہوتی تھی۔ آیئے! عشرۂ ذوالحجہ میں بزرگانِ دین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم کی عبادت و ریاضت کے متعلق 2 اقوال ملاحظہ کیجئے:

1 حضرتِ سیِّدُنا سعید بن جبیر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں:ذوالحجہ کی پہلی 10 راتوں میں اپنے چراغ نہ بجھایا کرو(یعنی رات میں عبادت کیا کرو)۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو عبادت بہت پسند تھی اور فرمایا کرتے تھے: اپنے خادموں کو اٹھایا کرو کہ سحری کریں اور یومِ عرفہ کا روزہ رکھیں۔(حلیۃ الاولیاء ،سعید بن جبیر،4/ 311 ،رقم :5671)

2 حضرت سیّدُنا عبدُاللہ بن عمر اور حضرت سیّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُم عشرۂ ذوالحجہ میں بازار جاکر تکبیر کہتے تو لوگ بھی ان کے ساتھ تکبیر کہتے اور یہ دونوں حضرات صرف تکبیرات کہنے کے لئے بازار جاتے تھے۔

(بخاری، کتاب العیدین، فضل العمل فی ایام التشریق، 1/333، تحت الباب)

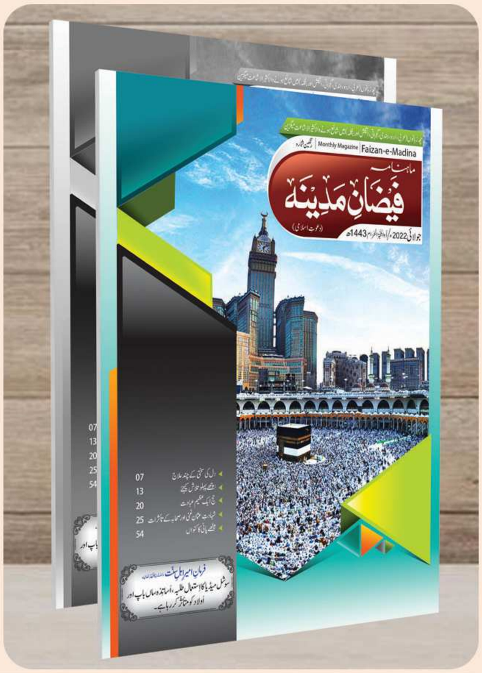

محترم قارئین! ذوالحجۃ الحرام کا مہینا بہت سی برکات و فضائل لئے ہمارے درمیان موجود ہے، ان مقدس ایام کی برکات پانے کے لئے حج، روضہ رسول کی حاضری، قربانی، تکبیر تشریق اور ذوالحجۃ الحرام کی مناسبت سے دیگر موضوعات پر گفتگو کرنا، ان کے بارے میں پڑھنا، دوسروں کا بتانا وغیرہ بہت ہی مفید ہے۔ الحمد للہ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" (دعوتِ اسلامی) کی جانب سے ذوالحجۃ الحرام کی مناسبت سے کچھ ایسے مضامین کا مجموعہ آپ کو پیش کیا جارہا ہے جو گزشتہ 5 سال میں مختلف مواقع پر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے صفحات کی زینت بنے ہیں۔ یہ مضامین:

❀ حمد و نعت ❀ فضائلِ مناسکِ حج ❀ فضائلِ حرمین شریفین ❀ شعائر اللہ اور تاریخ اسلام ❀ فضائلِ سنتِ ابراہیمی ❀ قربانی کے جانور ❀ مسائلِ قربانی و حج ❀ قربانی و حج اور امیرِ اہلِ سنت ❀ حج و عمرہ اور خواتین کے لئے شرعی احتیاطیں ❀ عید اور ہمارے معمولات ❀ تذکرۂ صالحین و صالحات ❀ تندرستی ہزار نعمت ہے اور ❀ کتب کا تعارف جیسے اہم ابواب کے تحت بنام

"ذوالحجۃ الحرام کے 78 مضامین" پیش کئے جارہے ہیں۔

ذوالحجۃ الحرام 1443ھ کا تازہ شمارہ
آج ہی مکتبۃ المدینہ سے حاصل کیجئے

یہ گزشتہ مضامین کا مجموعہ ہے، **اگر آپ چاہتے ہیں کہ** ہر ماہ اسی طرح کے 40 سے زائد علمی، دینی، دنیاوی، معاشرتی، اخلاقی اور اصلاحی موضوعات پر مشتمل مضامین کا پابندی سے مطالعہ کریں تو **آج ہی 7 زبانوں** (عربی، اردو، انگلش، ہندی، گجراتی، بنگالی اور سندھی) میں شائع ہونے والے علمی و تحقیقی اور فیملی میگزین "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی سالانہ بکنگ کروالیجئے۔

ہر ماہ گھر پر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" حاصل کرنے کے لئے
اس نمبر پر رابطہ کیجئے: +92313-1139278

ابوالنّور راشد علی عطاری مدنی
ناظم و نائب مدیر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ"
18 جون 2022ء
18 ذوالقعدۃ الحرام 1443ھ

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
	پہلے اسے پڑھیے	
	حمد و نعت	
07	تونے مجھ کو حج پہ بلایا، یااللہ میری جھولی بھر دے	(1)
	مناسکِ حج اور ذوالحجۃ الحرام	
08	عاشقوں کی عبادت	(2)
09	گناہوں سے پاک حج	(3)
10	حجِ مبرور	(4)
12	میدانِ عرفات	(5)
13	صفا و مروہ کی سعی ایک ماں کی یادگار	(6)
14	ذوالحجۃ الحرام میں کی جانے والی نیکیاں	(7)
15	ذوالحجۃ الحرام کے فضائل و برکات	(8)
	فضائلِ حرمین شریفین	
16	حرمین طیبین کا ادب کیجئے	(9)
18	مکے مدینے کے فضائل	(10)
19	حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو	(11)
22	برکاتِ مدینہ	(12)
23	اصلِ مراد حاضری اس پاک در کی ہے	(13)
24	کعبہ شریف کو اللہ کا گھر کیوں کہتے ہیں؟	(14)
	شعائر اللہ اور تاریخِ اسلام	
25	اللہ کی نشانیاں	(15)
27	تعمیرِ خانۂ کعبہ	(16)
28	غارِ حرا	(17)
29	آبِ زم زم	(18)
30	یہ بھی تو پانی ہے!!	(19)
	فضائلِ سنتِ ابراہیمی	
31	قربانی قدیم عبادت ہے	(20)
33	قربانی خوش دلی سے کیجئے	(21)

(22)	حج کا ثواب غریبوں کی قربانی	34
(23)	قربانی ضروری ہے	35
(24)	ہر اک کی آرزو ہے پہلے مجھ کو ذبح فرمائیں	37
(25)	ہم قربانی کیوں کرتے ہیں؟	38
(26)	رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کس کس جانور کا گوست تناول فرمایا	39
(27)	قربانی کرنے کے پانچ دنیاوی فوائد	39
	قربانی کے جانور	
(28)	ذبیحہ کے ساتھ بھلائی	41
(29)	جانوروں پر ظلم مت کیجئے!	42
(30)	قربانی کی کھال کا کیا کریں؟	43
(31)	قربانی کے جانور کے بارے میں مدنی پھول	44
(32)	سونو بکرا	45
(33)	کیا آپ جانتے ہیں؟	46
	مسائلِ قربانی و حج	
(34)	حجِ بدل کرنے والے کا فرض حج ادا ہو گا یا نہیں؟	47
(35)	قربانی کے جانور کا سینگ ٹوٹنا کب عیب شمار ہوتا ہے؟	48
(36)	بے وضو کئے گئے طواف کا اعادہ کرنے سے دم ساقط ہو گا یا نہیں؟	49
(37)	حلق کروانے سے پہلے نئے احرام کی نیت کرنا کیسا؟	50
(38)	حالت احرام میں کپڑے یا ٹشو پیپر سے ناک صاف کرنا کیسا؟	51
(39)	قربانی کے جانور میں عقیقے کا حصہ شامل کرنا	52
(40)	جس جانور کے سینگ نکال دیئے گئے ہوں اس کی قربانی	53
(41)	پہلے فرض حج کریں یا بیٹی کی شادی؟	54
(42)	کیا ایصالِ ثواب کے لئے قربانی کر سکتے ہیں؟	55
(43)	حج فرض نہ تھا پھر بھی کر لیا تو کیا حکم ہے؟	56
(44)	حج فرض ہونے کے باوجود تاخیر کرنا کیسا؟	57
(45)	قربانی کے جانور سے منفعت حاصل کرنا کیسا؟	58
(46)	قربانی کا جانور خریدنے کے بعد دیگر افراد کو شریک کرنا کیسا؟	59
(47)	قربانی کے دنوں میں عقیقے کا ایک اہم مسئلہ	60
(48)	قربانی کے جانور کی کھال اجرت میں دینا جائز نہیں	61
(49)	اگر جانور کے سینگ نکال دیئے گئے تو کیا حکم ہے؟	62

(50)	غنی شخص کا قربانی کے لئے خریدا ہوا جانور مرگیا تو کیا حکم ہے؟	63
(51)	کیا مرد پر احرام سے باہر ہونے کے لئے حلق کروانا ہی ضروری ہے؟	64
(52)	دورانِ حج وعمرہ کی جانے والی غلطیاں	65
	قربانی وحج اور امیرِ اہلِ سنت	
(53)	ہرن کی قربانی کرنا کیسا؟	67
(54)	ایک بکرا پورے گھر کی طرف سے ذبح کرنا کیسا؟	68
(55)	قربانی کا جانور مرجانے، گم ہوجانے یا چوری ہوجانے کا مسئلہ	69
(56)	حج کا خطبہ سننے کا حکم	70
(57)	قرض دار، قرض ادا کرے یا قربانی؟	71
(58)	فوت شدہ والدین کے نام کی قربانی کرنے کا حکم	72
(59)	بیٹے کا ماں باپ سے پہلے مدینے شریف جانا کیسا؟	73
(60)	بلاوجہ جانوروں کو مت ماریئے!	74
(61)	بچو! ان سے بچو	74
	حج وعمرہ اور خواتین کے لئے شرعی احتیاطیں	
(62)	عورت کا بغیر محرم کے حج وعمرہ پر جانا کیسا؟	75
(63)	حالتِ حیض میں احرام کی نیت	76
(64)	عورت کے مخصوص ایام میں فرض طواف کا حکم	77
(65)	کیا بیوی اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر حج پر جاسکتی ہے؟	78
	عید اور ہمارے معمولات	
(66)	غریبوں کا احساس کیجئے	79
(67)	قربانی کا گوشت	81
(68)	عیدِ قربان پر صفائی ستھرائی کا خیال رکھئے	83
(69)	تکبیرِ تشریق	84
	تذکرۂ صالحین وصالحات	
(70)	حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا خوبصورت تذکرہ	85
(71)	امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہُ عنہ	87
(72)	جنت کے خریدار عثمان بن عفان رضی اللہُ عنہ	89
(73)	سخاوتِ عثمانِ غنی رضی اللہُ عنہ	91
(74)	گرمی پہ یہ بازار ہے عثمان غنی کا	92
(75)	فرامینِ عثمانی	93

(76)	حُلّہ پوش شہادت پہ لاکھوں سلام	94
(77)	حضرت سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہُ عنہ	96
(78)	حضرت ضحّاک بن قیس رضی اللہُ عنہ	98
(79)	حضرت سیدتنا اُمِّ رومان رضی اللہُ عنہا	100
(80)	صدر الافاضل مفتی سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃُ اللہِ علیہ	101
(81)	قطبِ مدینہ کا عشقِ رسول	103
(82)	سیدی قطبِ مدینہ رحمۃُ اللہِ علیہ کا اندازِ مہمان نوازی	104
(83)	قابلِ رشک اور عظیم باپ	105
	اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے	
(84)	وہ بزرگانِ دین جن کا عرس یا وصال ذوالحجۃ الحرام میں ہے	106
	تندرستی ہزار نعمت ہے	
(85)	گوشت کا استعمال	116
(86)	گوشت کے فوائد و نقصانات	118
	کتب کا تعارف	
(87)	رفیق الحرمین	120
(88)	عاشقانِ رسول کی 130 حکایات	121
(89)	ذوالحجۃ الحرام کے چند اہم واقعات	122

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط اَمَّا بَعْدُ ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: بے شک تمہارے نام مَع شناخت مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں، لہٰذا مجھ پر اَحسن (یعنی بہترین الفاظ میں) دُرودِ پاک پڑھو۔ (مصنف عبد الرزاق،2/140، حدیث:3116)

تُونے مجھ کو حج پہ بلایا، یااللہ مِری جھولی بھر دے
گردِ کعبہ خوب پھرایا، یااللہ مِری جھولی بھر دے

مولیٰ مجھ کو نیک بنادے، اپنی اُلفت دل میں بسادے
بَہرِ صَفا اور بَہرِ مَروہ، یااللہ مِری جھولی بھر دے

واسِطہ نبیوں کے سرور کا، واسِطہ صِدّیق اور عُمَر کا
واسِطہ عثمان و حیدر کا، یااللہ مِری جھولی بھر دے

میں ہوں بندہ تُو ہے مولیٰ، تُو ہے قادِر میں ناکارہ
میں منگتا تُو دینے والا، یااللہ مِری جھولی بھر دے

دے حُسنِ اَخلاق کی دولت، کردے عطا اِخلاص کی نعمت
مجھ کو خزانہ دے تقویٰ کا، یااللہ مِری جھولی بھر دے

بخش دے میری ساری خطائیں، کھول دے مجھ پر اپنی عطائیں
برسادے رَحمت کی برکھا، یااللہ مِری جھولی بھر دے

جنّت میں آقا کا پڑوسی، بن جائے عطّار الٰہی
مولیٰ از پئے قُطبِ مدینہ، یااللہ مِری جھولی بھر دے

وسائلِ بخشش (مُرمَّم)، ص121

از شیخِ طریقت امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

اَفلاک سے اونچا ہے اَیوان محمد کا
مَخلوقِ الٰہی ہے سامان محمد کا

پاتے ہیں سبھی صدقہ اُن کے دَرِ اَقدس سے
ہر ذَرّۂ عالَم ہے مہمان محمد کا

ہوتی ہے ہر اک نعمت تقسیم مدینے سے
کونین میں جاری ہے فیضان محمد کا

دیتے ہیں مَلَک پہرہ سرکار کے روضے پر
جبریلِ مُعَظَّم ہے دَربان محمد کا

دنیا کی سبھی باتیں مٹ جائیں مرے دل سے
ہو وِردِ زباں کلمہ ہر آن محمد کا

جب مَدح و ثنا حق نے قرآن میں فرمائی
کیا مُنہ ہے جو واصِف ہو انسان محمد کا

تقدیر جمیلؔ اپنی شاہوں سے رہے بڑھ کر
سگ اپنا بنائے گر دربان محمد کا

قبالۂ بخشش، ص74

از مَدّاحُ الحبیب مولانا جمیل الرحمٰن قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ

برکھا: بارش۔ **اَفلاک:** آسمانوں۔ **اَیوان:** محل، مکان۔ **مَلَک:** فرشتے۔ **دَربان:** پہرے دار۔ **واصِف:** تعریف کرنے والا۔

تفسیرِ قرآنِ کریم

عاشقوں کی عبادت

مفتی ابو صالح محمد قاسم عطاری

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ﴾ ترجمہ: اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا فرض ہے جو اس تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہے۔ (پ4، اٰل عمران:97)

تفسیر اس آیت میں حج کی فرضیت اور استطاعت کی شرط کا بیان ہے۔ حدیث میں استطاعت کی تشریح "زادِ راہ" اور "سواری" سے فرمائی ہے۔ (ترمذی،5/6، حدیث:3009)

حج کا لغوی و شرعی معنی حج کا لغوی معنی ہے کسی عظیم چیز کا قصد کرنا اور شرعی معنی یہ ہے کہ 9 ذوالحجہ کو زوالِ آفتاب سے لے کر 10 ذوالحجہ کی فجر تک حج کی نیّت سے احرام باندھے ہوئے میدانِ عرفات میں وقوف کرنا اور 10 ذوالحجہ سے آخر عمر تک کسی بھی وقت کعبہ کا طواف زیارت کرنا حج ہے۔ (در مختار، مع رد المحتار 3/515۔516 ملتقطاً)

فرضیت حج کی شرائط عاقل، بالغ، آزاد، تندرست مسلمان پر حج فرض ہے جس کے پاس سفرِ حج اور پیچھے اپنے اہل و عیال کے اخراجات موجود ہوں۔ سواری یا اس کا خرچہ ہونا بھی ضروری ہے۔ یہ شرائط جب حج کے مہینوں میں پائی جائیں تو حج فِی نَفْسِہٖ فرض ہو جاتا ہے پھر کچھ شرائط ادائیگی فرض ہونے کی ہیں کہ ان کے ہوتے ہوئے خود ہی جانا فرض ہوتا ہے۔

حج کے کثیر فضائل ہیں (1) حج سابقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ (مسلم، ص70، حدیث:321) (2) حج اور عمرہ کرو کیونکہ یہ فقر اور گناہوں کو اس طرح مٹاتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے، چاندی اور سونے کے زنگ کو مٹاتی ہے اور حجِ مبرور کی جزا صرف جنت ہے۔ (ترمذی،2/218، حدیث:810) حج فرض کے ترک پر سخت وعید ہے جیسا کہ حدیثِ پاک میں فرمایا گیا "جو شخص زادِ راہ اور سواری کا مالک ہو جس کے ذریعے وہ بیتُ اللہ تک پہنچ سکے اس کے باوجود وہ حج نہ کرے تو اس پر کوئی افسوس نہیں خواہ وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر۔ (ترمذی،2/219، حدیث:812)

حج ایک منفرد عبادت ہے، اس میں بہت سی حکمتیں ہیں اسے **"عاشقوں کی عبادت"** بھی کہا جا سکتا ہے کہ حج کا لباس یعنی احرام اور دیگر معمولات جیسے طوافِ کعبہ، منیٰ کا قیام اور عرفات و مزدلفہ میں ٹھہرنا سب عشق و محبت کے انداز ہیں جیسے عاشق اپنے محبوب کی محبت میں ڈوب کر اپنے لباس، رہن سہن سے بے پرواہ ہو جاتا ہے اور بعض اوقات ویرانوں میں نکل جاتا ہے ایسے ہی خدا کے عاشق ایامِ حج میں اپنے معمول کے لباس اور رہن سہن چھوڑ کر محبتِ الٰہی میں گُم ہو کر عاشقانہ وضع اختیار کر لیتے ہیں، طواف کی صورت میں محبوبِ حقیقی کے گھر کے چکر لگاتے ہیں اور مِنیٰ و عرفات کے ویرانوں میں نکل جاتے ہیں، نیز حج بارگاہِ خداوندی میں پیشی کے تصور کو بھی اُجاگر کرتا ہے کہ جیسے امیر و غریب، چھوٹا بڑا، شاہ و گدا سب بروزِ قیامت اپنی دنیوی پہچانوں کو چھوڑ کر عاجزانہ بارگاہِ الٰہی میں پیش ہوں گے ایسے ہی حج کے دن سب اپنے دنیوی تعارف اور شان و شوکت کو چھوڑ کر عاجزانہ حال میں میدانِ عرفات میں بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہو جاتے ہیں۔ یہاں وہ منظر اپنے عروج پر ہوتا ہے کہ

بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

سفرِ حج سفرِ آخرت کی یاد بھی دلاتا ہے کہ جیسے آدمی موت کے بعد اپنے دنیوی ٹھاٹھ باٹھ چھوڑ کر صرف کفن پہنے آخرت کے سفر پر روانہ ہو جاتا ہے ایسے ہی حاجی اپنے رنگ برنگے، عمدہ اور مہنگے لباس اتار کر کفن سے ملتا جلتا دو سادہ سی چادروں پر مشتمل لباس پہن کر بارگاہِ خداوندی میں حاضری کے سفر پر روانہ ہو جاتا ہے۔

تفسیرِ قرآن کریم

مفتی ابو صالح محمد قاسم عطاری

گناہوں سے پاک حج

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِیْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَ لَا فُسُوْقَ ۙ وَ لَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ ؕ﴾ ترجمہ: حج چند معلوم مہینے ہیں تو جو ان میں حج کی نیت کرے تو حج میں نہ عورتوں کے سامنے صحبت کا تذکرہ ہو اور نہ کوئی گناہ ہو اور نہ کسی سے جھگڑا ہو۔ (پ2، البقرۃ: 197)

تفسیر حج ایک مُقدّس عبادت ہے جس کے ارکان کی ادائیگی برکت والے شہر مکۂ مکرمہ کے مقدس مقامات یعنی خانۂ کعبہ کے ارد گرد، صفا و مروہ پر اور حُدودِ مکّہ سے باہر معزّز و محترم مقامات مِنیٰ، مُزدَلِفہ اور عَرَفات میں ہوتی ہے۔ سفرِ حج ادب، احترام، تعظیم، بندگی، محبت، وارفتگی اور اطاعت کا سفر ہے جس میں ہر قدم پر شرعی احکام کے زیور سے آراستہ رہنے کا حکم ہے، اس لئے اس سفر کو گناہوں سے آلودہ کرنا سخت معیوب اور نہایت ناپسندیدہ ہے۔ شروع میں مذکور آیتِ قرآنی میں حکم دیا گیا ہے کہ جو شخص احرام باندھ کر نیت و تلبیہ کے ساتھ حج شروع کرلے تو اس پر لازم ہے کہ اپنی حلال بیوی کے سامنے بھی ہم بستری کا تذکرہ کرے اور نہ ہی زبان کو فحش و بیہودہ گفتگو سے آلودہ کرے، کسی گناہ کا ارتکاب نہ کرے اور کسی سے بھی دنیاوی معاملے میں جھگڑا نہ کرے یعنی بندے پر لازم ہے کہ اس کا حج گناہوں سے پاک ہو اور اس کے ساتھ ساتھ دورانِ حج اور ارکانِ حج کی تکمیل کے بعد کثرت سے ذکرِ الٰہی میں مشغول رہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاِذَاۤ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۪ وَ اذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: توجب تم عرفات سے واپس لوٹو تو مشعر حرام کے پاس اللہ کو یاد کرو اور اس کا ذکر کرو کیونکہ اس نے تمہیں ہدایت دی ہے۔ (پ2، البقرۃ: 198) اور ارشاد فرمایا: ﴿فَاِذَا قَضَیْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: پھر جب اپنے حج کے کام پورے کرلو تو اللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے تھے بلکہ اس سے زیادہ (ذکر کرو)۔ (پ2، البقرۃ: 200)

حج کے سفر میں بطورِ خاص گناہوں سے بچنے اور ذکرِ الٰہی کی کثرت کا حکم ہے لیکن افسوس! فی زمانہ حج کا سفر ابھی شروع نہیں ہوتا کہ میڈیکل کے جعلی سرٹیفکیٹ اور جھوٹے مَحْرم بنا کر گناہوں کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے جبکہ دوسری طرف سفر ختم ہوجاتا ہے لیکن گناہ ختم نہیں ہوتے جیسے ریاکاری و حُبِّ جاہ اور ملاقات کے لئے نہ آنے والوں کی غیبتیں وغیرہا وَالْعِیاذُ بِاللہِ تعالیٰ۔ لوگ نیکیاں کمانے اور مغفرت پانے کے سفر میں گناہوں کا انبار لئے وطن واپس لوٹتے ہیں۔

پیارے اسلامی بھائیو! یہ نہایت مقدّس سفر ہے، نیکیوں کے اس سفر میں اجر و ثواب کے خزانے جمع کریں، ہر قدم پر ذکر و دُرود، احکامِ شرع کی پابندی، حقوق العباد کی ادائیگی، مسلمانوں کی خیر خواہی، حاجیوں کی خدمت، بوڑھوں کی تکریم، چھوٹوں پر شفقت، خود گناہوں سے اجتناب اور دوسروں کو ان سے مُمانَعت نیز نیکیوں کی دعوت کو اپنا معمول بنالیں۔ ایسے سفر کریں کہ خالق بھی راضی ہو اور مخلوق بھی خوش۔ یوں نہ ہو کہ حج کے ضروری مسائل نہ سیکھ کر، یونہی ان پر عمل نہ کرکے اور سفر میں نمازیں قضا کرکے نیز مقدّس مساجد میں دنیاوی باتیں کرکے، ہوٹلوں اور منیٰ و عرفات میں غیبتوں میں مشغول رہ کر، مسجدِ حرام و منیٰ و عرفات جیسے مقدس مقامات پر بے پردگی اور بدنگاہی کرکے اللہ تعالیٰ کو ناراض کر بیٹھیں اور اس بات کا بھی بہت خیال رکھیں کہ حقوق العباد ضائع کرکے، جگہ جگہ شور مچا کر، دوسروں کو برا بھلا کہہ کر بلکہ گالی تک دے کر، لڑائی جھگڑا مول لے کر، دوسروں کا سامان بلا اجازت استعمال کرکے، کمرے والوں کی نیند اور آرام خراب کرکے اور خانۂ کعبہ کو چھونے یا حجرِ اسود کو بوسہ دینے یا حَطیم میں داخل ہونے کے لئے لوگوں کو دھکے مار کر سینکڑوں کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرکے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی کے ساتھ مخلوقِ خدا کو ہرگز ناراض نہ کریں۔ یونہی نمازی کے آگے سے گزرنے کے گناہ سے بچیں۔ منیٰ و عرفات کے خیموں میں لوگوں سے الجھنے سے گریز کریں۔ طواف وسَعی و رمی جمرات اور وُقوفِ مِنیٰ و مُزدَلِفہ و عرفات کے مقامات زورِ بازو دکھانے، دوسروں پر غالب آنے اور دھونس جمانے کیلئے نہیں ہیں بلکہ عاجزی و تَذَلُّل اور خُضُوع و اِنکسار کے ساتھ ربُّ العالمین سے مغفرت کی بھیک مانگنے کیلئے ہیں۔ خود کو ذرّہ ناچیز سے کمتر سمجھتے ہوئے اپنی ذات کو بُھلا دیں اور صرف مغفرت و رضائے الٰہی کی طلب میں عبادت و ریاضت اور خیر خواہیِ امت میں مشغول رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں گناہوں سے پاک حج کی توفیق بار بار عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

حجِ مبرور

ابوعبید عطّاری مَدَنی*

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: اَلْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَیْسَ لَهٗ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةُ ترجمہ: حجِ مبرور کا ثواب جنّت ہی ہے۔(بخاری، 1/586، حدیث:1773)

یعنی مقبول حج کا بدلہ صرف دنیاوی غذا اور گناہوں کی معافی یادوزخ سے نجات یا تخفیفِ عذاب نہ ہو گا، بلکہ جنّت ضرور ملے گی۔ (مراٰۃ المناجیح،4/96)

حجِ مبرور کیا ہے؟ مَبْرُور "بِرٌّ" سے بنا ہے جس کے معنی اس اطاعت اور احسان کے ہیں جس سے خدا کا قرب حاصل کیا جاتا ہے۔حجِ مبرور کو "حجِ مقبول" بھی کہہ سکتے ہیں۔ عُلَما نے اس کی مختلف تعریفات بیان کی ہیں: 1 حجِ مَبرور وہ حج ہے جس میں گناہ سے بچا جائے 2 وہ حج جس میں ریاکاری اور شہرت ونام ونمود سے پرہیز ہو 3 وہ حج جس کے بعد حاجی مرتے وقت تک گناہوں سے بچے اور حج برباد کرنے والا کوئی عمل نہ کرے 4 حجِ مبرور وہ ہے جو حاجی کا دل نرم کردے کہ اس کے دل میں سوز، آنکھوں میں تَری رہے 5 بندے سے حج کے جن احکامات (ارکان وشرائط وواجبات وغیرہ) کو طلب کیا گیا ہے انہیں کامل طریقے سے ادا کرنا حجِ مبرور ہے 6 حضرت خواجہ حسن بَصَری رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حجِ مقبول وہ ہے جس کے بعد حاجی دنیا سے بےرغبت اور آخرت کے معاملے میں رغبت کرنے والا ہوجائے۔ (مراٰۃ المناجیح، 5/441 ماخوذاً، فتح الباری، 4/329، تحت الحدیث: 1521)

اے عاشقانِ رسول! ہر حاجی کی خواہش ہونی چاہئے کہ اس کا حج بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہوجائے۔

حج مبرور کیسے ہو؟ وہ اعمال جو حج کے مقبول ہونے میں مددگار و معاوِن ثابت ہوتے ہیں: ❁پاک و حلال مال سے حج کرے (زرقانی علی الموطاالامام مالک، 2/376، تحت الحدیث: 783) ❁گناہ سے بچے ❁لوگوں کے ساتھ بھلائی کرے ❁ان کو کھانا کھلائے ❁ان سے نرم گفتگو کرے، سلام کو عام کرے (عمدۃ القاری، 7/402، تحت الحدیث: 1773) ❁حاجت سے زیادہ توشہ (زادِراہ) رکھے کہ رفیقوں کی مدد اور فقیروں پر تصدّق کرتا چلے۔ (بہارِشریعت، حصہ 6، 1/1051)

حِجِ مبرور کی علامتیں حُجّۃُ الاسلام حضرت سیّدُنا امام محمد غزالی رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حج کی مقبولیت کی علامتیں یہ ہیں 1 مال یا بدن میں کوئی مصیبت یا نقصان پہنچے تو اسے خوش دلی سے قبول کرے 2 جو گناہ کرتا تھا انہیں چھوڑ دے 3 بُرے دوستوں سے کنارہ کش ہو کر نیک بندوں سے دوستی کرے 4 کھیل کُود اور غفلت بھری بیٹھکوں کو ترک کرکے ذکر اور بیداری کی مجلس اختیار کرے۔ (احیاء العلوم، 1/354) 5 واپسی کے بعد دنیا سے بےرغبت ہو کر آخرت کی جانب متوجّہ ہو اور بیتُ اللہ شریف کی زیارت کے بعد اپنے رب سے

ملاقات کی تیاری کرے۔ (احیاء العلوم، 1/349)

حج کے بعد بھی گناہوں سے بچئے (حج سے پہلے کے حقوقُ اللہ اور حقوقُ العباد جس کے ذمہ تھے) اگر بعدِ حج باوصفِ قدرت ان اُمور (مثلاً قضا نماز و روزہ، باقی ماندہ زکوٰۃ وغیرہ اور تلف کردہ بقیہ حقوقُ العباد کی ادائیگی) میں قاصِر رہا تو یہ سب گناہ اَز سرِ نَو اس کے سر ہوں گے کہ حقوق تو خود باقی ہی تھے ان کی ادا میں پھر تاخیر و تقصیر گناہِ تازہ (نئے) ہوئے اور وہ حج ان کے اِزالہ کو کافی نہ ہوگا کہ حج گزرے (یعنی پچھلے) گناہوں کو دھوتا ہے آئندہ کے لئے پروانۂ بے قیدی (گناہ کرنے کا اجازت نامہ) نہیں ہوتا بلکہ حجِ مبرور کی نشانی ہی یہ ہے کہ پہلے سے اچھا ہو کر پلٹے۔ (فتاویٰ رضویہ، 24/466)

نافرمانی سے بچو حضرتِ سیّدُنا فُضیل بن عِیاض رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حاجی سے فرمایا: اے حاجی! بلاشبہ اللہ پاک حاجی کے عمل پر نور کی مہر لگا دیتا ہے، لہٰذا تو اس سے بچ کہ اللہ پاک کی نافرمانی کرکے اس مہر کو توڑے۔ (الروض الفائق، ص55)

نیّت فرمالیجئے اے حاجیو! نیّت کرلیجئے کہ نہ صرف اس مقدّس سفر کے دوران بلکہ اس کے بعد بھی گناہوں سے بچنے کی بھرپور کوشش کریں گے۔

اچھی صحبت اپنالیجئے یاد رکھئے! بُری صحبت میں رہتے ہوئے گناہوں سے بچنے کی خواہش ایسی ہے جیسے پانی میں چھلانگ لگا کر کپڑے گیلے ہونے سے بچنے کی خواہش! مَدَنی مشورہ ہے کہ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہوکر عاشقانِ رسول کی صحبت اپنالیجئے، اِنْ شَآءَ اللہ دیگر برکات کے علاوہ گناہوں سے بچنے، نیکیاں کرنے اور بار بار مکّے مدینے کی باادب حاضری کا جذبہ بھی پیدا ہوگا۔ اللہ پاک ہمیں بار بار حجِ مبرور کی سعادت عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

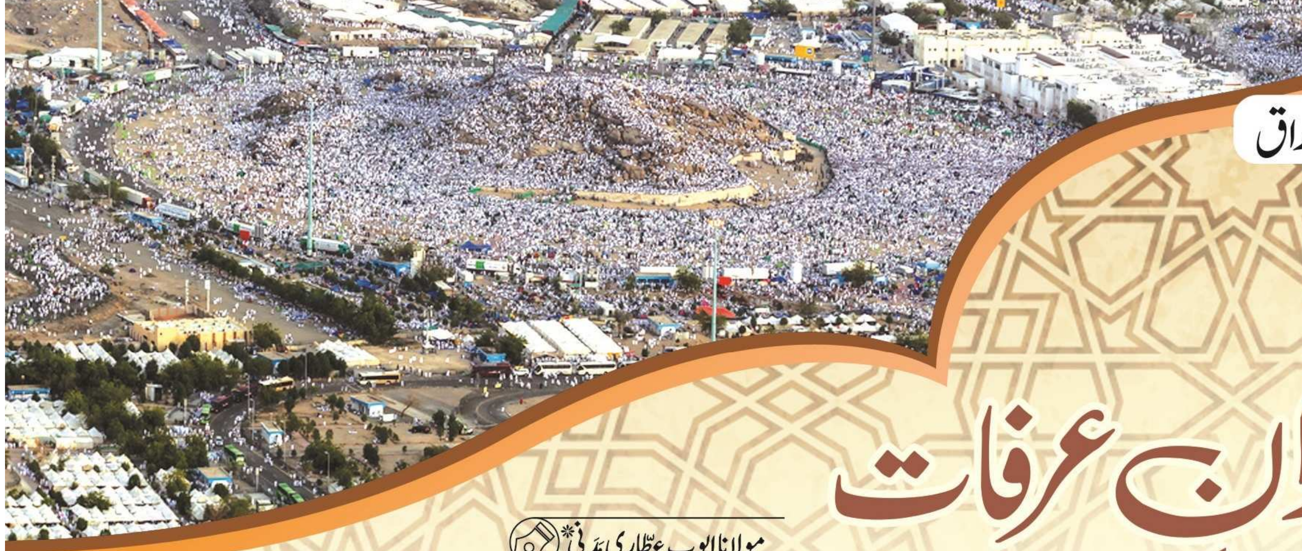

میدانِ عرفات

مولانا ایوب عطّاری مَدَنی*

عَرَفات عَرَفہ کی جمع ہے۔ ذُوالحِجۃِ الحرام کی نویں تاریخ کو بھی عرفہ کہتے ہیں اور عرفات میدان کو بھی، مگر لفظ عرفات صرف میدان کو کہا جاتا ہے نہ کہ اس دن کو۔ چونکہ اس جگہ کا ہر حصہ عرفہ ہے اس لئے جمع کا لفظ عرفات استعمال کیا جاتا ہے۔(1)

وجہ تسمیہ: اس جگہ کو چند وجوہات کی بناء پر عرفات کہتے ہیں: 1 عَرَف کا مطلب پہچاننا ہے: چونکہ اسی جگہ حضرت آدم علیہ السّلام اور حضرت حوا رضی اللہ عنہا کی ملاقات تین سو برس کی جدائی کے بعد ہوئی اور انہوں نے ایک دوسرے کو پہچانا۔(2) 2 اسی جگہ حضرت جبرئیل علیہ السّلام نے حضرت سیدنا ابراہیم خلیلُ اللہ علٰی نَبِیِّنَا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو ارکانِ حج سکھائے اور آپ نے فرمایا عَرَفْتُ یعنی میں نے پہچان لیا 3 عَرَف کا ایک معنی عطیہ بھی ہے، اللہ پاک اس دن حاجیوں کو مغفرت کا تحفہ دیتا ہے، اس لئے اسے عَرَفہ کہتے ہیں 4 تمام حجاج وہاں پہنچ کر اپنے گناہوں کا اقرار و اعتراف کرتے ہیں اس لئے یہ عَرَفہ کہلاتا ہے۔(3)

محلِ وقوع: میدانِ عرفات، مکہ سے مشرق کی جانب طائف کی راہ پر تقریباً 20 کلومیٹر اور مِنیٰ سے تقریباً 11 کلومیٹر کے فاصلے پر ایک بڑا وسیع و عریض میدان ہے۔(4) یہ میدان شمال سے جنوب تک 12 کلومیٹر اور مشرق سے مغرب تک پانچ کلومیٹر تک پھیلا ہوا ہے۔ یہ شمالی جانب سے عرفات نامی پہاڑی سلسلے میں گھرا ہوا ہے۔(5) میدانِ عرفات کے درمیان میں موجود جبلِ رحمت کے قریب جہاں سیاہ پتّھر کا فرش ہے وہاں وُقُوف کرنا افضل ہے۔(6)

احکام: 9 ذُوالحِجَّہ کو دوپہر ڈھلنے (یعنی نمازِ ظہر کا وقت شروع ہونے) سے لے کر دسویں کی صبحِ صادِق کے دَرمِیان جو کوئی اِحرام کے ساتھ ایک لمحے کے لئے بھی عَرَفاتِ پاک میں داخِل ہوا وہ حاجی ہو گیا، یہاں کا وُقوف حج کا رُکنِ اعظم ہے۔(7)

میدانِ عرفات کے مغربی (Wist side) کنارے پر ایک عالیشان مسجِد، مسجِدِ نَمِرہ اپنے جَلوے لُٹارہی ہے، اِس کے مزید دو نام یہ ہیں: 1 مسجِدِ عرفہ 2 مسجِدِ ابراھیم۔(8)

وقوفِ عرفات کے فضائل: 1 بے شُمار اَولیائے کرام رحمہم اللہ السّلام اور اللہ کے دو نبی حضرت سیِّدُنا خِضَر اور حضرت سیِّدُنا الیاس علٰی نَبِیِّنَا وعلیہما الصّلوٰۃ والسّلام بھی بروزِ عَرَفہ میدانِ عَرَفاتِ مُبارَک میں تشریف فرما ہوتے ہیں۔(9)

2 حضرتِ سیِّدُنا امام جعفر صادق رحمۃُ اللہِ علیہ سے مروی ہے: کچھ گناہ ایسے ہیں جن کا کفّارہ وُقُوفِ عَرَفہ ہی ہے۔ (یعنی وہ صِرْف وُقُوفِ عَرَفات سے ہی مِٹتے ہیں)۔(10)

3 رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ پاک یومِ عرفہ سے زیادہ کسی دن بندوں کو جہنم سے آزاد نہیں کرتا، اللہ (اپنے بندوں سے) قریب ہوتا ہے، پھر فرشتوں کے سامنے اپنے بندوں پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے: یہ بندے کس ارادے سے آئے ہیں۔(11)

---

(1) مراٰۃ المناجیح، 4/139 ماخوذاً (2) تفسیر قرطبی، البقرۃ، تحت الآیۃ: 198، 1/320، جزء 2 (3) خازن، البقرۃ، تحت الآیۃ: 198، 1/140، مراٰۃ المناجیح، 4/207 (4) بہار شریعت، حصہ اول اصطلاحات (5) اردو نیوز ویب (6) رفیق الحرمین، ص 160 (7) رفیق الحرمین، ص 160 (8) عاشقانِ رسول کی 130 حکایات، ص 235 (9) فتاویٰ رضویہ، 10/748 (10) قوتُ القلوب، 2/199 (11) مسلم، ص: 540، حدیث: 3288۔

صَفا و مَروہ کی سَعِی! ایک ماں کی یادگار

اُمِّ مِیلاد عطّاریہ

حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السَّلام پر وحی نازل ہوئی کہ آپ اپنی زوجہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا اور اپنے فرزند حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ السَّلام کو اُس سرزمین میں چھوڑ آئیں جہاں بے آب و گِیاہ میدان اور خشک پہاڑیوں کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السَّلام نے حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السَّلام کو ساتھ لے کر سفر فرمایا اور اُس جگہ آئے جہاں آج کعبۂ معظمہ ہے۔ یہاں اس وقت نہ کوئی آبادی تھی نہ کوئی چشمہ، نہ دُور دُور تک پانی یا آدمی کا کوئی نام و نشان تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السَّلام وہاں کچھ کھجوریں اور ایک مَشک پانی رکھ کر روانہ ہوگئے۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے فریاد کی کہ اے اللہ کے نبی! اس سُنسان بیابان میں جہاں نہ کوئی مُونِس ہے نہ غم خوار، آپ ہمیں بے یارومددگار چھوڑ کر کہاں جارہے ہیں؟ کئی بار حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو پکارا مگر آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ آخر میں حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا کہ آپ اِتنا فرمادیجئے کہ آپ نے اپنی مرضی سے ہمیں یہاں لاکر چھوڑا ہے یا اللہ پاک کے حکم سے ایسا کیا ہے؟ تو آپ علیہ السَّلام نے فرمایا کہ اے ہاجرہ! میں نے جو کچھ کیا ہے وہ اللہ پاک کے حکم سے کیا ہے۔ یہ سُن کر حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اب آپ جائیے، مجھے پورا یقین ہے کہ اللہ کریم مجھ کو اور میرے بچّے کو ضائع نہیں فرمائے گا۔ (عجائب القرآن، ص146) حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السَّلام کے جانے کے کچھ دن بعد جب کھجوریں اور مَشک کا پانی ختم ہوگیا تو سیّدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے بے چینی سے وہاں موجود دو پہاڑیوں کے درمیان پانی کی تلاش کے لئے چکر لگانا شروع کر دیئے ساتویں چکر کے بعد واپس آئیں تو دیکھا کہ اسماعیل علیہ السَّلام زمین پر جہاں لیٹے پیاس کی شدت سے اپنی پیاری ایڑیوں (Heels) کو رَگڑ رہے تھے وہاں سے اللہ پاک نے ایک چشمہ جاری فرمادیا ہے، یہ چشمہ آج بھی موجود ہے اور زَم زَم کے نام سے جانا جاتا ہے جبکہ وہ دونوں پہاڑیاں صَفا و مَروہ کے نام سے مشہور و معروف ہیں۔ اپنے بیٹے کی خاطر ایک ماں کی یہ دوڑ دھوپ اللہ پاک کو ایسی پسند آئی کہ رہتی دنیا تک اسے مسلمانوں کی عظیم عبادت یعنی حج و عمرہ کا حصہ بنادیا۔

پیاری اسلامی بہنو! حضرت سیّدتُنا ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی حیاتِ مبارکہ ہمارے لئے مَشعلِ راہ ہے، آپ کی سیرتِ مبارکہ سے اطاعتِ الٰہی، شوہر کی فرماں برداری، تربیتِ اولاد، صبر و رضا، قربانی اور تَوَکُّل عَلَی اللہ (یعنی اللہ پاک پر بھروسے) کے ایسے نکات چُننے کو ملتے ہیں جن کی ہماری عملی زندگی میں بہت ضرورت و اہمیت ہے۔

حالات کیسے ہی کٹھن کیوں نہ ہوں ہمیں اللہ پاک کی رضا پر راضی رہنا چاہئے اور قربانی دینے کا ذہن رکھنا چاہئے، کسی بھی قسم کے دنیوی مصائب و پریشانیاں، بے روزگاری، بیماری اور تنگ دستی کا سامنا ہو، ہمیں بے صبری کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ اسباب کو اختیار کرتے ہوئے اللہ پاک پر بھروسا کرنا چاہئے اور اسباب کو پیدا کرنے والے اللہ پاک سے دعا کرتے رہنا چاہئے۔

اللہ کریم ہمیں تاریخِ اسلام کی بُزُرگ خواتین کے انداز پر زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

ذُوالحِجّۃِ الحرام
میں کی جانے والی نیکیاں

عبد الماجد نقشبندی عطاری مدنی*

ذوالحجۃ الحرام رحمتوں، برکتوں اور فضیلتوں والا مہینا ہے اس ماہ کے ابتدائی دس دنوں میں عبادات کا ثواب کئی گنا بڑھا دیا جاتا ہے، احادیثِ مبارکہ میں ان ایام میں نیک اعمال کرنے کی ترغیب بھی دلائی گئی ہے چنانچہ سرورِ کائنات صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جن دنوں میں اللہ تعالٰی کی عبادت کی جاتی ہے ان میں سے کوئی دن اللہ تعالٰی کے نزدیک ذوالحجہ کے دس دنوں سے زیادہ پسندیدہ نہیں، ان میں سے ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں اور ہر رات کا قیام لیلۃ القدر کے قیام کے برابر ہے۔ (ترمذی، 2/192، حدیث:758)

ذیل میں اس ماہِ مبارکہ میں کی جانی والی چند ”نیکیاں“ بیان کی جارہی ہیں، جن پر عمل کر کے ہم ڈھیروں ثواب کما سکتے ہیں۔

عرفہ کے دن روزہ رکھئے ممکن ہو تو عرفہ (9ذوالحجۃ) کے دن روزہ رکھئے کہ اس دن روزہ رکھنے سے گناہ معاف ہوتے ہیں چنانچہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: مجھے اللہ کریم پر گمان ہے کہ عرفہ کا روزہ ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہ مٹا دیتا ہے۔ (مسلم، ص454، حدیث: 2746)

بقرعید کی رات عبادت کیجئے اکثر لوگ عِیدَین کی راتیں کھیل کود میں گزار دیتے ہیں حالانکہ ان راتوں میں عبادت کرنے پر اجر وثواب کی بشارات ہیں۔ نبی اکرم، شفیعِ معظم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے چار راتوں کا ذکر فرمایا جن میں اللہ تعالٰی بھلائیوں کے دروازے کھول دیتا ہے، ان میں سے ایک عید الاضحیٰ کی رات ہے۔ (در منثور، 7/402 ملخصاً)

ایک اور روایت کے مطابق پانچ راتیں ایسی ہیں جن میں دُعا رَد نہیں کی جاتی ہے ان میں سے ایک عیدُالْاَضْحیٰ کی رات ہے۔ (شعب الایمان، 3/342، حدیث: 3713 ملخصاً)

نمازِ عید سے قبل کی ایک سنّت عید کے دن حضور سراپانور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ایک معمول یہ بھی تھا کہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم عِیْدُ الْفِطْر کے دِن کچھ کھا کر نماز کیلئے تشریف لے جاتے تھے جبکہ عِیدُالْاَضْحیٰ کے روز اُس وقت تک نہیں کھاتے تھے جب تک نَماز سے فارِغ نہ ہو جاتے۔ (ترمذی، 2/70، حدیث:542)

حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں: معلوم ہوا کہ عید (یعنی عِیْدُالفطر) کے دن کھا کر جانا اور بقر عید کے دن آکر کھانا سنّت ہے۔ بہتر یہ ہے کہ پہلے قربانی ہی کا گوشت کھائے۔ (مراٰۃ المناجیح، 2/361)

عید کے دن اس پر بھی عمل کیجئے نبیِّ رَحمت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم عِید کو (نَمازِ عِید کے لئے) ایک راستے سے تشریف لے جاتے اور دوسرے راستے سے واپس تشریف لاتے تھے۔ (ترمذی، 2/69، حدیث: 541)

حکیم الامّت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں: (یہ ترغیب اس لئے ہے کہ) راستوں میں بھیڑ کم ہو دونوں راستوں کے فقراء پر خیرات ہو، اہلِ قرابت کی قُبور کی زیارتیں ہوں جو ان راستوں میں واقع ہیں اور دونوں راستے ہماری نماز و ایمان کے گواہ بن جائیں، لیکن جاتے وقت دراز رستہ اختیار فرماتے اور لوٹتے وقت مختصر، تاکہ جاتے ہوئے قدم زیادہ پڑیں اور ثواب زیادہ ملے۔ معلوم ہوا کہ عید گاہ پیدل جانا اور جاتے آتے راستہ بدلنا سنت ہے۔ (مراٰۃ المناجیح، 2/359)

حامد سراج عطاری مدنی

ذوالحجۃ الحرام کے فضائل و برکات

حُرمت والے مہینے قمری سال کا آخری مہینا ”ذُوالْحِجَّةِ الْحَرام“ ہے۔ یہ اُن مہینوں میں سے ایک ہے جنہیں تخلیقِ آسمان و زمین کے وقت سے ہی اللہ تعالیٰ نے مُحترم بنایا۔ نبیِّ آخرُ الزمان صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: زمانہ گھوم پھر کر اپنی اسی حالت پر آگیا جس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے آسمان و زمین بنانے کے دن کیا تھا۔ سال بارہ مہینے کا ہے جن میں سے چار حرمت والے ہیں۔ تین تو مسلسل ہیں ”ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرّم“ چوتھا ماہِ رجب۔ (بخاری، 2/376، حدیث: 3197)

ذوالحجۃ الحرام کے چند فضائل

1 اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس مہینے کے دس ایّام کی قسم اپنے پاکیزہ کلام میں ارشاد فرمائی ہے چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالْفَجْرِ ﴿۱﴾ وَلَیَالٍ عَشْرٍ ﴿۲﴾﴾ (پ30، الفجر: 1، 2) ترجمۂ کنزالایمان: اس صبح کی قسم اور دس راتوں کی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ان سے مراد ذوالحجہ کی پہلی دس راتیں ہیں کیونکہ یہ حج کے اعمال میں مشغول ہونے کے ایّام ہیں۔ (خازن، 4/374) 2 حُرمت والے سارے مہینے ہی محترم ہیں مگر یہ ان سب میں فوقیت رکھتا ہے۔ خُصوصیّت سے اس ماہ کے پہلے دس دن اللہ عَزَّوَجَلَّ کو بہت محبوب ہیں۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمانے کو چُنا تو سب سے زیادہ محبوب حرمت والے مہینوں کو رکھا، ان مہینوں میں ذوالحجہ کو سب سے محبوب رکھا اور اس ماہِ ذوالحجہ میں بھی پہلے عَشَرے (دس دن) کو سب سے زیادہ محبوب فرمایا۔ (لطائف المعارف، ص467)

3 اس ماہ کی فضیلت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اسلام کا پانچواں رُکن ”حج“ اسی مہینے میں ادا کیا جاتا ہے۔ 4 یوں تو یہ سارا مہینا ہی رحمتوں اور برکتوں کا خزینہ ہے لیکن خُصوصیّت کے ساتھ اس ماہ کے پہلے عشرے میں اللہ تعالیٰ کی رَحمتوں اور بَرکتوں کی بَرکھا (بارش) عُروج پر ہوتی ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے: اس ماہ کے پہلے دس دن میں کی جانے والی عبادت دوسرے ایام کی بنسبت اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے۔ (ترمذی، 2/191، حدیث: 758) 5 اسی ماہ میں ”یومِ عَرَفہ“ (۹ ذوالحجہ) جیسا عظیم و مُقدّس دن ہے جو کثیر فضائل و برکات سے مُشرّف ہے، حج کا رُکنِ اعظم وقوفِ عَرَفہ ہے اسی لئے یہ دن باعثِ شَرَف و فضیلت ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے: اللہ تعالیٰ یومِ عرَفہ سے زیادہ کسی دن جہنّمیوں کو آزاد نہیں کرتا۔ (مسلم، ص540، حدیث: 3288)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! خُصوصی اہمیّت و فضیلت کے حامل اوقات و لمحات کی ہر مسلمان کو قدر کرنی چاہئے اور انہیں عبادت و ریاضت، توبہ و اِستغفار اور تَسبیح و تَحمید میں بَسر کرنا چاہئے اور ان مبارک لمحات میں ہر طرح کی مَعصیّت و نافرمانی سے بچنا چاہئے۔

حج کے بارے میں ضروری و اہم احکامات جاننے کے لئے ”27 واجباتِ حج اور تفصیلی احکام“ کا خود بھی مطالعہ کیجئے اور دوسروں کو بھی ترغیب دلائیے۔

حرمینِ طیبین کا ادب کیجئے

ابو محمد عطاری مدنی*

خانۂ کعبہ کی زیارت وطواف، روضۂ رسول پر حاضر ہو کر دست بستہ صلوٰۃ و سلام پیش کرنے کی سعادت، حَرَمَیْنِ طَیِّبَیْن کے دیگر مقدس و بابرکت مقامات کے پُرکیف نظاروں کی زیارت سے اپنی روح و جان کو سیراب کرنا ہر مسلمان کی خواہش ہوتی ہے، لہٰذا جس خوش نصیب کو بھی یہ سعادت میسر آئے تو اسے چاہئے کہ وہ ہر قسم کی خُرافات و فضولیات سے بچتے ہوئے اس سعادت سے بہرہ وَر ہو۔ ذیل میں حرمین طیبین کی حاضری کے بارے میں 22 اہم مدنی پھول پیش کئے جارہے ہیں، جن پر عمل کرنے سے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ زیارتِ حرمین کا خوب کیف و سرور حاصل ہو گا۔

حرمِ مکہ (1) کے آداب

1 جب حرمِ مکہ کے پاس پہنچیں تو شرمِ عصیاں سے نگاہیں اور سر جھکائے خشوع و خضوع سے حرم میں داخل ہوں۔ 2 اگر ممکن ہو تو حرم میں داخل ہونے سے پہلے غسل بھی کر لیں۔ 3 حرمِ پاک میں لَبَّیْك و دُعا کی کثرت رکھیں۔ 4 مکۃُ المکرّمہ میں ہر دَم رَحمتوں کی بارِشیں برستی ہیں۔ وہاں کی ایک نیکی لاکھ نیکیوں کے برابر ہے مگر یہ بھی یاد رہے کہ وہاں کا ایک گناہ بھی لاکھ کے برابر ہے۔ افسوس! کہ وہاں بدنِگاہی، داڑھی مُنڈانا، غیبت، چغلی، جھوٹ، وعدہ خِلافی، مسلمان کی دِل آزاری، غصّہ و تلخ کلامی وغیرہا جیسے جَرائم کرتے وَقت اکثر لوگوں کو یہ اِحساس تک نہیں ہوتا کہ ہم جہنّم کا سامان کر رہے ہیں۔

مسجد الحرام کے آداب

5 جب خانۂ کعبہ پر پہلی نظر پڑے تو ٹھہر کر صدقِ دل سے اپنے اور تمام عزیزوں، دوستوں، مسلمانوں کے لئے مغفِرت وعافیت اور بِلا حساب داخلۂ جنّت کی دُعا کرے کہ یہ عظیم اِجابت وقبول کا وقت ہے۔ شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: چاہیں تو یہ دعا مانگ لیجئے کہ "یااللہ میں جب بھی کوئی جائز دعا مانگا کروں اور اس میں بہتری ہو تو وہ قبول ہوا کرے"۔ علّامہ شامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی نے فقہائے کرام رحمھم اللہ السّلام کے حوالے سے لکھا ہے: کعبۃُ اللہ پر پہلی نظر پڑتے وقت جنت میں بے حساب داخلے کی دُعا مانگی جائے اور درود شریف پڑھا جائے۔ (ردالمحتار، 3/575، رفیق الحرمین، ص91) 6 وہاں چونکہ لوگوں کا جمِّ غفیر ہوتا ہے اس لئے اِستِلام کرنے یا مقامِ ابراہیم پر یا حطیمِ پاک میں نوافل ادا کرنے کے لئے لوگوں کو دھکے دینے سے گُریز کریں اگر بآسانی یہ سعادتیں میسر ہو جائیں تو صحیح، ورنہ ان کے حصول کے لئے کسی مسلمان کو تکلیف دینے کی اجازت نہیں۔ 7 جب تک مکّۂ مکرمہ میں رہیں خوب نفلی طواف کیجئے اور نفلی روزے رکھ کر فی روزہ لاکھ روزوں کا ثواب لُوٹیے۔

مسجدِ نبوی شریف کی احتیاطیں

8 مدینۂ منوّرہ پہنچ کر اپنی حاجتوں اور کھانے پینے کی ضرورتوں سے فارغ ہو کر تازہ وضو یا غسل کر کے دُھلا ہوا یا نیا لباس زیبِ تن کیجئے، سرمہ اور خوشبو لگایئے اور روتے ہوئے مسجد میں داخل ہو کر سنہری

---

(1) عام بول چال میں لوگ "مسجدِ حرام" کو حرم شریف کہتے ہیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ مسجد حرام شریف حرم محترم ہی میں داخل ہے مگر حرم شریف مکہ مکرمہ سمیت اس کے اردگرد میلوں تک پھیلا ہوا ہے اور ہر طرف اس کی حدیں بنی ہوئی ہیں۔ (رفیق الحرمین، ص89)

جالیوں کے رُوبرُو مواجَھہ شریف میں (یعنی چہرۂ مبارک کے سامنے) حاضِر ہوکر دونوں ہاتھ نماز کی طرح باندھ کر چار ہاتھ (یعنی تقریباً دو گز) دُور کھڑے ہو جائیے اور بارگاہ رسالت صلَّی اللہُ تعالٰی علیہِ واٰلہٖ وسلَّم میں خوب صلوٰۃ و سلام پیش کیجئے، پھر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق و سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضیَ اللہُ تعالٰی عنہُما کی خدمت سراپا اقدس میں سلام پیش کیجئے۔ 9 سنہری جالی مُبارَک کو بوسہ دینے یا ہاتھ لگانے سے بچئے کہ یہ خِلافِ اَدَب ہے۔ 10 اِدھر اُدھر ہرگز نہ دیکھئے۔ 11 دُعا بھی مُواجَھہ شریف ہی کی طرف رُخ کئے مانگئے۔ بعض لوگ وہاں دُعا مانگنے کے لئے کعبے کی طرف مُنہ کرنے کو کہتے ہیں، اُن کی باتوں میں آکر ہرگز ہرگز سنہری جالیوں کی طرف آقا صلَّی اللہُ تعالٰی علیہِ واٰلہٖ وسلَّم کو یعنی کعبے کے کعبے کو پیٹھ مت کیجئے۔ 12 یہاں آواز اونچی ہرگز نہ کیجئے۔ 13 صلوٰۃ و سلام کے صیغے اور دعائیں زَبانی یاد کرلینا مناسِب ہے، کتاب سے دیکھ کر وہاں پڑھنا عجیب سا لگتا ہے۔ 14 مدینۂ منورہ میں روزہ نصیب ہو خُصوصاً گرمی میں تو کیا کہنا کہ اس پر وعدۂ شفاعت ہے۔ 15 مدینے میں ہر نیکی ایک کی پچاس ہزار لکھی جاتی ہیں۔ لہٰذا نماز و تلاوت اور ذکر و درود میں ہی اپنا وقت گزاریئے۔ 16 قراٰنِ مجید کا کم سے کم ایک ختم مکّۂ مکرمہ اور ایک مدینۂ طیبہ میں کرلیجئے۔

زیاراتِ حرمین طیبین کی احتیاطیں

17 فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: اپنی مسجدوں کو (ناسمجھ) بچوں اور پاگلوں سے محفوظ رکھو۔ (ابن ماجہ، 1/415، حدیث: 750 ملخصاً) مساجد میں شور کرنا گناہ ہے اور ایسے بچوں کو لانا بھی گناہ ہے جن کے بارے میں یہ غالب گمان ہو کہ پیشاب وغیرہ کر دیں گے یا شور مچائیں گے، لہٰذا زائرین سے عرض ہے کہ حدیث میں بیان کردہ شرعی حکم پر عمل کرتے ہوئے چھوٹے بچوں کو ہرگز مسجدَیْنِ کریمَیْن (یعنی مسجد حرام اور مسجد نبوی) میں نہ لائیں۔ 18 مسجدِ حرام و مسجدِ نبوی میں موبائل کے بے جا استعمال، بے مقصد سیلفیاں لینے یا فضول گوئی میں مگن ہونے کے بجائے وہاں خود کو ہر دنیاوی تعلق سے علیحدہ کر کے بَیْتُ اللہ شریف اور گنبدِ خضرا کی زیارت، خشوع و خضوع کے ساتھ عبادت اور ذکر و دُعا وغیرہ میں مشغول رہیں کہ پھر نہ جانے یہ سعادتیں میسر ہوں نہ ہوں۔ 19 وہاں کئی مقاماتِ مقدّسہ ہیں کہ جن کی زیارت سے روحِ ایمان کو جِلا ملتی ہے، لیکن کچھ محروم لوگ یہ زیارتیں کرنے کے بجائے شاپنگ سینٹرز یا تفریحی مقامات کی زینت بن جاتے ہیں، کم اَز کم وہاں حتَّی الْاِمکان ان فضولیات سے بچنے کی کوشش کریں۔ 20 مکے مدینے کی زیارتیں کرتے وقت کسی سے بحث مباحثہ یا دھکم پیل سے گُریز کریں اور جس قدر سہولت کے ساتھ میسر ہو اسی پر اکتفا کریں۔ 21 مکے مدینے کی گلیوں میں جہاں کوڑے دان رکھے ہیں انہیں استعمال کیجئے۔ اس کے علاوہ عام راستوں اور گلیوں میں تھوکنے یا کچرا وغیرہ پھینکنے سے بچیں کہ ان گلیوں کو ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے نسبت ہے۔ 22 جنّتُ البقیع و جنّتُ المَعْلٰی کے کئی مزارات شہید کر دیئے گئے ہیں اور اندر داخل ہونے کی صورت میں کسی عاشقِ رسول کے مزار پر پاؤں پڑ سکتا ہے جبکہ شرعی مسئلہ یہ ہے کہ عام مسلمان کی قبر پر بھی پاؤں رکھنا ناجائز ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 5/349 ملخصاً) لہٰذا ان دونوں متبرک مقامات پر باہر ہی سے سلام عرض کیجئے۔

نوٹ یاد رکھئے! وہاں قدم قدم پر علمائے کرام کی راہنمائی کی حاجت ہوتی ہے لہٰذا مفتیانِ کرام و علمائے اہلِ سنّت کی صحبت کو لازم رکھیں یا ان سے رابطے میں رہیں تاکہ مسائلِ شرعیہ سیکھنے اور وہاں کے ادب و تعظیم کے تقاضے بھی پورے کرنے میں مدد حاصل ہو (فون کے ذریعے بھی مفتیانِ کرام یا دارالافتاء اہلِ سنّت سے ہاتھوں ہاتھ مسائل پوچھے جاسکتے ہیں)۔

مکے مدینے کے فضائل

ابوالقاسم عطاری مدنی*

دنیا کے کئی شہر اپنی تاریخی، ثقافتی اور علاقائی خصوصیات کے سبب مشہور ہیں مگر شہرِ عرب، مکۂ مکرّمہ زادھَا اللہُ شرفاً وَّ تعظیماً کی کیا ہی بات ہے! جہاں سلطانِ دوجہاں صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ولادت ہوئی، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اسی شہر میں اعلانِ نبوت فرمایا، یہیں سے نورِ اسلام پھیلنا شُروع ہوا، سفرِ مِعْراج کا آغاز اسی شہر سے ہوا، وہ شہر جو کفّار کے ہوش رُبا مظالم کے مقابلہ میں رَحْمتِ عالَم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اخلاقِ کریمانہ کا گواہ ہے، جس کی طرف مسلمانوں کے دِل کھنچے آتے ہیں، وہ ہمارے مکّی مدنی آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا پیارا شہر مکّۂ مکرّمہ زادھَا اللہُ شرفاً وَّ تعظیماً ہے جہاں آپ نے اپنی زندگی کے کم و بیش 53 سال بسر کئے۔

حسنؔ حج کر لیا کعبے سے آنکھوں نے ضیا پائی
چلو دیکھیں وہ بستی جس کا رستہ دل کے اندر ہے

(ذوقِ نعت، ص178)

دوسری طرف مکۂ مکرّمہ زادھَا اللہُ شرفاً وَّ تعظیماً سے تقریباً 425 کلومیٹر دوری پر واقع وہ عظیم شہر جسے سرکارِ دوعالم، نورِ مجسم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ہجرت گاہ بننے کا شرف ملا، اسلام کے عروج کا نقطۂ آغاز بنا جس کا مُقدّر بنا، مہاجر صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان کی قربانی، انصار صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان کا بے مثال جذبۂ ایثار اور جانثارانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے عشق و وفا کی داستانیں جہاں رقم ہوئیں، وہ فرشتوں میں گھرا، نور میں ڈوبا شہر، مدینۂ منورہ زادھَا اللہُ شرفاً وَّ تعظیماً ہے۔

وہ مدینہ جو کونین کا تاج ہے   جس کا دیدار مومن کی معراج ہے

فضائلِ مکۂ مکرمہ پر 3 فرامینِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

1 جو مکّہ میں ایک دن بیمار ہوتا ہے اللہ پاک اس کے جسم کو جہنّم کی آگ پر حرام فرما دیتا ہے۔ ایک روایت میں ہے: اللہ تعالیٰ اس بندے کے لئے غیرِ حرم میں کی ہوئی 60 سال کی عبادت کا ثواب لکھ دیتا ہے۔ 2 جو مکّۂ مکرّمہ کی گرمی پر دن میں ایک ساعت بھی صَبْر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جہنّم سے 500 سال کی مسافت دور کر دیتا ہے اور اسے جنّت سے 200 سال کی مسافت قریب فرما دیتا ہے۔ (فضائل مکہ للامام الحسن البصری، ص27) 3 مکّۂ مکرّمہ کی مسجد (یعنی مسجد الحرام) والوں پر ہر روز اللہ پاک کی 120 رحمتیں نازل ہوتی ہیں ان میں سے 60 طواف کرنے والوں کے لئے، 40 نمازیوں کے لئے اور 20 کعبۂ معظمہ کی زیارت کرنے والوں کے لئے۔ (معجم اوسط،4/381، حدیث6314)

فضائلِ مدینۂ منورہ پر 3 فرامینِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

1 مدینۂ منورہ میں داخِل ہونے والے راستوں پر فرشتے ہیں، اس میں طاعُون داخِل ہوگا نہ دجّال۔ (بخاری، 1/619، حدیث:1880) 2 رسولِ اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دُعا فرمائی: یَااللہ! جتنی برکتیں تو نے مکے میں رکھی ہیں اس سے دُگنی مدینے میں رکھ دے۔ (بخاری، 1/620، حدیث: 1885) 3 یہ طَیْبَہ ہے اور گُناہوں کو اسی طرح مٹاتا ہے جیسے آگ چاندی کا کھوٹ دور کر دیتی ہے۔ (بخاری، 3/36، حدیث:4050) اللہ پاک ہمیں ان مقدّس شہروں کی بار بار حاضری نصیب فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

حدیث شریف اور اس کی شرح

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو

محمد ناصر جمال عطّاری مَدَنی*

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِی بَعْدَ مَوْتِی كَانَ كَمَنْ زَارَنِی فِی حَيَاتِی یعنی جس نے میری وفات کے بعد حج کیا پھر میری قبر کی زیارت کی گویا کہ اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔(شعب الایمان، 3/489، حدیث:4154)

حدیثِ پاک کی شرح

زیارتِ قبرِ مبارکہ کا حکم: روضۂ رسول کی زیارت بہت بڑی سعادت، عظیم عبادت، قُربِ ربُّ العزت پانے کا ذریعہ اور قریب بواجب ہے جس کا حکم کتاب و سنت اور اجماع و قیاس سے ثابت ہے۔(فتح الباری، 4/59، شواھد الحق، ص59، مجموع رسائل العلامۃ الملاعلی القاری، 2/197)

صدرالشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حج اگر فرض ہے تو حج کرکے مدینہ طیبہ حاضر ہو۔ ہاں اگر مدینہ طیبہ راستہ میں ہو تو بغیر زیارت حج کو جانا سخت محرومی و قساوتِ قلبی ہے اور اس حاضری کو قبولِ حج و سعادتِ دینی و دنیوی کے لیے ذریعہ و وسیلہ قرار دے اور حج نفل ہو تو اختیار ہے کہ پہلے حج سے پاک صاف ہو کر محبوب کے دربار میں حاضر ہو یا سرکار میں پہلے حاضری دے کر حج کی مقبولیت و نورانیت کے لئے وسیلہ کرے۔ غرض جو پہلے اختیار کرے اسے اختیار ہے مگر نیت خیر درکار ہے کہ: اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَ اِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰى اعمال کا مدار نیت پر ہے اور ہر ایک کے لیے وہ ہے، جو اُس نے نیت کی۔

(بخاری، 1/5، حدیث:1، بہار شریعت، 1/1222)

تو زندہ ہے واللہ: حدیثِ پاک کے الفاظ كَمَنْ زَارَنِی فِی حَيَاتِی کی شرح میں حضرت علامہ علی قاری فرماتے ہیں: (وصالِ ظاہری کے بعد قبرِ مبارک کی زیارت کو حیاتِ ظاہری میں زیارت کی مثل اس لئے فرمایا کیونکہ) نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنی قبرِ انور میں حقیقی دنیوی حیات کے ساتھ زندہ ہیں کہ آپ سے مطلقاً ہر طرح کی مدد و نصرت حاصل کی جاتی ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح، 5/632، تحت الحدیث:2756، لمعات التنقیح، 5/483، تحت الحدیث:2756)

زیارتِ مبارکہ کے بارے میں 2 فرامینِ مصطفےٰ

دیگر احادیثِ مبارکہ میں زیارتِ روضۂ رسول کی سعادت پانے والے کو یہ بشارتیں دی گئی ہیں: (1) جو میری قبر کی زیارت کرے اس کے لئے میری شفاعت واجب ہے۔ (دار قطنی، 2/351، حدیث:2669) (2) جو میری زیارت کو آئے سوا میری زیارت کے اور کسی حاجت کے لئے نہ آیا تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اُس کا شفیع بنوں۔

(معجم کبیر، 12/225، حدیث:13149)

اسلافِ کرام کی روضۂ رسول پر حاضری

صحابۂ کرام اور بزرگانِ دین روضۂ رسول پر حاضری کا خاص اہتمام فرمایا کرتے تھے اور رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں سلام عرض کیا کرتے تھے، چنانچہ:

(1) حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت کعبُ الاحبار رحمۃ اللہ علیہ کو قبولِ اسلام کے بعد زیارتِ روضۂ

رسول کی دعوت دی اور انہیں اپنے ساتھ مدینۂ منورہ لائے۔

(فتوح الشام، 1/235)

2 حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے غلام حضرت سیّدنا نافع رحمۃ اللہ علیہ نے 100 مرتبہ سے بھی زیادہ بار یہ دیکھا کہ سفر سے آتے اور جاتے وقت حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روضۂ رسول پر حاضری دیا کرتے۔

(الشفا، 2/86، مصنف ابن ابی شیبہ، 7/359، حدیث:11915)

3 حضرت سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ روضۂ رسول پر حاضر ہوتے تو کھڑے ہو کر سلام عرض کرتے اور واپس لوٹ جاتے۔(شعب الایمان، 3/491، حدیث:4164)

4 ایک مرتبہ حضرت سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی قبرِ انور کے قریب رو رہے تھے اور ساتھ ہی عرض کر رہے تھے: ”یہی وہ مبارک جگہ ہے جہاں آنسو بہائے جاتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے سنا ہے کہ میری قبر اور منبر کے درمیان کا حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔“

(شعب الایمان، 3/491، حدیث:4163)

زیارتِ روضۂ رسول کے آٹھ فوائد

روضۂ رسول کی زِیارت کرنے والے کے لئے فوائد و برکات بے شمار ہیں ان میں سے آٹھ یہ ہیں:

1 روضۂ رسول پر حاضری دینے والے کا سلام نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بلاواسطہ سنتے اور جواب دیتے ہیں۔(مجموع رسائل العلامۃ الملاعلی القاری، 2/205) 2 علما فرماتے ہیں: زیارت قبرِ مبارکہ کمالاتِ حج سے ہے۔(فیض القدیر،6/182، تحت الحدیث: 8716) 3 ہلاکت و بَربادی سے محفوظ رہے گا۔ 4 مشکلات آسان ہوں گی۔ 5 حادِثات سے حِفاظت ہو گی 6 اُسے آخرت میں اچّھا بدلہ ملے گا۔(الروض الفائق، ص307 ملخصاً) 7 خاتمہ بالخیر کی سعادت پائے گا۔ 8 رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم شفاعت فرمائیں گے۔(شفاء السقام، ص103)

مدینۂ منورہ اور روضۂ رسول پر حاضری کے 9 آداب

رَوْضَۂ رسول پر حاضری کی سعادت پانے والا اِس بارگاہِ عالی کے آداب کا خاص خیال رکھے، کیونکہ ذَراسی بے اِحتیاطی سَخْت مَحرومی کا سبب بَن سکتی ہے، چنانچہ: 1 حاضِری میں خالصتاً قبرِ انور کی زِیارت کی نیّت کیجئے۔ ریاکاری اور تجارت وغیرہ کی نیت قطعاً نہ ہو۔(مرقاۃ المفاتیح،5/631، تحت الحدیث:2755) 2 سفرِ مدینہ میں دُرود شریف کی کثرت کیجئے۔ 3 جب حَرَمِ مدینہ آئے تو بہتر یہ ہے کہ روتے ہوئے سر جُھکائے، دُرود شریف کی کثرت کرتے چلئے۔ 4 نہایت خُشُوع و خُضُوع سے روضۂ اَقْدَس پر حاضری دیجئے، سلام پیش کیجئے، رونا نہ آئے تو رونے جیسی صورت بنالیجئے۔ 5 اس دوران دل سرکارِ مدینہ (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) ہی کی طرف متوجہ رکھنے کی کوشش کیجئے۔ موبائل چلانے، سیلفیاں لینے سے بچئے اور سوچئے کہ کس ہستی کی بارگاہ میں حاضری ہے! 6 اگر آپ کو کسی نے روضۂ اطہر پر سلام عرض کرنے کا کہا ہے تو اس کی طرف سے بھی سلام عرض کردیجئے۔ 7 جب تک مدینۂ طَیِّبہ کی حاضری نصیب ہو، کوشش کرکے اکثر وقت مسجد شریف میں باطہارت حاضر رہئے، نماز و تلاوت و دُرود میں وقت گزاریئے، دُنیا کی بات کسی بھی مسجد میں نہ کرنی چاہئے یہاں تو اور بھی زیادہ احتیاط کیجئے۔ 8 یہاں ہر نیکی ایک کی پچاس ہزار (50,000) لکھی جاتی ہے، لہٰذا عبادت میں زیادہ کوشش (Effort) کیجئے، بھوک سے کم کھانے میں امکان ہے کہ عبادت میں دل زیادہ لگے۔ 9 روضۂ رسول کو ہر گز پیٹھ نہ کیجئے اور حتّی الاِمکان نماز میں بھی ایسی جگہ کھڑے نہ ہوں کہ پیٹھ کرنی پڑے۔

جب خاک اُڑے میری مدینے کی ہوا ہو

ترمذی شریف میں ہے: رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جس سے ہوسکے مدینے میں مَرے، تو مدینے ہی میں مرے کہ جو شخص مدینے میں مرے گا میں اُس کی شَفاعت کروں گا۔(ترمذی،5/483، حدیث:3943)

مدینۂ منورہ سے واپسی کے 5 آداب

اگر مدینے کی پاک سرزمین میں مَدفَن نصیب نہ ہو سکے تو 1 مدینہ منورہ سے واپسی پر روضۂ انور پر حاضر ہو کر بارگاہِ رسالت میں الوداعی سلام پیش کیجئے۔ 2 دو رکعت نماز ادا کیجئے۔ 3 اللہ کریم سے دوبارہ حاضری کی دعا مانگیے۔ 4 مدینہ شریف سے واپسی سے قبل قراٰن پاک ختم کر لیجئے کہ اسلاف نے اسے پسند فرمایا ہے۔ 5 آسانی ہو تو اپنے احباب کے لئے کھجوروں کا تحفہ ساتھ لائیے۔ (مجموع رسائل العلامۃ الملاعلی القاری، 2/229 تا 280 ملخصاً، احیاء العلوم، 1/345 تا 349 ملخصاً)

حاضریٔ مدینہ کے فضائل و برکات، زیارات اور آداب کے بارے میں تفصیل جاننے کے لئے شیخِ طریقت امیرِ اہلِ سنّت علامہ محمد الیاس قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی کتاب **"عاشقانِ رسول کی 130 حکایات"** پڑھئے۔

چلُوں دُنیا سے میں اِس شان سے اے کاش! یَااللہ
شہِ اَبرار کی چوکھٹ پہ سَر ہو میرا خَم مَولیٰ
سُنہری جالیوں کے سامنے اے کاش! ایسا ہو
نکل جائے رسولِ پاک کے جلووں میں دَم مولیٰ

(وسائلِ بخشش، ص98)

تکبیرِ تَشْرِیق

نویں(9) ذُوالحِجۃ الحرام کی فجر سے تیرھویں (13) کی عَصْر تک پانچوں وقت کی فرض نمازیں جو مسجد کی جماعتِ اُولیٰ کے ساتھ ادا کی گئیں ان میں ایک بار بُلند آواز سے تکبیر کہنا واجب ہے اور تین بار افضل۔ (تبیین الحقائق، 1/227) اسے **تکبیرِ تشریق** کہتے ہیں اور وہ یہ ہے: اَللّٰہُ اَکْبَرُ ؕ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ؕ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ ؕ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ؕ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ؕ۔ (تنویر الابصار مع رد المحتار، 3/71)

تکبیرِ تشریق کا پس منظر مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: تکبیرِ تشریق حضرت جبریل، حضرت خلیل (حضرت ابراہیم علیہ السّلام)، حضرت اسماعیل (علیہ السّلام) کے کلاموں کا مجموعہ ہے کہ جب حضرت جِبرِیل جنّت سے دُنبہ لے کر حاضر ہوئے، اُدھر خلیل اپنے لختِ جگر کو ذَبح کرنے لگے تو (حضرت جبریل نے) اوپر سے پکارا: اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ حضرت خلیل نے اوپر دیکھا تو جبریل کو آتے دیکھ کر فرمایا: لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ، پھر بحکمِ پروردگار عَزَّوَجَلَّ حضرت اسماعیل کے ہاتھ پاؤں کھولے اور قَبولیّتِ قربانی کی بِشارت دی تو آپ (یعنی حضرت اسماعیل علیہ السّلام) نے فرمایا: لِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ (مراٰۃ المناجیح، 2/88)

تکبیرِ تشریق کے متعلق مزید احکام جاننے کے لئے امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی کتاب "**نماز کے احکام**" صفحہ 447 پڑھئے۔

قیمت	رنگین شمارہ: 100 روپے	سادہ شمارہ: 50 روپے
ہر ماہ گھر پر حاصل کرنے کے سالانہ اخراجات	رنگین: 1800 روپے	سادہ شمارہ: 1200 روپے
ممبر شپ کارڈ (Member Ship Card)	رنگین: 1100 روپے	سادہ شمارہ: 550 روپے

بکنگ کی معلومات و شکایات کے لئے: Call/Sms/Whatsapp: +923131139278
Email:mahnama@maktabatulmadinah.com
ڈاک کا پتا: ماہنامہ فیضانِ مدینہ عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ پرانی سبزی منڈی محلہ سوداگران کراچی

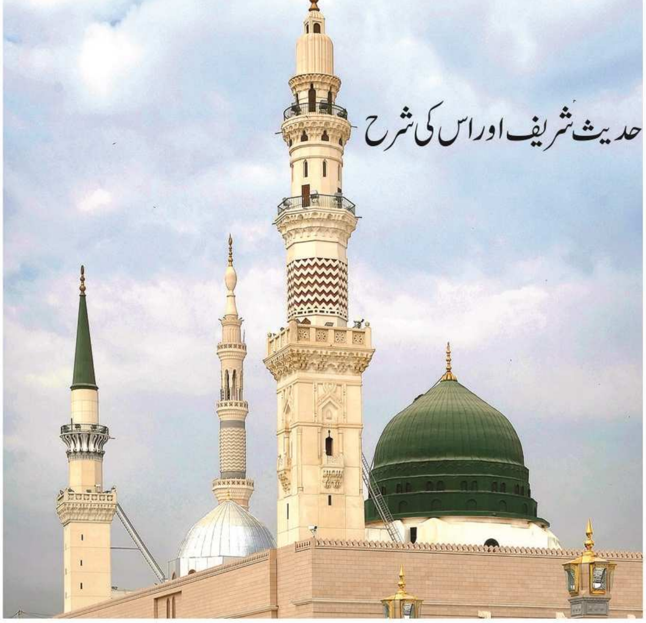

برکاتِ مدینہ

محمد ناصر جمال عطّاری مدنی*

مصطفےٰ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دعا فرمائی: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِیْنَۃِ ضِعْفَیْ مَا جَعَلْتَ بِمَکَّۃَ مِنَ الْبَرَکَۃِ اے اللہ! جتنی تو نے مکہ میں برکت عطا فرمائی ہے، مدینہ میں اُس سے دوگُنا برکت عطا فرما۔(1)

مذکورہ حدیثِ پاک میں اللہ کے آخری نبی، محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے برکت کی دعا فرمائی ہے۔ بہت ساری خیر کا نام برکت ہے۔(2) چونکہ مدینۂ منورہ کو پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے شرفِ قیام بخشا، سرزمینِ مدینہ کو اپنے قدموں کے بوسے لینے کی سعادت عطا فرمائی ان سعادتوں سے فیضیاب ہو کر شہرِ مدینہ نے عظمت و رفعت پائی، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی دعا سے اِس مبارک شہر کو اتنی برکت میسر آئی کہ مدینے میں رہنا عافیت کی علامت اور مدینے میں مرنا شَفاعتِ مصطفےٰ کی ضمانت قرار پایا، یوں یہ شہر بہت فضیلت اور دُگنی خیر و برکت کا ایسا مرکز بنا کہ جسے دیکھنے کے لئے ہر عاشقِ رسول تڑپتا ہے۔ بخاری شریف کی اس حدیث میں برکاتِ مدینہ سے متعلق دعائے مصطفےٰ کا ذکر ہے، اس دعا کا ظہور وہاں کی آب و ہوا اور اشیاء میں واضح طور پر نظر آتا ہے، برکاتِ مدینہ میں سے سات ملاحظہ کیجئے:

(1) جب کوئی مسلمان زیارت کی نیّت سے مدینۂ منورہ آتا ہے تو فِرِشتے رَحْمت کے تحفوں سے اُس کا اِستقبال کرتے ہیں۔(3) ایک موقع پر نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یوں دعا فرمائی: اے اللہ! ہمارے لئے ہمارے مدینہ میں برکت دے، ہمارے مُد اور صاع میں برکت دے۔(4) (2) مسجدِ نبوی میں ایک نماز پڑھنا پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔(5) (3) ایمان کی پناہ گاہ مدینۂ منورہ ہے۔(6) (4) مدینے کی حفاظت پر فرشتے معمور ہیں چنانچہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اُس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! مدینے میں نہ کوئی گھاٹی ہے نہ کوئی راستہ مگر اُس پر دو فِرشتے ہیں جو اِس کی حفاظت کر رہے ہیں۔(7) امام نَوَوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت میں مدینۂ منورہ کی فضیلت کا بیان ہے اور رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے زمانے میں اس کی حفاظت کی جاتی تھی، کثرت سے فِرشتے حفاظت کرتے اور انہوں نے تمام گھاٹیوں کو سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عِزّت افزائی کے لئے گھیرا ہوا ہے۔(8) (5) خاکِ مدینہ کو شفا قرار دیا ہے چنانچہ جب غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لا رہے تھے تو تبوک میں شامل ہونے سے رہ جانے والے کچھ صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان ملے انہوں نے گرد اُڑائی، ایک شخص نے اپنی ناک ڈھانپ لی آپ نے اس کی ناک سے کپڑا ہٹایا اور ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قُدرت میں میری جان ہے! مدینے کی خاک میں ہر بیماری سے شفا ہے۔(9) (6) مدینے کے پھل بھی بابرکت ہیں کیوں کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دعا فرمائی ہے۔(10) (7) مدینہ میں جینا حصولِ برکت اور مَرنا شفاعت پانے کا ذریعہ ہے چنانچہ رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ارشاد ہے: جو مدینے میں مَر سکے وہ وَہیں مَرے کیونکہ میں مدینے میں مَرنے والوں کی شَفاعت کروں گا۔(11) یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یوں دعا مانگا کرتے تھے: اے اللہ! مجھے اپنی راہ میں شہادت دے اور مجھے اپنے رسول کے شہر میں موت عطا فرما۔(12) اللہ پاک ہمیں برکاتِ مدینہ سے مالا مال فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(1) بخاری، 1/620، حدیث: 1885 (2) عمدۃ القاری، 7/594 (3) جذب القلوب، ص211 (4) ترمذی، 5/282، حدیث: 3465 (5) ابن ماجہ، 2/176، حدیث: 1413 (6) بخاری، 1/618، حدیث: 1876 ملخصاً (7) مسلم، ص548، حدیث: 1374 (8) شرح مسلم للنووی، 5/148 (9) جامع الاصول، 9/297، حدیث: 6962 (10) ترمذی، 5/282، حدیث: 3465 (11) ترمذی، 5/483، حدیث: 3943 (12) بخاری، 1/622، حدیث: 1890۔

حدیث شریف اور اس کی شرح

اصلِ مُراد حاضری اُس پاک در کی ہے

ابو سلمان عطاری مدنی*

رسولِ ذیشان، رحمتِ عالمیان صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ شفاعت نشان ہے: مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ یعنی جس نے میری قبر کی زیارت کی اُس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ (سنن دار قطنی، 2/351، حدیث:2669)

شرح اس حدیثِ پاک میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے روضۂ اطہر کی زیارت کے لئے حاضر ہونے والوں کو شفاعت کی بشارت عطا فرمائی ہے۔

جلیلُ القدر محدّث امام تقیُّ الدّین سُبکی شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی (وفات:756ھ) حدیثِ پاک کے لفظ "وَجَبَتْ" کے تحت فرماتے ہیں: اس کا معنٰی یہ ہے کہ جو حضورِ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی قبرِ انور کی زیارت کرے اُس کیلئے شفاعت ثابت اور لازم ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ حدیث شریف کے لفظ "لَهٗ" کے فوائد ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: (1) زائرینِ روضۂ انور کو ایسی شفاعت کے ساتھ خاص کیا جائے گا جو دوسروں کو نہ عمومی طور پر نصیب ہوگی نہ ہی خصوصی طور پر۔ (2) زائر کو اس شفاعت کے ذریعے دوسروں کو حاصل ہونے والی شفاعت سے ممتاز کر دیا جائے گا۔ (3) زیارتِ قبرِ انور کرنے والے شفاعتِ مصطفےٰ کے حقدار قرار پانے والوں میں لازمی طور پر شامل ہوں گے۔ (4) زائر کا خاتمہ ایمان پر ہوگا۔

امام تقیُّ الدّین سبکی علیہ رحمۃ اللہ القوی "شَفَاعَتِیْ یعنی میری شفاعت" کے تحت فرماتے ہیں: شفاعت کی نسبت اپنی جانب فرمانے میں یہ شرف ہے کہ "فرشتے، انبیا اور مؤمنین" بھی شفاعت کریں گے مگر روضۂ انور کی زیارت کرنے والے کی شفاعت میں خود کروں گا۔ شافع (شفاعت کرنے والے) کی عظمت کی وجہ سے اس کی شفاعت بھی ویسی ہی عظیم ہوتی ہے جیسے ہمارے نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم تمام انبیائے کرام علیہمُ السَّلام سے افضل ہیں اسی طرح آپ کی شفاعت بھی دوسروں سے افضل ہے۔ (شفاء السقام، ص103 ملخصاً)

حاشیہ ابنِ حجر ہیتمی میں ہے: یہ حدیث حیاتِ مبارک میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اور بعدِ وصال قبرِ انور کی زیارت کو شامل ہے نیز یہ حکم دور و نزدیک کے ہر مرد و عورت کے لئے ہے۔ پس اس حدیثِ پاک سے روضۂ انور کی طرف سامان باندھنے کی فضیلت اور زیارت کے لئے سفر کے مستحب ہونے پر استدلال کیا گیا ہے۔ (حاشیۃ ابن حجر الہیتمی علی شرح الایضاح، ص481 ملخصاً)

پہلے حج یا زیارتِ مدینہ صدرُ الشریعہ حضرت مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: حج اگر فرض ہے تو حج کرکے مدینہ طیبہ حاضر ہو۔ ہاں اگر مدینہ طیبہ راستہ میں ہو تو بغیر زیارت حج کو جانا سخت محرومی و قساوتِ قلبی ہے اور اس حاضری کو قبولِ حج و سعادتِ دینی و دنیوی کے لیے ذریعہ و وسیلہ قرار دے اور حج نفل ہو تو اختیار ہے کہ پہلے حج سے پاک صاف ہو کر محبوب کے دربار میں حاضر ہو یا سرکار میں پہلے حاضری دے کر حج کی مقبولیت و نورانیت کے لیے وسیلہ کرے۔ غرض جو پہلے اختیار کرے اسے اختیار ہے مگر نیتِ خیر درکار ہے کہ: اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَلِكُلِّ امْرِیءٍ مَّانَوٰی (بخاری، 1/5، حدیث:1) اعمال کا مدار نیّت پر ہے اور ہر ایک کے لیے وہ ہے، جو اُس نے نیّت کی۔ (بہارِ شریعت، 1/1222) مزید فرماتے ہیں: زیارتِ اقدس قریب بواجب ہے۔ (بہارِ شریعت، 1/1221)

اللہ کریم ہمیں بار بار اس پاک در کی حاضری نصیب فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کعبہ شریف اور مساجد کو اللہ کا گھر کیوں کہا جاتا ہے؟

مفتی فضیل رضا عطّاری*

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے مکان ثابت کرنا کفر ہے تو کعبہ شریف اور مساجد کو اللہ کا گھر کیوں کہا جاتا ہے؟ کیا یہ کفر نہیں ہے؟ سائل: محمد منصور عطاری (چکوال، پنجاب)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

کعبہ شریف اور اسی طرح مساجد کو بیت اللہ یعنی اللہ کا گھر کہنے کی وجہ یہ نہیں کہ مَعَاذَ اللہ وہ جگہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا مکان ہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ وہاں پر رہتا ہے، یہی آپ کی غلط فہمی ہے جس کی وجہ سے سوال کرنے کی نوبت آئی اس لئے کہ اسلامی عقیدے کے مطابق اللہ تعالیٰ جسم و جسمانیات مکان و زمان وغیرہ جمیع حوادث (تمام اشیاء جو پہلے نہیں تھی پھر پیدا ہوئی) سے پاک ہے وہ تو ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا لہٰذا جو اس کے لئے مکان ثابت کرے تو یہ بالیقین کفر ہے۔ اب آپ کے خلجان کو دور کرنے کی طرف آتے ہیں کہ پھر مساجد اور کعبۃ اللہ کو اللہ تعالیٰ کا گھر کیوں کہتے ہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اضافت، تشریفی کہلاتی ہے یعنی کعبہ شریف اور مساجد کے مقام و مرتبہ کو ظاہر کرنے کے لئے خاص طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت ہوتی ہے اور یہ بلاشبہ جائز ہے، قرآن و حدیث میں اس کی بکثرت مثالیں موجود ہیں۔ مثلاً قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت صالح علٰی نَبِیِّنَاوعلیہ الصّلوٰۃ وَالسَّلام کی دعا سے ظاہر ہونے والی اونٹنی کو" نَاقَةُ اللّٰهِ یعنی اللہ کی اونٹنی"، حضرت جبریل علیہ السَّلام کو "رُوْحَنَا یعنی ہماری روح" اور کعبہ شریف کو "بَیْتِیَ یعنی میرا گھر" فرمایا ہے، اسی طرح احادیثِ طیبہ میں تمام مساجد کو "بُیُوْتُ اللّٰهِ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے گھر" فرمایا۔ یہ سب اضافتیں تشریفی ہیں کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف خصوصی نسبت کرتے ہوئے ان چیزوں کی عظمت و شرافت کا اظہار ہوتا ہے لہٰذا کعبہ شریف اور مساجد کو تعظیم و تکریم کے پیشِ نظر "اللہ کا گھر" کہنا جائز ہے، اس میں کسی قسم کا کوئی حرج نہیں۔

عقائد کی مشہور و معروف کتاب شرح عقائد نسفیہ میں ہے: "(ولایتمکن فی مکان) واذا لم یکن فی مکان لم یکن فی جهة لاعلو ولاسفل ولاغیرهما۔ ملخصاً" اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی مکان میں نہیں ہے اور جب وہ مکان میں نہیں تو کسی جہت میں بھی نہیں، نہ اوپر کی جہت میں، نہ نیچے کی جہت میں اور نہ ہی ان کے علاوہ کسی جہت میں۔" (شرح عقائد نسفیہ، ص54، 55)

بہارِ شریعت عقیدہ کے باب میں مذکور ہے: "اللہ تعالیٰ جہت و مکان و زمان و حرکت و سکون و شکل و صورت و جمیع حوادث سے پاک ہے۔" (بہار شریعت، 1/19)

اضافتِ تشریفی سے متعلق علامہ بدرالدین عینی حنفی علیہ الرَّحمہ ایک حدیثِ پاک میں مذکور الفاظ (فی ظله) کی وضاحت میں فرماتے ہیں: "قلت: اضافة الظل الیه اضافة تشریف لیحصل امتیاز هذا عن غیره کما یقال للکعبة بیت الله مع ان المساجد کلها ملکه واما الظل الحقیقی فالله تعالی منزه عنه لانه من خواص الاجسام۔ میں کہتا ہوں کہ سایہ کی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف اضافت، شرف دینے کے لئے ہے تاکہ اسے دیگر سے امتیازی خصوصیت حاصل ہو جائے جیسا کہ کعبہ کو اللہ کا گھر کہا جاتا ہے، حالانکہ تمام مسجدیں اسی کی ملکیت ہیں۔ رہا، سایہ اپنے حقیقی معنیٰ کے اعتبار سے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے پاک و منزہ ہے کیونکہ یہ اجسام کی خصوصیات میں سے ہے۔" (عمدۃ القاری، 5/259، 260)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

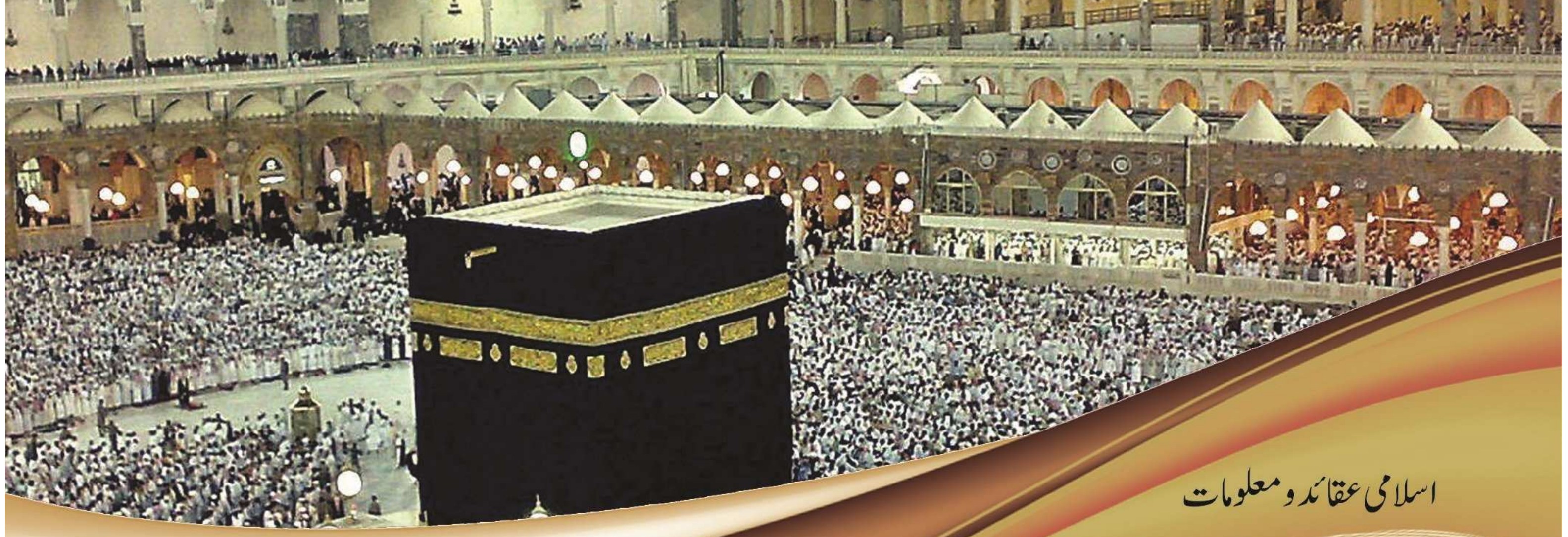

راشد علی عطاری مدنی*

اللہ کی نشانیاں

کائنات کی ہر شے خالقِ حقیقی اللہ ربُّ العزّت کی قدرت و شان کی روشن دلیل ہے لیکن خدائے مہربان نے مخلوق میں اپنی چند خاص نشانیاں بھی مقرر فرمائی ہیں جو کہ شَعَآئِرُ اللہ کہلاتی ہیں نیز اِنہیں شعائرِ اسلام اور شعائرِ دین بھی کہا جاتا ہے۔

شَعَآئِرُ اللہ سے کیا مراد ہے؟ لفظِ شَعَائِر شَعِیْرَۃٌ کی جمع ہے، جس کا معنٰی علامت و پہچان ہے (یعنی وہ شے جو کسی چیز کا شُعور دِلائے)۔[1] شَعَآئِرُ اللہ سے مراد وہ اُمور اور اشیاء ہیں جن کو حق اور باطل کے درمیان فرق کی علامت بنایا گیا ہے اور جن کے ذریعے اللہ تعالٰی کی حلال اور حرام کردہ چیزوں اور اُس کے اَوامِر و نَواہی (یعنی اُس کے احکامات اور منع کردہ باتوں) کو جانا جاسکے۔[2]

حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تعریف یوں بیان فرمائی ہے: ہر وہ چیز جس کو اللہ تعالٰی نے دینِ اسلام یا اپنی قُدرت یا اپنی رحمت کی علامت قرار دیا۔ ہر وہ چیز جس کو دینی عظمت حاصل ہو کہ اس کی تعظیم مسلمان ہونے کی علامت ہے، وہ شَعَآئِرُ اللہ ہے۔[3]

یہ نشانیاں قُربِ خُداوندی اور معرفتِ الٰہی کا ذریعہ ہیں۔ ان کی تعظیم و تکریم ہر بندۂ مؤمن کا اِیمانی فریضہ اور دِلوں کا تقویٰ ہے۔ شَعَآئِرُ اللہ کی ناقدری کرنا دونوں جہان میں نقصان و خسران کا سبب اور ان کی بے حُرمتی کرنا غضبِ رحمٰن کا باعث ہے۔

شَعَآئِرُ اللہ کے بارے میں قرآنی آیات: ربّ تعالٰی نے مسلمانوں کو ربّانی نشانیوں کی حُرمت کا لحاظ رکھنے کا حکم فرمایا ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآىٕرَ اللّٰهِ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو حلال نہ ٹھہرالو اللہ کے نشان۔[4]

شَعَآئِرُ اللہ یعنی اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرنے کی عظمت یوں ارشاد ہوتی ہے: ﴿وَ مَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآىٕرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ(۳۲)﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیز گاری سے ہے۔[5]

اللہ کی نشانیاں: شَعَآئِرُ اللہ ویسے تو بہت سے ہیں، ان میں سے بعض کا ذکر قراٰنِ مجید میں بھی آیا ہے، مثلاً صفا مَروہ اور بُدنہ (یعنی قُربانی کی گائے اور اونٹ) کو اللہ کریم نے قراٰنِ مجید میں اپنی نشانیاں قرار دیا ہے۔ لیکن خدا تعالٰی کی نشانیوں کی کوئی خاص تعداد

بیان نہیں کی جاسکتی۔ مختصراً انہیں بنیادی طور پر چار قسموں میں بیان کیا جاسکتا ہے: 1 اَفراد واشیاء 2 مکانات ومقامات 3 اوقات ولمحات اور 4 اَفعال وعبادات۔

ان کی کچھ تفصیل یوں ہے:

1 **اَفراد و اشیاء:** قراٰنِ مجید، انبیا، صحابہ اور اَولیا، انبیائے کرام کے آثار وتبرکات۔

2 **مکانات و مقامات:** کعبہ، میدانِ عَرَفات، مُزدلفہ، تینوں جَمرات (مِنیٰ میں واقع 3 مقامات جہاں کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ جَمْرَۃُ الْاُخْریٰ، جَمْرَۃُ الْوُسْطیٰ، جَمْرَۃُ الْاُوْلیٰ)، صَفا، مَروہ، مِنیٰ، مسجدیں، بزرگانِ دین کے مَقابِر (یعنی اَنبیا، صحابہ اور اولیا کے مزارات)۔

3 **اوقات و لمحات:** ماہِ رَمضان، حُرمت والے مہینے (رَجَب، ذُوالقعدہ، ذُوالحجہ، مُحرَّم)، عیدُ الفِطر، عیدُ الاَضحیٰ، جُمعہ، ایامِ تشریق (گیارہ، بارہ، تیرہ ذوالحجہ کے دن)۔

4 **اَفعال و عبادات:** اَذان، اِقامت، نمازِ باجماعت، نمازِ جمعہ، نمازِ عیدَین، ختنہ کرنا، داڑھی رکھنا، گائے کی قُربانی۔[6]

شَعَآئِرُ اللہ سے منسوب چیزوں کا ادب: اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے جس چیز کو نسبت حاصل ہوجائے اس کی تعظیم کرنا بھی شَعَآئِرُ اللہ ہی کی تعظیم میں شمار ہوتا ہے۔ مثلاً کعبہ شَعَآئِرُ اللہ سے ہے تو اِس کے غِلاف کی تعظیم کرنا کعبہ ہی کی تعظیم ہے۔ قراٰنِ مجید شَعَآئِرُ اللہ سے ہے تو اس کی جِلد اور غلاف بھی قابلِ تعظیم ہیں۔ چنانچہ امامِ اہلِ سنّت، امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بیشک کعبہ شَعَآئِرُ اللہ سے ہے تو تعظیمِ غِلاف تعظیمِ کعبہ (ہی ہے) و تعظیمِ شَعَآئِرُ اللہ شرعاً مطلوب (ہے)۔[7]

نیز حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جس چیز کو کسی عزت و عظمت والی چیز سے نسبت ہو جائے وہ دینی شعار اور شَعَآئِرُ اللہ بن جاتی ہے۔ اس کی تعظیم ایمان کی علامت ہے، اس کی توہین کفر کی پہچان۔[8]

اللہ کی نشانیوں کا حکم: شَعَآئِرُ اللہ (اللہ کی نشانیوں) کو باقی رکھنا سُنّتِ الٰہی ہے جیسا کہ صَفا مَروہ کو اللہ تعالیٰ نے باقی رکھا۔ دینی شعائر کی تعظیم کرنا شرعاً لازم اور دِلوں کی پرہیزگاری کی علامت ہے۔ مَعَاذَ اللہ! شعائرِ اسلام میں سے کسی کا مذاق اُڑانا اسلام سے مذاق کرنے کے مترادف اور غضبِ الٰہی کو اُبھارنے والا ہے۔ شعائرِ دین کو ختم یا بند کرنے والا اسلام اور مسلمانوں کا بدخواہ (بُرا چاہنے والا) ہے۔ چنانچہ اس بارے میں اَسلافِ اُمّت کے فرامین ملاحظہ کیجئے:

1 شعارِ اسلام بند کرنے کی وہی کوشش کرے گا جو اسلام کا بدخواہ ہے۔[9] 2 شعارِ اسلام سے استہزاء (ٹھٹھا، مذاق کرنا) اسلام سے استہزاء ہے۔[10] 3 دینی شعائر یعنی علامتوں کا برقرار رکھنا سنتِ الٰہی ہے۔ جیسے صَفا مَروہ کو ربّ نے باقی رکھا کیونکہ یہ بزرگوں کی یادگار ہیں۔[11]

اللہ کریم ہمیں تمام شَعَآئِرُ اللہ کا ادب کرنے اور ان کی توہین و بے ادبی سے بچتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(1) تفسیرِ نعیمی، 6/170 (2) تفسیرِ طبری، 4/394، المآئدۃ، تحت الآیۃ: 2 (3) تفسیرِ نعیمی، 6/170 (4) پ 6، المآئدۃ: 2 (5) پ 17، الحج: 32 (6) خزائن العرفان، البقرہ، تحت الآیۃ: 185، ص 52، تفسیر نعیمی، 2/97، فتاویٰ رضویہ، 14/573 (7) فتاویٰ رضویہ، 22/343 (8) تفسیرِ نعیمی، 6/175 (9) فتاویٰ رضویہ، 14/573 (10) فتاویٰ رضویہ، 21/215 (11) تفسیر نعیمی، 2/99۔

تلفّظ درست کیجئے
Correct Your Pronunciation

غلط تلفّظ	صحیح تلفّظ
اِقْتَباس / اَقْتَباس	اِقْتِباس
اِقْتَدا / اَقْتَدا	اِقْتِدا
اَنْعام / اِنام	اِنْعام
اَلْحاق	اِلْحاق
اَشکال	اِشکال

(اردو لغت جلد 1)

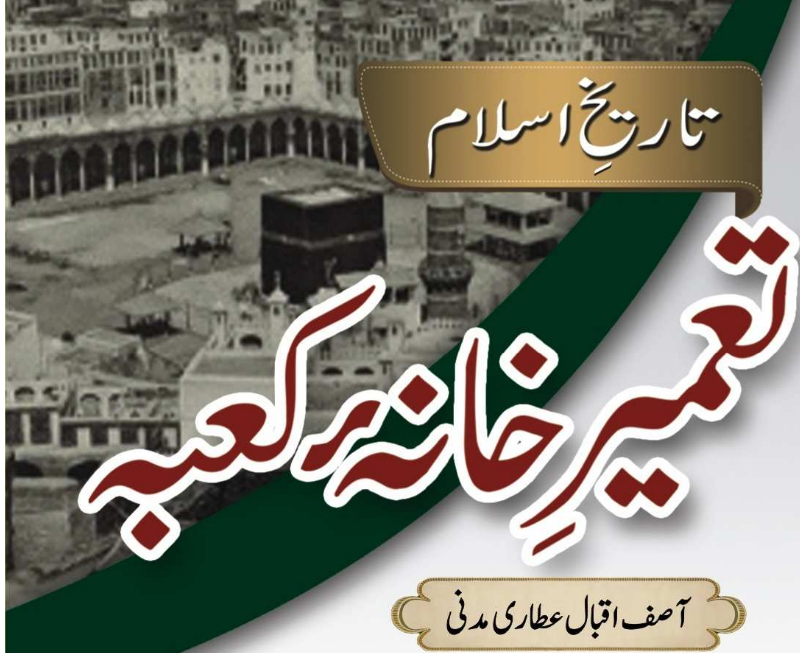

تاریخِ اسلام

تعمیرِ خانۂ کعبہ

آصف اقبال عطاری مدنی

تمام مسجدوں میں افضل ”مسجد حرام“ اور ساری مساجد کا قبلہ ”خانۂ کعبہ“ ہے (تفسیر نسفی، ص429، پ10، التوبۃ، تحت الآیۃ:18) اور اللہ کی عبادت کے لئے روئے زمین پر سب سے پہلا گھر یہی مُقرَّر ہوا۔(پ4، اٰل عمرٰن:96) تاریخی حیثیت سے دیکھا جائے تو بقول علّامہ احمد بن محمد قَسْطلانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ خانۂ کعبہ کی تعمیر 10 مرتبہ ہوئی۔(ارشاد الساری، 4/103، تحت الحدیث:1582) **پہلی تعمیر** حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام کی تخلیق سے دو ہزار سال قبل سب سے پہلے خانۂ کعبہ فِرِشتوں نے تعمیر کیا۔(تفسیر خازن، 1/275) **دوسری تعمیر** دوسری مرتبہ بحکمِ الٰہی حضرت سیدنا آدم عَلَیْہِ السَّلَام نے خانۂ کعبہ کی تعمیر فرمائی، حضرت جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام نے خط کھینچ کر جگہ کی نشاندہی کی، حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام نے بنیادیں کھودیں اور حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مٹی اٹھانے کا کام کیا، پھر آپ کو طواف کا حکم ہوا اور فرمایا گیا: **آپ پہلے انسان ہیں اور یہ پہلا گھر ہے۔** (تاریخ دمشق، 7/427 ملخصاً) **تیسری تعمیر** اِس گھر کو تیسری بار حضرت شیث بن آدم عَلَیْہِمَا السَّلَام نے مٹی اور پتھر سے تعمیر فرمایا۔ (شفاء الغرام، 1/126۔ارشاد الساری، 4/103، تحت الحدیث:1582) بعض نے فرمایا کہ آپ نے صرف خانۂ کعبہ کی مَرَمَّت کا کام کیا تھا۔(تفسیر نعیمی، 4/30) **چوتھی تعمیر** طوفانِ نوح کے وقت خانہ کعبہ کی عمارت آسمان پر اٹھالی گئی اور یہ جگہ ایک اونچے ٹِیلے کی مانند رہ گئی، پھر اُسی بنیاد پر حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام نے خانۂ کعبہ کو تعمیر فرمایا جس میں پتھر اٹھا کر لانے کا کام حضرت اسماعیل عَلَیْہِ السَّلَام نے سرانجام دیا، اس خاص اور عظیم تعمیر کا ذکر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے سورۂ بقرۃ کی آیت 127 میں فرمایا ہے۔(تفسیر کبیر، 3/296- تفسیر نعیمی، 4/30 ماخوذاً) **پانچویں اور چھٹی تعمیر** خانۂ کعبہ کو پانچویں بار قوم عمالقہ اور چھٹی مرتبہ قبیلہ جُرْہُم نے تعمیر کیا۔ قبیلہ جُرْہُم میں سے جس شخص نے یہ کام کیا اُس کا نام حرث بن مُضاض اصغر تھا۔(ارشاد الساری، 4/103 تحت الحدیث:1582) **ساتویں تعمیر** پاکیزہ نسبِ رسول کے ایک فرد حضرت قُصَی بن کِلاب نے بھی خانۂ کعبہ کی تعمیر فرمائی اور اَز سرِ نو بے مثال عمارت بنائی۔(شفاء الغرام، 1/128۔ارشاد الساری، 4/103 تحت الحدیث:1582) **آٹھویں تعمیر** ایک عورت خانۂ کعبہ کو دُھونی دے رہی تھی کہ ایک چنگاری اڑ کر خانۂ کعبہ کے غلاف پر گری اور آگ لگ گئی، اس سبب سے یا سیلاب کی وجہ سے خانۂ کعبہ کی دیواریں کمزور ہو گئیں تو مکۂ مُکرّمہ کے معزز قبیلے قریش نے اِسے دوبارہ تعمیر کیا جس میں حضور اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم بھی شریک ہوئے۔ (ماخوذ از سبل الہدی والرشاد، 2/169) یاد رہے کہ حلال سرمایہ کم ہونے کے باعث قریش کی تعمیر میں حطیم کو شامل نہیں کیا گیا تھا۔ **نویں تعمیر** یزیدی فوج کی سَنگ باری سے جب خانہ کعبہ کی دیواریں شِکستہ ہو گئیں تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہما نے حطیم (جو کہ قریش کی تعمیر میں شامل نہ کیا گیا تھا اس) کو شامل کر کے بنیادِ ابراہیمی پر نئے سِرے سے تعمیر کیا۔(شفاء الغرام، 1/132 ملخصاً) **دسویں تعمیر** عبدُ المَلِك بن مروان کے نائب حجاج بن یوسف (جو کہ ایک ظالم حکمران تھا) نے 74 ہجری میں پھر سے خانۂ کعبہ کو قریش والی تعمیر کے مطابق بنا دیا۔(شفاء الغرام، 1/135 ملخصاً) علامہ سلیمان جَمَل رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی فرماتے ہیں: بعض تاریخ دانوں کے بقول 1039 ہجری کے بعد بھی کسی بادشاہ نے تعمیرِ کعبہ کی ہے۔ (حاشیہ جمل، 1/160) اور مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: 1040 ہجری میں (سلطنتِ عثمانیہ کے) سلطان مراد بن احمد خان شاہِ قسطنطنیہ نے حَجَرِ اسود والے رُکن کے علاوہ ساری عمارت کو بنیادِ حجاج کے موافق تعمیر کیا۔ (تفسیر نعیمی، 1/692) لہٰذا خانۂ کعبہ کی موجودہ عمارت کم و بیش 398 سال کی ہے کیونکہ 1040ھ میں بنی اور اب 1438ھ ہے۔

تاریخ کے اوراق

غارِ حرا

اعجاز نواز عطاری مدنی*

غارِ حرا کا تعارف غارِ حرا مکۂ مکرمہ کا نہایت ہی مبارک، باعظمت اور مقدس تاریخی مقام ہے، عاشقانِ رسول نہ صرف اس کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کرتے ہیں بلکہ اس کی خوب برکتیں بھی حاصل کرتے ہیں۔ اللہ کے رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اِعلانِ نبوت سے قبل اِسی غارِ حرا میں ذِکروفِکر اور عِبادت میں مشغول رہا کرتے تھے۔ (سیرت مصطفیٰ، ص595، عاشقانِ رسول کی 130 حکایات، ص241)

غارِ حرا کو خاص کرنے کی وجہ امام احمد بن محمد قَسْطَلَّانِی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے عبادت کرنے کے لئے غارِ حرا کو اس لئے خاص فرمایا کہ اس غار کو دیگر غاروں پر اضافی فضیلت حاصل ہے کیونکہ اس میں لوگوں سے دوری، دِل جمعی کے ساتھ عبادت اور بَیْتُ اللہ شریف کی زیارت ہوتی تھی، گویا غارِ حرا میں آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کیلئے تین عبادتیں جمع ہوگئیں: تنہائی، عبادت اور بَیْتُ اللہ کی زیارت جبکہ دیگر غاروں میں یہ تین باتیں نہیں۔ (مواہب اللدنیہ، 1/107)

غارِ حرا کی لمبائی، چوڑائی و مسافت غارِ حرا چار گز لمبا اور دو گز چوڑا ہے، یہ غار جبلِ حرا میں قبلہ رُخ واقع ہے، اسے جبلِ نور بھی کہتے ہیں، یہ پہاڑ مکۂ مکرمہ سے تقریباً تین میل کے فاصلے پر ہے۔ (ارشاد الساری، 1/105، عاشقانِ رسول کی 130 حکایات، ص241) لیکن اب مکۂ مکرمہ اتنا وسیع ہوگیا ہے کہ اس کی حدود جبلِ نور کو چھونے لگی ہیں۔

پہلی وحی کا نزول سرکارِ نامدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر پہلی وَحی اِسی غار میں اُتری، جو کہ تیسویں پارے کی سورۂ علق کی ابتدائی پانچ آیات ہیں۔ (عاشقانِ رسول کی 130 حکایات، ص241)

غارِ حرا کی بارگاہِ رِسالت میں اِلتجا کفارِ مکّہ کا ظلم وستم جب حد سے بڑھ گیا تو حضورِ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے رب تعالٰی کے حکم سے ہجرت فرمائی اس وقت غارِ حرا نے اِلتجا کی کہ یارسول اللہ! آپ میرے یہاں تشریف لے آیئے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص57)

واقعۂ شقِّ صدر غارِ حرا میں حضرت جبریل و میکائیل عَلَیْہِمَا السَّلَام نے نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سینہ مبارکہ کو چاک کرکے اسے دھویا اور پھر کہا: ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ اوراس میں حکمت یہ تھی کہ آپ وحی کو مضبوط دل کے ساتھ طہارت کے نہایت کامل احوال میں حاصل کریں۔ (مواہب اللدنیہ، 1/108 ملخصاً)

غارِ حرا کی افضلیت "غارِ حرا" غارِ ثور سے افضل اس لئے ہے کہ غارِ ثور نے تین دن تک سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے قدم چومے جبکہ غارِ حرا سلطانِ دوجہاں صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی صحبتِ بابرکت سے زیادہ عرصہ مُشرَّف ہوا۔ (عاشقانِ رسول کی 130 حکایات، ص242)

غارِ حرا وجبلِ حرا کے فضائل وخصوصیات امام عبد اللہ بن محمد قُرَشی مَرجانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے درج ذیل فضائل اور خصوصیات بیان فرمائے ہیں: ❁ غارِ حرا کی طرف آنے والا جب پہاڑ پر چڑھتا ہے تو یہ اپنی فضیلت کے باعث آنے والے کے غم کو دور کردیتا ہے۔ ❁ جب ربّ تعالٰی نے کوہِ طُور پر تجلّی فرمائی تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور ان ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا جبلِ حرا ہے۔ ❁ اس میں ظہر کے وقت دُعا کرنے والے کی دُعا قبول ہوتی ہے اور آواز دی جاتی ہے کہ جو شخص ہم سے دُعا کرتا ہے ہم اس کی دُعا قبول کرتے ہیں۔ ❁ حرا میں نورِ الٰہی کا مرکز قائم ہے اور اللہ کی قسم! اس کے اوپر ٹھہرنا بہت پسندیدہ ہے۔ (مواہب اللدنیہ، 1/108 ملتقطاً)

خوب چُومے ہیں قدم ثَور و حِرا نے شاہ کے
مہکے مہکے پیارے پیارے دونوں غاروں کو سلام

(وسائلِ بخشش، ص609)

تاریخ کے اوراق

آبِ زم زم

اعجاز نواز عطاری مدنی*

آبِ زم زم ایک نہایت ہی مبارک پانی ہے جسے پی کر نہ صرف لاکھوں عاشقانِ رسول اپنی پیاس بجھاتے ہیں بلکہ اس سے خوب برکتیں بھی حاصل کرتے ہیں۔ **زم زم کو زم زم کیوں کہتے ہیں؟** آبِ زم زم تقریباً پانچ ہزار سال سے بھی پہلے اللہ کے نبی حضرتِ سیّدنا اسماعیل عَلَیْہِ السَّلَام کی ایڑیوں کی برکت سے جاری ہوا۔ (مراٰۃ المناجیح، 1/7ماخوذاً) آپ کی والدہ حضرتِ سیّدتنا ہاجرہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے پانی کی تلاش میں صفا مَرْوَہ کے 7 چکر لگائے، پھر جب آپ رضی اللہ تعالٰی عنہا مَرْوَہ سے حضرت اسماعیل علیہ السَّلام کی طرف آئیں تو حضرت اسماعیل علیہ السَّلام زمین پر اپنی ایڑی رگڑ رہے تھے جہاں سے ربّ تعالیٰ نے چشمہ جاری فرمادیا۔ (تفسیر طبری، پ13، ابراھیم، تحت الآیۃ:37، 7/462 ملخصاً) ایک روایت کے مطابق جبریلِ امین علیہ السَّلام کی ٹھوکر سے یہ چشمہ جاری ہوا۔ (ماخوذ از جامع لاحکام القرآن، پ2، البقرۃ، تحت الآیۃ:251، 2/196) حضرت ہاجرہ پانی کے پاس تشریف لائیں اور پانی کے بہاؤ کو روکتے ہوئے فرمایا: ”زَمْ زَمْ“ اسی لئے اسے آبِ زم زم کہا جانے لگا۔ (سمط النجوم العوالی، 1/187) بعد ازاں اسے کنویں میں تبدیل کر دیا گیا جسے چاہِ زم زم اور بئرِ اسماعیل کہا جانے لگا۔ **آبِ زم زم کے فضائل** 2 فرامینِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم: (1) ”آبِ زم زم اُسی مقصد کے لئے ہے جس کے لئے اسے پیا جائے۔“ (ابن ماجہ، 3/490، حدیث: 3062) (2) ”زمین پر سب سے بہترین پانی آبِ زم زم ہے۔“ (مجمع الزوائد، 3/621، حدیث:5712) **محلِ وقوع** یہ کنواں مسجدِ حرام میں خانۂ کعبہ کے جنوب مشرق میں تقریباً 21 میٹر کے فاصلے پر تہ خانے میں واقع ہے۔ **پانی نکلنے کی مقدار** ایک عربی اخبار کے مطابق زَمْ زَم کے چشمے سے فی گھنٹہ 68 ہزار 4 سو لیٹر پانی مسلسل نکالا جارہا ہے۔ مسجدِ حرام سے ساڑھے چار کلو میٹر دور ایک کارخانہ میں یومیہ دولاکھ گیلن آبِ زم زم ذخیرہ کیاجاتا ہے۔ **معدنیات کی موجودگی** آبِ زم زم میں سوڈیم، کیلشیم، میگنیشیم، پوٹاشیم، کلورائڈ، فلورائڈ وغیرہ پائے جاتے ہیں جو نہ صرف بڑی بڑی بیماریوں کو دور کرتے ہیں بلکہ توانائی بھی دیتے ہیں۔ **زَم زَم کی خصوصیات** زم زم کا کنواں آج تک خشک نہیں ہوا۔ اس میں نمکیات کی مقدار ہمیشہ یکساں رہتی ہے۔ دیگر کنوؤں میں کائی وغیرہ جم جاتی ہے اور جراثیم و دیگر خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں مگر چاہِ زم زم ان تمام خرابیوں سے پاک ہے۔ جس پانی پر سب سے زیادہ تحقیق کی گئی ہے وہ آبِ زم زم ہے۔ ایک تحقیق میں اسے زمین پر موجود پانی کا سب سے قدیم چشمہ قرار دیا گیا ہے۔ **زم زم میں شِفا ہے** فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم: ”زم زم بطورِ کھانا غذا اور بیماری کے لئے شِفا ہے۔“ (مسند بزار، 9/361، حدیث: 3929) آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم آبِ زم زم کو برتنوں میں ڈال لیتے اور اسے مریضوں پر چھڑکا کرتے اور اُنہیں پلایا کرتے تھے۔ (تاریخ کبیر، 3/167، رقم: 3533) **زم زم کا ذائقہ** اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: زم زم شریف کا ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ ہر وقت مزہ بدلتا رہتا ہے۔ کسی وقت کچھ کھاری پن، کسی وقت نہایت شیریں اور رات کے دو بجے اگر پیا جائے تو تازہ دوہا ہوا گائے کا خالص دودھ معلوم ہوتا ہے۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص435) **زم زم پینے کے آداب** کھڑے ہو کر پئیں بِسْمِ اللہ سے شروع کریں اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ پر ختم کریں حرمِ پاک میں ہوں تو زم زم پیتے وقت حَتَّی الْاِمْکان ہر بار کعبۂ معظّمہ کی طرف نگاہ اُٹھا کر دیکھیں پیٹ بھر کر پئیں۔

یہ بھی تو پانی ہے !!

مولانا محمد ارشد اسلم عطّاری مَدَنی*

داداجان! آپ کو پتا ہے کہ آج ظفر انکل نے آبِ زَم زَم اور کھجوریں بھیجی ہیں، داداجان جیسے ہی نماز پڑھ کر واپس آئے تو اُمِّ حبیبہ نے بتایا۔ خُبَیْب نے درمیان میں بولتے ہوئے کہا: داداجان! سب لوگ زم زم کو اتنی اہمیت کیوں دیتے ہیں؟ دادا جان نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا: میں آپ کو زم زم سے متعلق کچھ باتیں بتاتا ہوں پھر آپ سب کو معلوم ہو جائے گا کہ عام پانی اور زَم زَم میں کیا فرق ہے۔

پیارے بچّو! 1 عام پانی سے صرف پیاس بجھتی ہے لیکن آبِ زَم زَم سے بھوک بھی ختم ہو جاتی ہے مطلب یہ پانی بھی ہے اور کھانا بھی 2 آبِ زَم زَم جو سوچ کر پئیں گے اسے اللہ پاک پورا کر دے گا 3 اگر کوئی بیمار اس کو ٹھیک ہونے کے لئے پئے گا تو وہ ٹھیک ہو جائے گا 4 آبِ زَم زَم کو دیکھنے سے ثواب ملتا ہے۔

خُبَیْب نے کہا: سچ میں داداجان! یہ تو بہت ہی اہم پانی ہے۔ داداجان نے تھوڑا سا سوچا اور کہا: لیکن ایک پانی ہے جو زَم زَم سے بھی زیادہ اچھا اور بہتر ہے۔ اُمِّ حبیبہ نے حیرانی سے کہا: آبِ زَم زَم سے بھی زیادہ اچھا اور بہتر پانی؟ جی بیٹا! دونوں نے ایک ساتھ کہا: پھر تو ہمیں اس پانی کے بارے میں ضرور بتائیے۔

اچھا تو پھر سنو!

ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم کے ساتھ مدینہ شریف سے عمرہ کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔ کئی دن سفر کرنے کے بعد مکّہ سے کچھ فاصلے پر حُدَیْبِیَہ نامی جگہ پر آکر ٹھہر گئے۔ مکّہ کے کافروں نے یہ سمجھا کہ مسلمان ہم سے لڑنے کے لئے آئے ہیں اسی وجہ سے انہوں نے ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو عمرہ کرنے سے ہی منع کر دیا۔

خُبَیْب نے کہا: داداجان! آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور کافروں کے درمیان جو معاہدہ ہوا تھا وہ کیا یہیں ہوا تھا؟ داداجان نے جواب دیا: جی بیٹا! اسی لئے اس کو صلحِ حدیبیہ کہتے ہیں۔

داداجان نے بات کو جاری رکھتے ہوئے کہا: گرمیوں کے دن تھے اور گرمیوں میں تو پیاس بہت لگتی ہے۔ اب ان لوگوں کے پاس جتنا بھی پانی تھا وہ ختم ہو گیا اور دُور دُور تک کہیں پر پانی بھی نہیں تھا۔ اتنے سارے لوگوں کے لئے پانی کہاں سے لائیں؟ جس کی وجہ سے ان کی پریشانی بڑھ گئی۔

حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سامنے پانی کا ایک برتن تھا۔ جس سے آپ نے وضو کیا۔ وضو کرنے کے بعد جو پانی بچ گیا اسے صحابۂ کرام ایک دوسرے سے لینے لگے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کہا: تم لوگ یہ کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا: پینے اور وضو کرنے کے لئے صرف یہی پانی ہے اس کے علاوہ پانی نہیں۔

جب ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یہ سُنا تو اپنا پیارا ہاتھ اس برتن میں رکھ دیا۔ جیسے ہی ہاتھ رکھا مبارک انگلیوں سے پانی نکلنے لگا۔ صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم نے وہ پانی پیا بھی اور اس سے وضو بھی کیا۔

داداجان ایک دَم خاموش ہو گئے بچّے ان کے چہرے کی طرف دیکھ رہے تھے، داداجان نے کہا: کیا آپ جانتے ہیں اس وقت صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم کی تعداد کتنی تھی؟ بچّوں نے کہا: داداجان! آپ ہی بتائیے کتنی تھی۔ 1500 صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم تھے لیکن!!! اُمِّ حبیبہ نے کہا: لیکن کیا داداجان؟ صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم فرماتے ہیں: اگر اس دن ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو ہمیں وہ پانی کافی ہو جاتا۔

(بخاری، 3/69، حدیث: 4152-2/493، حدیث: 3576)

بچوں نے خوش ہو کر کہا: سُبْحٰنَ اللہ! داداجان نے کہا: یہ وہ پانی تھا جو آبِ زَم زَم سے بھی زیادہ اچھا اور بہتر تھا۔ خبیب نے کہا: داداجان یہ تو واقعی بہت ہی عظیم معجزہ تھا۔ داداجان بات سُن کر مسکرائے اور کہا: بیٹا! ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے تو اس سے بھی بڑے بڑے معجزات ہیں اِنْ شَآءَ اللہ آئندہ ایک اور عظیم معجزے کے بارے میں بتاؤں گا۔

آخر درست کیا ہے؟

قربانی قدیم عبادت ہے

مفتی ابو صالح محمد قاسم عطاری*

قربانی قدیم عبادت ہے، تمام امتوں میں ہمیشہ سے رائج رہی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا: "اور ہر امت کے لئے ہم نے ایک قربانی مقرر فرمائی تاکہ وہ اس بات پر اللہ کا نام یاد کریں کہ اس نے انہیں بے زبان چوپایوں سے رزق دیا۔"

(پ17، الحج:34)

اس اجمالی بیان کے علاوہ تفصیلی طور پر اگر تاریخ کا مطالعہ کریں تو تمام آسمانی مذاہب میں قربانی کا تذکرہ ملتا ہے بلکہ جو مذاہب آسمانی نہیں بھی ہیں ان میں بھی چند ایک کے علاوہ قربانی کا بیان تقریباً سب میں موجود ہے۔ قرآن مجید میں ہر امت میں قربانی کا حکم بیان کرنے کے علاوہ مختلف امتوں کے احوال کے بیان میں بھی قربانی کا ذکر کیا گیا ہے، چنانچہ زمانۂ آدم علیہ السّلام میں ہابیل و قابیل کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: "اور (اے حبیب!) انہیں آدم کے دو بیٹوں کی سچی خبر پڑھ کر سناؤ جب دونوں نے ایک ایک قربانی پیش کی تو ان میں سے ایک کی طرف سے قبول کرلی گئی اور دوسرے کی طرف سے قبول نہ کی گئی۔" (پ6، المآئدۃ:27)

موجودہ بائبل میں قربانی کا تذکرہ موجود ہے، قربانیوں کا اہتمام و انصرام ان کے علما کی اہم ذمہ داریوں میں سے تھا اور قربانی کا معاملہ ان میں اس حد تک معروف و مقبول تھا کہ انہوں نے اسلام قبول کرنے کے لئے بھی اسی کی شرط رکھی تھی چنانچہ قرآن مجید نے ان کا یہ قول نقل کیا: "وہ لوگ جو کہتے ہیں (کہ) اللہ نے ہم سے وعدہ لیا تھا کہ ہم کسی رسول کی اس وقت تک تصدیق نہ کریں جب تک وہ ایسی قربانی پیش نہ کرے جسے آگ کھا جائے۔" (پ4، آل عمران:183)

دینِ ابراہیمی میں جو دینِ اسلام کی اصل ہے، جب حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو حج کا اعلان کرنے کا حکم دیا گیا تو ساتھ ہی حج کی قربانی اور اس کے فوائد و منافع بھی بیان کئے گئے چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو حکم ہوا: "اور لوگوں میں حج کا عام اعلان کردو، وہ تمہارے پاس پیدل اور ہر دبلی اونٹنی پر (سوار ہوکر) آئیں گے جو ہر دور کی راہ سے آتی ہیں۔ تاکہ وہ اپنے فوائد پر حاضر ہوجائیں اور معلوم دنوں میں اللہ کے نام کو یاد کریں اس بات پر کہ اللہ نے انہیں بے زبان مویشیوں سے رزق دیا تو تم ان سے کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاج کو کھلاؤ۔"

(پ17، الحج:27- 28)

اور دینِ اسلام اُسی دینِ ابراہیمی کا تسلسل ہے تو اس میں قربانی کے احکام موجود ہونا بالکل واضح ہے۔ حج خصوصاً عید الاضحیٰ کی قربانی سے مسلمانوں کا بچہ بچہ آگاہ ہے۔

ہمارے دینِ اسلام میں قربانی کی پانچ قسمیں ہیں:

پہلی: وہ جو مناسکِ حج میں سے ہے جسے ہدی کہا جاتا ہے، اس کا بیان پارہ7، سورۃ المائدہ، آیت 97 میں ہے۔

دوسری: حج تمتع یا قران والے پر واجب ہے جو پارہ2، سورۃ البقرہ، آیت 196 میں مذکور ہے۔

تیسری: جو کفارے کے طور پر ہو جیسے احصار یا جنایت۔ اس کا ذکر پارہ2، سورۃ البقرہ، آیت196 میں ہے۔

چوتھی: عید الاضحیٰ کی قربانی جو حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی قربانی کی یاد میں ہے۔ اس کا ذکر سورۃ الکوثر میں ہے اور

پانچویں: عقیقہ ہے جو بچے کی پیدائش کی خوشی میں شکرِ الٰہی بجالانے کے لئے کیا جاتا ہے اور یہ احادیث سے ثابت ہے۔

قربانی کرنے میں ایک بنیادی حکمت اللہ پاک کی رضا کے لئے اپنا مال قربان کرنا ہے، اس لئے دینِ اسلام میں اس کی بہت عظمت و وقعت ہے، یہاں تک کہ اللہ پاک نے انہیں شعائرُ اللہ یعنی اللہ کی نشانیاں قرار دیا، چنانچہ فرمایا گیا ہے: ”اور قربانی کے بڑی جسامت والے جانوروں کو ہم نے تمہارے لئے اللہ کی نشانیوں میں سے بنایا۔“ (پ17، الحج:36)

قربانی کی حکمتیں قربانی کرنے میں بہت سی حکمتیں ہیں:

ایک تو حکمِ الٰہی پر سرِ تسلیم خم کرنا ہے جو اسلام کا بنیادی معنیٰ و مطلوب ہے۔

دوسرا اس میں خود کھانا اور محتاجوں کو کھلانا پایا جاتا ہے اور یہ حکمت خود قرآن مجید میں بیان فرمائی گئی: ”تو ان (کے گوشت) سے خود کھاؤ اور قناعت کرنے والے اور بھیک مانگنے والے کو بھی کھلاؤ۔“ (پ17، الحج:36)

تیسری حکمت قربانی کے ذریعے ان غریب و مسکین لوگوں کو بھی گوشت جیسی عمدہ غذا میسر آجاتی ہے جو عموماً اسے نہیں خرید سکتے۔

چوتھی حکمت عید الاضحیٰ کی قربانی کے ذریعے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے اعزاز و اکرام کا اظہار اور لوگوں کے لئے اطاعت و بندگی کی ترغیب ہے۔

پانچویں حکمت قربانی سے دلوں میں یہ راسخ کیا جاتا ہے کہ تمام عبادات اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہیں۔ مشرکینِ عرب نے بتوں کو جسمانی و مالی عبادتوں میں اللہ تعالیٰ کا شریک بنایا کہ سجدہ، دعا، کھیتی باڑی میں ان کا حصہ رکھتے اور بتوں کے نام پر قربانی کرتے تھے۔ اسلام چونکہ دینِ توحید ہے، لہٰذا اس میں ہر عبادت کو اللہ تعالیٰ کے لئے خاص کر دیا، فرمایا: ”اور ان لوگوں کو تو یہی حکم ہوا کہ اللہ کی عبادت کریں، اس کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے، ہر باطل سے جدا ہو کر۔“ (پ30، البینۃ:5) اسی لئے نماز، سجدہ، زکوٰۃ، روزہ، حج اور عبادت کی تمام صورتیں صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔

قربانی پر ایک اعتراض اور اس کا جواب بعض لوگ کہتے ہیں: قربانی سے جانور ہلاک اور رقم ضائع ہوتی ہے۔ یہ رقم کسی قومی مقصد میں خرچ کی جائے یا ویسے ہی غریبوں کو دے دیں تو جواب یہ ہے کہ **پہلی بات:** یہ فائدہ و نقصان اللہ تعالیٰ ہم سے زیادہ جانتا ہے لیکن اس نے قربانی کا حکم ہی دیا ہے، لہٰذا اس عالم الغیب والشہادۃ نے جو حکم دیا وہ سر آنکھوں پر ہے۔ **دوسری بات:** قربانی کرکے گوشت غریبوں کو دینا شریعت نے مستحب قرار دیا ہے۔ اس طریقے میں ان کی خوراک کی بہت بنیادی حاجت بھی پوری ہوتی ہے اور حکمِ خداوندی پر عمل بھی ہو جائے گا۔ **تیسری بات** یہ ہے واجب قربانی تو حکمِ شریعت کے مطابق ہی کی جائے جبکہ نفلی قربانی کی جگہ چاہیں تو غریبوں کو رقم دے دیں۔ آخر یہ کس نے کہا ہے کہ واجب قربانی کے علاوہ ایک روپیہ بھی کسی غریب کو نہ دیں۔ **چوتھی بات** یہ ہے کہ واجب قربانی پر دانت تیز کرنے اور نظریں گاڑنے کی بجائے فلمیں، ڈرامے بنانے اور دیکھنے کی رقمیں، یونہی فضولیات و تعیشات پر خرچ ہونے والی کھربوں روپے کی رقم غریبوں پر خرچ کریں۔

الغرض حقیقت یہ ہے کہ غریبوں کی مدد کی دیگر ہزاروں صورتیں ہیں لیکن دین سے بیزار لوگوں کو دیگر چیزیں نظر نہیں آتیں، صرف قربانی کے معاملے میں غریبوں کا غم انہیں ہلکان کرنا شروع کر دیتا ہے۔

مفتی ابو حذیفہ محمد شفیق عطاری مدنی

حدیث شریف اور اس کی شرح

قربانی خوش دِلی سے کیجئے

حضور نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ﴿مَا عَمِلَ آدَمِیٌّ مِنْ عَمَلٍ یَوْمَ النَّحْرِ اَحَبُّ اِلَی اللہِ مِنْ اِھْرَاقِ الدَّمِ، اِنَّھَا لَتَاْتِی یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِقُرُوْنِھَا وَاَشْعَارِھَا وَاَظْلَافِھَا، وَاِنَّ الدَّمَ لَیَقَعُ مِنَ اللہِ بِمَکَانٍ قَبْلَ اَنْ یَّقَعَ مِنَ الْاَرْضِ، فَطِیبُوْا بِھَا نَفْسًا﴾ ترجمہ: یعنی دس (10) ذوالحجہ میں ابنِ آدم کا کوئی عمل خدا کے نزدیک خون بہانے (قربانی کرنے) سے زیادہ پیارا نہیں اور وہ جانور بروزِ قیامت اپنے سینگوں، بالوں اور کُھروں کے ساتھ آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے قبل اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہوجاتا ہے لہٰذا اسے خوش دلی سے کرو۔ (ترمذی، 3/162، حدیث:1498)

قربانی کیا ہے؟ مخصوص ایّام میں، مخصوص جانوروں کو بہ نیّت تَقَرُّب (یعنی ثواب کی نیت سے) ذبح کرنا قربانی کہلاتا ہے۔ (ماخوذ از بہار شریعت، 3/327) قربانی کے دن، قربانی کرنے سے زیادہ کوئی عمل اللہ عَزَّوَجَلَّ کو محبوب نہیں، اور جو پیسہ قربانی میں خرچ کیا گیا اس سے زیادہ کوئی دوسرا روپیہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کو پیارا نہیں، اسے خوش دلی کے ساتھ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (ترمذی، 3/162، حدیث:1498، معجم کبیر، 11/14، حدیث:10894)

ہر عضو کے بدلے اجر حضرت علّامہ علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الوالی لکھتے ہیں: (یوم النحر) عید کے دن عبادات میں سے افضل عبادت قربانی کا خون بہانا ہے اور یہ قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے تمام اَعضا کے ساتھ، بغیر کسی کمی کے ویسے ہی آئے گا جیسے دنیا میں تھا، تاکہ اس کے ہر عضو کے بدلے میں اسے اجر (ثواب) ملے اور وہ جانور اس کے لئے پُل صراط کی سواری ہوگا۔

یومُ النحر کو قربانی ہی کیوں خاص؟ اس کے بارے میں فرماتے ہیں: ہر دن کسی عبادت کے ساتھ خاص ہے اور یومُ النحر ایسی عبادت کے ساتھ خاص ہے جسے حضرت ابراہیم علیہ السَّلام نے ادا کیا یعنی قربانی کرنا اور تکبیر پڑھنا (یعنی تکبیرات تشریق) اور اگر انسان کے فدیہ میں کوئی چیز جانور کو ذبح کرنے سے زیادہ افضل ہوتی تو حضرت ابراہیم علیہ السَّلام، حضرت اسماعیل علیہ السَّلام کے فدیہ میں اسے (یعنی جانور کو) ذبح نہ فرماتے۔

خوش دلی کے ساتھ قربانی کریں حدیث مبارکہ کے الفاظ ”فَطِیبُوْا بِھَا نَفْسًا“ کی شرح میں مزید فرماتے ہیں: جب تم نے جان لیا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے قبول کرتا ہے اور اس کے بدلے میں تمہیں کثیر ثواب عطا فرماتا ہے تو تمہیں چاہئے کہ خوشی سے قربانی کرو نہ کہ اسے ناپسند و بوجھ سمجھتے ہوئے۔ (مرقاۃ المفاتیح، 3/574، تحت الحدیث:1470)

قربانی، رقم صدقہ کرنے سے افضل کیوں ہے؟ حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: قربانی میں مقصود خون بہانا ہے گوشت کھایا جائے یا نہ کھایا جائے (یعنی قربانی کرنے والا خود کھائے یا سارا ہی خیرات کردے یا کسی کو ہبہ کردے) لہٰذا اگر کوئی شخص قربانی کی قیمت ادا کردے یا اس سے دُگنا تگنا گوشت خیرات کردے، قربانی ہرگز ادا نہ ہوگی اور کیوں نہ ہو کہ قربانی حضرت خَلِیْلُ اللہ (علیہ السَّلام) کی نقل ہے، اُنہوں نے خون بہایا تھا گوشت یا پیسے خیرات نہ کئے تھے اور نقل وہی درست ہوتی ہے جو مطابق اصل ہو۔ اب کتنے بے وقوف ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں اتنی قربانیاں نہ کرو جن کا گوشت نہ کھایا جاسکے۔

قربانی کی قبولیت اس بارے میں مفتی صاحب رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ لکھتے ہیں: اور اعمال تو کرنے کے بعد قبول ہوتے ہیں اور قربانی کرنے سے پہلے ہی، لہٰذا قربانی کو بیکار جان کر یا تنگ دلی سے نہ کرو ہر جگہ عقلی گھوڑے نہ دوڑاؤ۔

(مراۃ المناجیح، 2/375 ملخصاً)

حج کا ثواب
غریبوں کی قربانی

عبد الماجد عطاری مدنی

احادیثِ مبارکہ میں بہت سے ایسے اعمال بیان کئے گئے ہیں جن پر بآسانی عمل کرکے ڈھیروں ثواب کمایا جاسکتا ہے، یہاں ایسے ہی کچھ آسان اعمال ذکر کئے جارہے ہیں چنانچہ

ذِکْرُ اللہ کی کثرت کیجئے نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمّت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک حج کے ان دس دنوں سے افضل اور پسندیدہ کوئی دن نہیں لہٰذا ان دنوں میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ، اَللہُ اَکْبَرُ اور ذِکْرُ اللہ کی کثرت کرو۔ ان دنوں میں ایک دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر ہے اور ان دنوں میں اعمال کا ثواب سات سو گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔(شعب الایمان، 3/356، حدیث:3758)

غریب بھی قربانی کا ثواب کما سکتا ہے قربانی صاحبِ استطاعت پر واجب ہے اور احادیثِ مبارکہ میں قربانی کرنے کے بہت زیادہ فضائل بیان ہوئے ہیں، جو غریب شخص قربانی کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، اسے بھی دلبرداشتہ نہیں ہونا چاہئے کیونکہ وہ بھی قربانی کا ثواب کما سکتا ہے چنانچہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: جو قربانی نہ کرسکے وہ بھی اس عَشَرہ (یکم تا دس ذوالحجۃ الحرام) میں حجامت نہ کرائے، بقرہ عید کے دن بعدِ نمازِ عید حجامت کرائے تو اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ (قربانی کا) ثواب پائے گا۔(مراٰۃ المناجیح، 2/370 بتصرفٍ)

ضروری وضاحت چالیس دن کے اندر اندر ناخُن تراشنا، بغلوں اور ناف کے نیچے کے بال صاف کرنا ضَروری ہے، 40دن سے زیادہ تاخیر گناہ ہے، لہٰذا اگر کسی شخص نے 31 دن سے ناخُن نہ تراشے ہوں اور ذوالحِجّہ کا چاند ہوگیا تو وہ دسویں ذوالحجہ تک رک نہیں سکتا، کیونکہ 10ذوالحجہ کو اسے اکتالیسواں دن ہوجائے گا، اب ایسا شخص اوپر ذکر کی گئی فضیلت حاصل کرنے کی کوشش نہ کرے بلکہ اسے چاہئے کہ 10ذوالحجہ سے پہلے پہلے حجامت کروالے تاکہ گناہ میں نہ جاپڑے۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، 20/253،254)

فرض کے بعد سب سے پیارا عمل حدیثِ پاک میں ہے: فرائض کے بعد سب اعمال میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کو زِیادہ پیارا مسلمان کا دل خوش کرنا ہے۔(المعجم الکبیر، 11/59، حدیث:11079) چنانچہ عید کے پُر مَسَرَّت موقع پر غریب مسلمانوں کو مت بھولئے، قربانی کا گوشت ان کے ہاں بھی بھیج کر ان کے دلوں میں خوشی داخل کرنے والی آسان نیکی ضرور کیجئے اور رَبّ تعالیٰ کی رضا پانے کی کوشش کیجئے۔

حج کا ثواب کمایئے یوں تو حج پوری زندگی فقط ایک بار ہی صرف صاحبِ استطاعت مسلمان پر فرض ہے جبکہ دیگر شرائط بھی پائی جائیں لیکن احادیثِ مبارکہ میں بہت سے ایسے اعمال بیان کئے گئے ہیں جن پر عمل کرکے عمرہ یا حج کا ثواب کمایا جاسکتا ہے مثلاً:

❀ والدین کو رحمت بھری نظر سے دیکھنے پر حجِ مقبول کے ثواب کی بِشارت دی گئی۔(شعب الایمان، 6/186، حدیث: 7856 ملخصاً)

❀ اسی طرح بہ نیّتِ ثواب والدین کی قبر کی زیارت کو بھی حجِ مقبول کے برابر ثواب قرار دیا۔(نوادر الاصول، 1/73، حدیث:98 ملخصاً)

❀ جو نَمازِ فجر باجماعت ادا کرکے ذِکْرُ اللہ کرتا رہے یہاں تک کہ آفتاب بُلند ہوجائے پھر دو رکعت (نمازِ اشراق) پڑھے تو اسے حج و عمرہ کا ثواب ملے گا۔ (ترمذی، 2/100، حدیث:586)

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں بھی نیکیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

وضو میں ہر عُضو 3بار دھونا

طہارت میں ہر عُضو کا پورا تین بار دھونا سنّتِ مُؤَکَّدہ ہے، تَرک کی عادت سے گنہگار ہوگا۔(فتاویٰ رضویہ، 4/616)

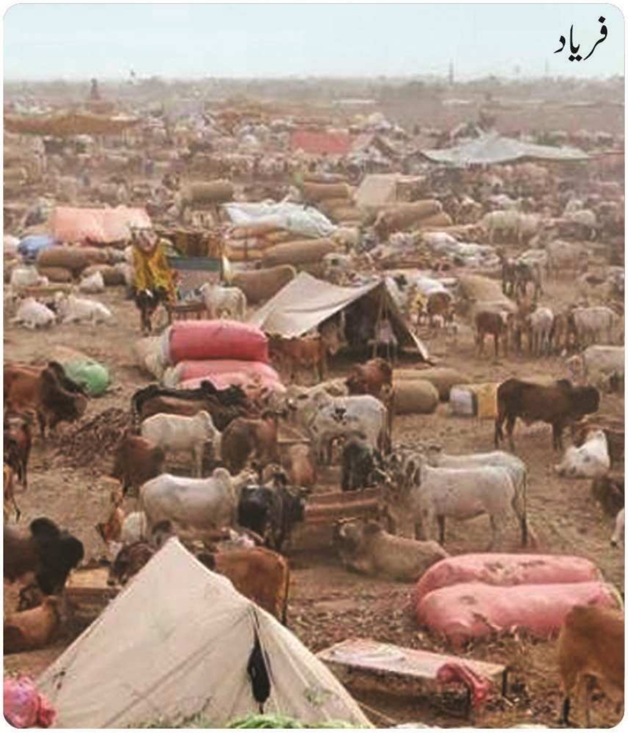

قربانی ضروری ہے

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران مولانا محمد عمران عطّاری

مخصوص جانور کو مخصوص وقت میں اللہ پاک کا قُرب حاصل کرنے کے لئے ذَبح کرنے کو قربانی کہتے ہیں۔ قربانی حضرت ابراہیم علیہ السَّلام کی سنّت ہے جو اس اُمّت کے لئے بھی باقی رکھی گئی ہے۔ قراٰنِ کریم میں اللہ پاک نے اپنے پیارے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو قربانی کرنے کا حکم دیا ہے۔ حکمِ شریعت پر عمل کرتے ہوئے خوش دِلی کے ساتھ قربانی کرنے کے جہاں اُخروی فوائد ہیں وہیں دنیا میں بھی اس کے بہت سے فائدے ہیں۔

روزگار کے مواقع: مویشی منڈیوں میں بیچنے کے لئے بہت سے لوگ اپنے گھروں، باڑوں یا کیٹل فارمز میں جانور پالتے ہیں۔ جانوروں کی دیکھ بھال کے لئے کثیر افراد کو ملازم رکھا جاتا ہے جن کا روزگار قربانی کی سنّت کی برکت سے چلتا ہے۔ ان جانوروں کو مویشی منڈیوں تک پہنچانے کے لئے مختلف گاڑیاں اور کنٹینر کرائے پر لئے جاتے ہیں جن سے ہزاروں افراد روزی کماتے ہیں۔ جانور لے جانے والی گاڑیاں مختلف مقامات پر ٹول ٹیکس ادا کرتی ہیں اور پھر مویشی منڈی میں بھی جگہ کے حساب سے کرایہ دیا جاتا ہے جس سے ملکی خزانے کو فائدہ ہوتا ہے۔ ملک بھر میں موجود مویشی منڈیوں سے بھی مجموعی طور پر لاکھوں افراد کے گھر کا چولہا جلتا ہے۔ منڈیوں میں موجود کھانے پینے کے اسٹال اور ہوٹل، چائے، پانی، چارہ، جھول وغیرہ بیچنے والے قربانی کی سنّت کی بدولت اپنی روزی کماتے ہیں۔ منڈیوں سے جانور خرید کر گھر لانے کے لئے جس گاڑی کو استعمال کیا جاتا ہے اس کے مالک کا روزگار بھی اس سے چلتا ہے۔ ان گاڑیوں میں جن پیٹرول پمپس سے فیول ڈلوایا جاتا ہے ان کا کام بھی اس سے وابستہ ہوتا ہے۔ قربانی کے ایام میں شہروں میں جگہ جگہ چارہ بیچنے کے اسٹال لگائے جاتے ہیں جن سے ہزاروں افراد کا روزگار چلتا ہے۔ کئی مقامات پر جانوروں کی حفاظت کے لئے چوکیدار بھی رکھے جاتے ہیں۔ جانور بیمار ہوجائے تو ویٹرنری ڈاکٹر کو بلوایا جاتا ہے۔ قربانی کے دن آنے پر ہزاروں قصاب جانور ذبح کرنے اور گوشت قیمہ وغیرہ بنانے کا کام کرتے ہیں۔ قربانی کے گوشت سے مختلف ڈشیں بنانے کے لئے ہوٹلوں وغیرہ میں خاص اہتمام ہوتا ہے۔ قربانی کی کھالوں سے مختلف چیزیں بنائی جاتی ہیں اور انہیں دوسرے ملکوں میں برآمد (Export) بھی کیا جاتا ہے جس سے ملک کو قیمتی زَرِ مُبادلہ حاصل ہوتا ہے۔ الغرض جانور کے پیدا ہونے سے لے کر قربان ہونے تک قربانی کی سنّت کی برکت سے لاکھوں لاکھ افراد کے لئے روزگار کے مواقع پیدا ہوتے ہیں اور ملکی معیشت کو بھی بے پناہ فائدہ ہوتا ہے۔

غریبوں کا فائدہ: قربانی کرنے کے بعد کئی خوش نصیب لوگ اپنے رشتہ داروں، دوستوں اور غریبوں مسکینوں کو بھی گوشت پہنچاتے ہیں جس کی بدولت ان کے گھر میں بھی گوشت پکتا ہے۔

دینی مدارس کا فائدہ: خوش نصیب مسلمان اپنی قربانی کی کھالیں دعوتِ اسلامی کو نیز عاشقانِ رسول کے دیگر مدارس و جامعات کو دیتے ہیں جنہیں بیچ کر کئی مہینے کے اخراجات جمع ہو جاتے ہیں۔ یوں قربانی کی سنّت پر عمل کرنا علمِ دین کی اِشاعت میں بھی معاون ثابت ہوتا ہے۔

اے عاشقانِ رسول! آپ نے قربانی کی سنّت پر عمل کے چند دنیوی فوائد پڑھے۔ اگر ہمیں یہ دُنیوی فوائد معلوم نہ بھی ہوں تو اللہ پاک اور اس کے پیارے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے حکم پر عمل کرتے ہوئے ہمیں قربانی کرنا چاہئے۔ قربانی کی اہمیت سے متعلق 3 فرامینِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ملاحظہ فرمائیے: 1 جس شخص میں قُربانی کرنے کی وُسعت ہو پھر بھی وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہر گز ہماری عید گاہ کے قریب نہ آئے۔ (ابن ماجہ، 3/529، حدیث: 3123) 2 آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں عرض کی گئی: یارسولَ اللہ! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ ارشاد فرمایا: تمہارے باپ ابراہیم کی سنّت ہے۔ لوگوں نے عرض کی یارسولَ اللہ! ہمارے لئے اس میں کیا ثواب ہے؟ فرمایا: ہر بال کے بدلے نیکی ہے۔ عرض کی گئی: اُون کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: اُون کے ہر بال کے بدلے میں نیکی ہے۔ (ابنِ ماجہ، 3/531، حدیث: 3127) 3 جس نے خوش دِلی سے طالبِ ثواب ہو کر قربانی کی، تو وہ قربانی اس کے لئے جہنّم کی آگ سے حِجاب (یعنی روک) ہو جائے گی۔ (معجم کبیر، 3/84، حدیث: 2736)

میری تمام عاشقانِ رسول سے **فریاد** ہے کہ خوش دِلی سے اللہ پاک کی راہ میں جانور قربان کیجئے اور دنیاوی و اُخروی برکات و ثمرات حاصل کیجئے۔ اللہ کریم ہماری قربانیوں کو اپنی پاک بارگاہ میں قبول فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

قربانی کے ضروری احکام اور مزید معلومات کے لئے شیخِ طریقت امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا رسالہ ”ابلق گھوڑے سوار“ پڑھئے۔

دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net پر اپ لوڈ (Upload) ہونے والی کتب، ڈاؤنلوڈ کیجئے، خود بھی پڑھئے اور دوسروں کو بھی شیئر کیجئے۔

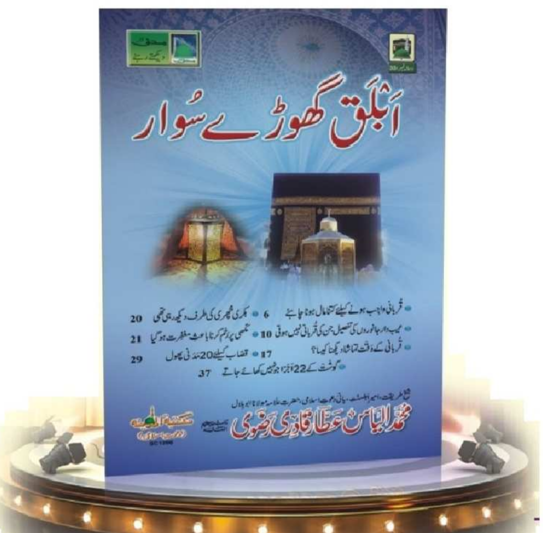

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ہر ماہ ”اسلامی بہنوں کا ماہنامہ (ویب ایڈیشن)“ دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ پر اپلوڈ کیا جاتا ہے، آپ بھی ڈاؤنلوڈ کیجئے، پڑھئے اور دوسروں کو بھی شیئر کیجئے۔

اَشعار کی تشریح

ابوالحسان عطاری مدنی*

ہر اِک کی آرزو ہے پہلے مجھ کو ذبح فرمائیں
تماشا کر رہے ہیں مرنے والے عیدِ قرباں میں

(ذوقِ نعت، ص133)

شرح ایک مرتبہ عیدُ الاضحیٰ کے موقع پر رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جن اونٹوں کو اپنے دستِ مُبارَک سے نَحْر فرمایا اُن میں سے ہر ایک کی یہ کوشش تھی کہ مجھے یہ شرف دوسروں سے پہلے حاصِل ہو۔ برادرِ اَعلیٰ حضرت مولانا حسن رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کے اِس شعر میں اس رِوایت کی طرف اِشارہ ہے: حضرتِ سیّدنا عبدالله بن قُرْط رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں پانچ یا چھ اونٹ نَحْر کرنے کے لئے پیش کئے گئے تو وہ اپنے کو حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے آگے کرنے لگے کہ آپ کس سے آغاز فرماتے ہیں۔

(مسند احمد، 7/40، حدیث:19097)

حکیمُ الاُمّت مفتی اَحمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان اِس کی شرح میں فرماتے ہیں: یعنی ہر اونٹ چاہتا تھا کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) میری قربانی پہلے کریں اور آپ کے ہاتھ سے ذَبْح ہونے کا شَرَف مجھے حاصل ہو، اِس لیے ہر ایک اپنی گردن پیش کرتا تھا۔ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) کی یہ محبوبیت آپ کا زندہ جاوید معجزہ ہے، جانور بھی حضور کے ہاتھ سے ذَبْح ہو جانے کو زندگی سے بہتر جانتے ہیں۔

(مراٰۃ المناجیح، 4/164 ملتقطاً)

اُونٹ بن گیا ہوتا اور عیدِ قُرباں میں
کاش! دستِ آقا سے نَحْر ہو گیا ہوتا

(وسائلِ بخشش، ص158)

ایک اُونٹ کی حکایت ایک اَنصاری بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے: یارسولَ اللہ! ہمارے یہاں ایک اونٹ ہے جو مشتعل ہے اور کسی میں اِتنی طاقت نہیں کہ اُس کے قریب جاکر نکیل ڈال سکے۔ سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اُس مقام پر پہنچ کر دروازہ کھولا، اُونٹ نے جیسے ہی آپ کو دیکھا قدموں میں حاضِر ہو کر سجدہ کیا اور اپنی گردن زمین پر رکھ دی۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اُونٹ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اُسے نکیل ڈال کر مالک کے حوالے کر دیا۔ (یہ منظر دیکھ کر) شیخین کریمین (یعنی ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما) نے عرض کی: یا رسولَ اللہ! اُونٹ پہچان گیا کہ آپ اللہ کے نبی ہیں۔ سرکارِ نامدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا: کافر انسان و جنّات کے علاوہ ہر چیز پہچانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ (الخصائص الکبریٰ، 2/96)

مَلائک اِنس و جن کیا جانور بھی ہو گئے شیدا
ہوئے سنگ و شجر گویا تِری تسخیر کے قُرباں

(قبالۂ بخشش، ص121)

عیدِ قُربان کی آمد آمد تھی۔ لوگ قُربانی کے لئے جانور لا رہے تھے۔ حَسَن بھی کئی دن سے داؤد صاحب سے پوچھ رہا تھا کہ ابّو جان! ہمارا بکرا کب آئے گا؟ میرے دوست فیضان کے ابّو بکرا لے آئے ہیں۔

داؤد صاحب بولے: جی بیٹا! کل چھٹی ہے، ہم ایک ساتھ بکرا لینے جائیں گے۔

اگلے دن دوپہر کو حَسَن اور داؤد صاحب بکرا لینے کے لئے روانہ ہوئے اور تھوڑی ہی دیر میں دونوں منڈی پہنچ گئے۔ کافی تلاش کے بعد آخر کار باپ بیٹے کو ایک بکرا پسند آ ہی گیا۔ داؤد صاحب نے بکرے کی رقم جانور بیچنے والے کے حوالے کی اور کچھ ہی دیر بعد بکرا ان کے گھر پہنچ گیا۔

جیسے ہی حَسَن کی چھوٹی بہن مدیحہ کی نظر بکرے پر پڑی وہ خوشی سے اُچھل پڑی: ہمارا بکرا آ گیا! ہمارا بکرا آ گیا! اب حَسَن اور مدیحہ بکرے کی خدمت کرنے لگے۔ دونوں بچے بکرے کو گھاس ڈالتے، پانی دیتے، اس سے باتیں کرتے، اس سے کھیلتے اور دیر تک بیٹھے اس کو دیکھتے رہتے۔

عید والے دن نمازِ عید کے بعد قصاب (Butcher) بھی آ پہنچا۔ قصاب کو دیکھ کر حَسَن اور مدیحہ پریشان ہو گئے اور ایک ساتھ مل کر کہنے لگے: نہیں ابّو جان! ایسا نہ کریں ہم اپنے پیارے بکرے کو کاٹنے نہیں دیں گے، یہ کہہ کر حَسَن اور مدیحہ نے رونا شروع کر دیا۔

اوہو! بیٹا! آپ روئیں نہیں میری بات تو سُنیں۔ داؤد صاحب نے دونوں کو چُپ کراتے ہوئے کہا۔ یہ سُن کر حَسَن اور مدیحہ اپنے ابو کو دیکھنے لگے۔ **داؤد صاحب:** دیکھو بچو! یہ بکرا ہم نے راہِ خدا میں قربان کرنے کیلئے لیا ہے، ہم اسے ذبح کر کے راہِ خدا میں پیش کریں گے۔ اس کا گوشت خود بھی کھائیں گے اور دوسروں کو بھی دیں گے، اس کا ہمیں ثواب ملے گا اِنْ شَآءَ اللہ۔

مدیحہ بولی: ابّو جان! سب لوگ تو قُربانی کر رہے ہیں ہم قربانی کرنے کے بجائے غریبوں کو پیسے کیوں نہیں دیتے؟ اس میں تو غریبوں کا زیادہ فائدہ ہے۔

داؤد صاحب نے جواب دیا: بیٹی! آج عیدُ الاَضْحٰی کا دن ہے اور اس دن اللہ پاک کے ہاں سب سے بڑی نیکی راہِ خدا میں جانور کا خون بہانا ہے، تو میرے بچو! یہ اللہ اور اس کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا حکم ہے اور ہمیں اسی پر عمل کرنا ہے، دوسری بات یہ ہے کہ اگر ہم غور کریں تو قربانی کرنے میں غریبوں کے لئے زیادہ فوائد ہیں۔

ابّو جان! وہ کیسے؟ حَسَن بولا۔

داؤد صاحب کہنے لگے: جو جانور قُربانی میں ذَبح ہوتے ہیں ان کی پرورش کے لئے دنیا بھر میں بہت سی جگہوں پر باقاعدہ فارم ہاؤس بنتے ہیں ان میں بے شمار مزدور کام کرتے ہیں۔ پھر ان جانوروں کو تاجر لوگ خریدتے ہیں اور منڈی میں لاتے ہیں اس سے بھی ہزاروں لوگوں کا روزگار چلتا ہے۔ پھر ان جانوروں کو ذَبح کرنے کے بعد ان کی کھالوں سے مختلف چیزیں بنانے کی مکمل انڈسٹری ہے جس سے ہزاروں لاکھوں لوگوں کا روزگار وابستہ ہوتا ہے۔ اب بیٹا! آپ سوچیں کہ اگر قُربانی کے بجائے ہم رقم ہی خرچ کر دیں تو کیا یہ فوائد حاصل ہوں گے؟ جی ابّو جان! واقعی قُربانی کرنے میں تو غریبوں کے لئے بہت سارے فوائد ہیں، حَسَن نے اعتراف کیا۔

داؤد صاحب: اور ہاں ایک بات بتانا تو میں بھول ہی گیا تھا اور وہ یہ کہ قُربانی کی کھال ہم عاشقانِ رسول کی مدنی تحریک ”دعوتِ اسلامی“ کو دیں گے۔ اِنْ شَآءَ اللہ

نئے لکھاری (New Writers)

نئے لکھنے والوں کے انعام یافتہ مضامین

1 رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کس کس جانور کا گوشت تناول فرمایا

طلحہ خان عطّاری (ثانیہ، جامعۃ المدینہ فیضان خلفائے راشدین، راولپنڈی)

حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں کئی اقسام کے گوشت تناول فرمائے جن میں خشکی و تری کے جانوروں اور پرندوں کا گوشت شامل ہے، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے اونٹ، بکری، دنبہ، مرغ، خرگوش، اور مچھلی کا گوشت تناول فرمانا ثابت ہے لیکن ان میں سب سے زیادہ بکری کی دَستی کا گوشت پسند تھا۔

(شمائلِ محمدیہ للترمذی، ص102 تا 112 ماخوذاً)

1 **اُونٹ:** حجۃُ الوداع میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور مولیٰ علی شیرِ خدا رضی اللہُ عنہ نے 100 اونٹ ذبح کئے پھر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حکم دیا کہ ہر اونٹ سے ایک ٹکڑا لیا جائے اور ان کو ہانڈی میں پکایا جائے، پھر دونوں نے ان کا گوشت کھایا اور ان کا شوربا پیا۔(مسند احمد، 1/560، حدیث:2359 ملخصاً)

2 **بکری:** عبدُ اللہ بن عباس رضی اللہُ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بکری کے دست کا گوشت کھایا، پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔(ابو داؤد، 1/69، حدیث:187)

3 **نیل گائے:** ابو قتادہ رضی اللہُ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حمارِ وحشی کو دیکھا اس کا شکار کیا حضورِ اقدس صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: کیا تمہارے پاس اس کے گوشت میں سے کچھ ہے؟ عرض کی اس کی ران ہے، اس کو حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے قبول فرمایا اور کھایا۔(مسلم، ص472، 473، حدیث:2851، 2858)

4 **خرگوش:** حضرت انس رضی اللہُ عنہ کہتے ہیں: میں خرگوش پکڑ کر ابو طلحہ رضی اللہُ عنہ کے پاس لایا، انہوں نے ذبح کیا اور اس کا گوشت حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں بھیجا حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے قبول فرمایا۔(بخاری، 3/554، حدیث:5489، ملخصاً)

5 **مرغی:** حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہُ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو مرغی کھاتے دیکھا ہے۔

(بخاری، 3/563، حدیث:5517)

6 **مچھلی:** حضرت جابر رضی اللہُ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک غزوے میں شرکت کی، ہم سخت بھوکے تھے تو دریا نے ایک مچھلی پھینکی اس جیسی پہلے ہم نے نہ دیکھی تھی اس کو عنبر کہا جاتا تھا، ہم نے اس میں سے کھایا اور جب ہم حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس آئے تو ہم نے ذکر کیا۔ حضور نے اس مچھلی میں سے کچھ کھانے کے لئے طلب کیا تو ہم نے حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں بھیجا تو آپ نے اسے تناول فرمایا۔

(مشکوۃ المصابیح، 2/81، حدیث:4114 ملتقطاً)

2 قربانی کرنے کے 5 دنیاوی فائدے

بنتِ رضوان احمد عطّاریہ (فاضلہ جامعۃ المدینہ قطبِ مدینہ ملیر، کراچی)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝۲﴾ ترجَمۂ کنزُالعرفان: تو تم اپنے ربّ کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔(پ30، الکوثر2)

یقیناً اللہ پاک کے ہر حکم میں بنی نوع انسان کے لئے کثیر دینی و دنیاوی فوائد ہیں، خواہ انسان کی عقل میں آئیں یا نہ آئیں، اِسی

طرح قربانی کے بھی دینی فضائل و ثواب کے ساتھ ساتھ بے شمار دنیاوی فائدے ہیں۔

1 **روزگار کے مواقع:** قربانی کے جانوروں کو بیچنے والوں، ان کی دیکھ بھال کرنے والوں، کنٹینر، سوزوکی، ٹرک والوں، چارہ، جھول وغیرہ بیچنے والوں، جانوروں کی حفاظت کے لئے چوکیداروں، ویٹرنری ڈاکٹروں، قصاب حضرات، قیمہ وغیرہ بنانے والوں سمیت لاکھوں لاکھ لوگوں کو اس سنّتِ ابراہیمی کی برکت سے روزگار میسر آتا ہے۔

2 **گوشت کی فراہمی:** قربانی کی بدولت لوگوں کو صحت مند جانوروں کا تازہ اور غذائیت سے بھرپور گوشت مہیا ہوتا ہے، اس کے علاوہ سفید پوش اور متوسط طبقے کو فراوانی کے ساتھ گوشت حاصل ہوتا ہے، نیز بہت سے لوگ غریبوں میں گوشت تقسیم کرتے ہیں، جس کی وجہ سے ایسے غریب لوگوں کے گھروں میں بھی گوشت پکتا ہے جو سارا سال گوشت خریدنے کی اِستطاعت نہیں رکھتے۔

3 **باہمی اُخوّت وبھائی چارہ:** قربانی کے موقع پر مسلمانوں میں باہمی اُلفت و محبت اور اُخوت و بھائی چارے کا مظاہرہ دیکھنے میں آتا ہے، کہیں دوست اَحباب اور عزیز رشتہ دار مل کر اجتماعی قربانی کا اہتمام کرتے ہیں تو کہیں مل جُل کر جانوروں کی دیکھ بھال کرتے نظر آتے ہیں، اسی طرح عیدالاضحیٰ کے دن ایک دوسرے کو گوشت ہدیہ کیا جاتا ہے اور مل کر کھانے کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے۔

4 **دینی اداروں کو فوائد:** قربانی کی کھالیں بیشتر مسلمان دعوتِ اسلامی اور دیگر عاشقانِ رسول کے دینی اداروں کو دیتے ہیں، انہیں بیچ کر حاصل ہونے والی رقم سے دین کے کاموں میں بہت معاونت ہوتی ہے، اَلحمدُ لِلّٰہ دعوتِ اسلامی قربانی کے موقع پر جمع ہونے والی کھالوں کی رقم اور دیگر مواقع پر جمع ہونے والے عطیات سے دنیا بھر میں 80 سے زائد شعبہ جات کے ذریعے خدمتِ دین میں مصروف ہے۔

5 **ملکی معیشت کو فائدہ:** قربانی کی کھالوں سے مختلف چیزیں بنائی جاتی ہیں اور انہیں دوسرے ملکوں میں برآمد بھی کیا جاتا ہے، جس سے ملک کو قیمتی زرِّمبادلہ حاصل ہوتا ہے، اس کے علاوہ قربانی کے جانوروں کی آلائشوں کو کھاد وغیرہ بنانے میں استعمال کیا جاتا ہے، مزید یہ کہ جانور لے جانے والی گاڑیاں مختلف مقامات پر ٹول ٹیکس ادا کرتی ہیں اور پھر مویشی منڈی میں بھی جگہ کے حساب سے کرایہ ادا کیا جاتا ہے، جس سے ملکی خزانے کو فائدہ ہوتا ہے۔

لہٰذا خوش دلی کے ساتھ اللہ پاک کی راہ میں عمدہ جانور قربان کیجئے اور اس کے دنیاوی اور اُخروی فائدے حاصل کیجئے۔

ذوالحجۃ الحرام کے چند اہم واقعات

- ذوالحجۃ الحرام 8 ہجری میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سب سے آخری فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے شکم مبارک سے پیدا ہوئے۔
- ذوالحجۃ الحرام 10 ہجری میں رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حج ادا فرمایا جسے حجۃُ الوداع کہا جاتا ہے۔
- ذوالحجۃ الحرام 35 ہجری کی 18 تاریخ کو باغیوں نے خلیفۂ سِوُم، امیرُ المؤمنین حضرت سیّدُنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔
- ذوالحجۃ الحرام 114 ہجری کی 7 تاریخ کو حضرت سیّدُنا امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ کا وِصال ہوا۔
- ذوالحجۃ الحرام 1296 ہجری کی 18 تاریخ کو مرشدِ اعلیٰ حضرت، حضرت شاہ آلِ رسول مارہروی رحمۃ اللہ علیہ نے وِصال فرمایا۔
- ذوالحجۃ الحرام 1367 ہجری کی 18 تاریخ کو خلیفۂ اعلیٰ حضرت، حضرت علّامہ مولانا سیّد محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کا وِصال ہوا۔
- ذوالحجۃ الحرام 1401 ہجری کی 4 تاریخ کو خلیفۂ اعلیٰ حضرت، قطبِ مدینہ حضرت علّامہ مولانا ضیاءُ الدّین احمد مدنی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے وِصال فرمایا۔
- ذوالحجۃ الحرام 1370 ہجری کی 14 تاریخ کو شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے والدِ محترم حاجی عبدالرحمٰن قادری رحمۃ اللہ علیہ کا وِصال ہوا۔

ذبیحہ کے ساتھ بھلائی

ابو سلمان عطاری مدنی*

رسولِ ذیشان، رَحْمتِ عالمیان صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ رَحمت نشان ہے: اِنَّ اللّٰہَ کَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ ، فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ ، وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذَّبْحَ ، وَلْيُحِدَّ اَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ ، فَلْيُرِحْ ذَبِيْحَتَهُ یعنی بے شک اللہ پاک نے ہر چیز کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا ہے، لہٰذا جب تم کسی کو قتل کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو[1] اور جب ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو اور تم میں سے ہر ایک اپنی چھری کی دھار تیز کرے اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچائے۔

(مسلم، ص832، حدیث:5055)

شرح اس حدیثِ پاک میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ہر شے کے ساتھ بھلائی اور احسان کا حکم ارشاد فرمایا ہے یہاں یہ بات یاد رہے کہ ہر شے کے ساتھ بھلائی کا انداز جُدا ہے جیسے بیمار کو ڈاکٹر کی تجویز کردہ کڑوی دوائی پلانا مریض کے ساتھ احسان و بھلائی ہے جبکہ ایسی ہی دوا تندرست کو بلاوجہ پلانا ظلم وزیادتی ہے۔ حضرت علّامہ علی بن سلطان قاری حنفی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: بھلائی کرنے کا حکم عام ہے جس میں انسان، حیوان، زندہ اور مردہ سب شامل ہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح، 7/679، تحت الحدیث:4073) **فَاَحْسِنُوا الذَّبْحَ** کے تحت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں: اس بھلائی کی کئی صورتیں ہیں: مثلاً جانور کو ذَبْح سے پہلے خوب کھلا پلا لیا جائے، ایک کے سامنے دوسرے کو ذَبْح نہ کیا جائے، اس کے سامنے چھری تیز نہ کی جائے، ماں کے سامنے بچے کو اور بچے کے سامنے ماں کو ذبح نہ کیا جائے، مَذْبَح (ذبح کے مقام) کی طرف گھسیٹ کر نہ لے جایا جائے اور جان نکل جانے سے پہلے اس کی کھال نہ اتاری جائے کہ یہ تمام باتیں ظلم و زیادتی ہیں۔ (مراٰۃ المناجیح، 5/645) امیرُ المؤمنین حضرتِ سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایک شخص کو دیکھا جو بکری کو ذَبْح کرنے کیلئے اسے ٹانگ سے پکڑ کر گھسیٹ رہا ہے، آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ارشاد فرمایا: تیرے لئے خرابی ہو، اسے موت کی طرف اچھے انداز میں لے کر جا۔ (مصنف عبدالرزاق، 4/376، حدیث: 8636)

ذبح میں بھلائی کی مختلف صورتیں حضرتِ سیّدنا امام قُرطُبی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: جانور کو ذبح کرنے میں اچھا برتاؤ یہ ہے کہ جانور پر نرمی کی جائے، سختی اور بے دردی سے زمین پر نہ گرایا جائے، ایک جگہ سے دوسری جگہ گھسیٹ کر نہ لے جایا جائے، ذبح کے آلے (چُھری وغیرہ) کو تیز کر لیا جائے، قُربت (نیکی) اور اباحت (گوشت کے حلال کرنے) کی نیت حاضر کر لے، جانور کو قبلہ رو کرے، اسی طرح (بوقتِ ذَبْح) اللہ کا نام لینا، جلدی ذبح کرنا، وَدَجَیْن[2] اور حُلقوم کو کاٹنا، ذبیحہ کو آرام پہنچانا، ٹھنڈا ہو جانے تک ذبیحہ کو چھوڑ دینا، اللہ پاک (نے یہ جانور حلال فرمایا اس) کے احسان کا اِعتِراف کرنا، اللہ کریم اگر چاہتا تو ضَرور اس جانور کو ہم پر مسلّط فرمادیتا لیکن اُس نے اِس جانور کو ہمارے بس میں کر دیا اسی طرح اگر وہ چاہتا تو ضرور اسے ہمارے لئے حرام فرمادیتا مگر اس نے ہمارے لئے اسے حلال فرمایا لہٰذا اس نعمت پر اللہ پاک کا شکر بجالانا۔

(المفہم لما اَشکل من تلخیص کتاب مسلم، 5/241، تحت الحدیث:1854)

---

1 یعنی اگر تم قاتل یا کافر کو قصاص یا جنگ میں قتل کرو تو ان کے اعضاء نہ کاٹو، مُثلہ نہ کرو۔ (مراٰۃ المناجیح، 5/645)

2 جو رگیں ذَبْح میں کاٹ جاتی ہیں وہ چار ہیں: حلقوم یہ وہ ہے جس میں سانس آتی جاتی ہے، مری اس سے کھانا پانی اُترتا ہے ان دونوں کے اَغَل بَغَل اور دو رگیں ہیں جن میں خون کی روانی ہے انہیں وَدَجَیْن کہتے ہیں۔ (در مختار، 9/491)

اسلام کی روشن تعلیمات

جانوروں پر ظلم مت کیجئے

عدنان چشتی عطاری مدنی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ اسلام کی خوبی ہے کہ اس نے انسانوں کے حقوق کے ساتھ ساتھ جانوروں کے حقوق کا بھی خیال رکھا ہے۔ جس طرح کسی انسان پر ظلم و زیادتی حرام ہے اسی طرح جانوروں پر بھی حرام ہے بلکہ جانوروں پر ظلم کرنا انسان پر ظلم کرنے سے زیادہ بڑا گناہ ہے کہ انسان تو اپنا دکھ درد کسی سے کہہ سکتا ہے مگر بے زبان جانور کس سے فریاد کرے! عام طور پر ذوالحجۃ الحرام کے قریب آتے ہی قربانی کے جانوروں کی خرید و فروخت کے لئے مختلف مقامات پر منڈیاں لگائی جاتی ہیں، جس سے خریداروں کو سہولت رہتی ہے لیکن منڈیوں میں لانے، بیچنے اور قربانی کے وقت تک بے زبان جانوروں کو تکلیف دینے کے کئی مناظر بھی دیکھنے میں آتے ہیں، مثلاً: (1) دُور دراز علاقوں سے لائے جانے والے جانوروں کو دورانِ سفر مناسب خوراک نہیں دی جاتی۔ (2) چھوٹی گاڑی میں بڑا جانور، یا کم جگہ میں کئی کئی جانور یوں دھکیل دیئے جاتے ہیں کہ وہ تھک جانے کی صورت میں بھی بیٹھ نہیں سکتے۔ (3) بہت سے لوگ جانور کو سوار کرتے وقت گاڑی میں ریت یا بھوسہ وغیرہ نہیں ڈالتے جس سے بسا اوقات جانور اپنے ہی گوبر اور پیشاب سے پھسل کر گر جاتے ہیں، بعض اوقات ان کی ٹانگ بھی ٹوٹ جاتی ہے یا پھر زخمی ہو جاتے ہیں۔ (4) منڈی میں پہنچنے والے جانوروں کو گاڑی سے اُتارنے یا چڑھانے کے لئے مناسب جگہ کا انتظام نہیں ہوتا تو اپنی آسانی کے لئے گاڑی سے چھلانگ لگوا دی جاتی ہے جس سے کئی جانور زخمی ہو جاتے ہیں اور قربانی کے قابل بھی نہیں رہتے۔ (5) منڈی میں خرچہ بچانے کے لئے بھی بے زبان جانوروں کو بھوکا رکھا جاتا ہے، ایک مرتبہ کسی نے اونٹ خریدا تو بیچنے والے نے اس کے کان میں کہا کہ یہ کئی دن سے بھوکا ہے اسے چارہ کھلا دینا۔ (6) منڈی جانے والوں میں تماشہ دیکھنے والوں کی بھی ایک تعداد ہوتی ہے جو بیٹھے ہوئے جانور کو ٹھوکریا چھڑیاں مار کر اٹھاتے، خوامخواہ بھیڑ لگا کر شور مچا کر جانور کو ہراساں (خوفزدہ) کرتے ہیں۔ (7) جب جانور منڈی سے خرید کر گھر لایا جاتا ہے تو اُتارتے وقت بچے اور بڑے شور و غوغا کر کے جانور کو پریشان کرتے اور اس کے اُچھلنے کودنے سے لطف اُٹھاتے ہیں۔ جس سے بعض اوقات تو جانور ڈر کر بھاگ جاتا ہے، کسی کو زخمی کر دیتا ہے یا گڑھے وغیرہ میں گر کر اپنی ٹانگ تڑوا بیٹھتا ہے۔ (8) جانور کو گھمانے کے نام پر بچے اور بڑے بلاوجہ اُس کا کان مروڑتے، دُم گھماتے، شور مچاتے ہیں جس سے جانور بدکتے اور ڈرتے ہیں۔ (9) ذبح شدہ جانور کے ٹھنڈا ہونے سے پہلے ہی پاؤں کاٹنا یا کھال اتارنا شروع کر دیتے ہیں یا بکرے کی گردن چٹخا دیتے ہیں یا تڑپتی گائے کی گردن کی کھال اُدھیڑ کر چھری گھونپ کر دل کی رگیں کاٹتے ہیں اور بلاوجہ تکلیف پہنچاتے ہیں۔

جانوروں پر ظلم کرنے والے سنبھل جائیں کہ بروزِ قیامت اس کا حساب کیونکر دے سکیں گے؟ بے زبان جانوروں کو بِلاوجہ تکلیف دینے والوں کو ڈر جانا چاہئے کہیں مرنے کے بعد عذاب کیلئے یہی جانور مُسَلَّط نہ کر دیا جائے۔ امام احمد بن حجر مکی شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: انسان نے ناحق کسی چوپائے کو مارا یا اسے بھوکا پیاسا رکھا یا اس سے طاقت سے زیادہ کام لیا تو قیامت کے دن اس سے اسی کی مثل بدلہ لیا جائے گا جو اس نے جانور پر ظلم کیا یا اسے بھوکا رکھا۔ اس پر درجِ ذیل حدیثِ پاک دَلالت کرتی ہے۔ چُنانچہ رَحمتِ عالَم، نورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جہنَّم میں ایک عورت کو اس حال میں دیکھا کہ وہ لٹکی ہوئی ہے اور ایک بلّی اُس کے چہرے اور سینے کو نوچ رہی ہے اور اسے ویسے ہی عذاب دے رہی ہے جیسے اس (عورت) نے دنیا میں قید کر کے اور بھوکا رکھ کر اسے تکلیف دی تھی۔ اس روایت کا حکم تمام جانوروں کے حق میں عام ہے۔ (الزواجر عن اقتراف الکبائر، ج2، ص174)

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں انسانوں اور جانوروں دونوں پر ظلم کرنے سے بچائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

قربانی کی کھال کا کیا کریں؟

محمد آصف خان عطاری مدنی*

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کسی بھی نیک عمل کو درست طریقے سے کرنے اور اس کا ثواب پانے کے لئے اس کے بارے میں درست اور صحیح معلومات کا ہونا بہت ضَروری ہے، ایسا ہی ایک فضیلت والا اور ثواب کے انبار لگا دینے والا عمل راہِ خدا میں قربانی کرنا ہے، لہٰذا اس کے بارے میں عِلْم ہونا بہت ضَروری ہے، کچھ احتیاطیں قربانی کا جانور خریدنے سے پہلے ہوتی ہیں تو کچھ خریدنے کے بعد! سرِ دست قربانی کی کھال کے متعلق چند احتیاطیں ملاحظہ کیجئے۔

قربانی کی کھال کا استعمال ❁ قربانی کی کھال ہر اس کام میں صَرف کرسکتے ہیں جو قُربَت (نیکی) و کارِ خیر و باعثِ ثواب ہو۔ (فتاویٰ رضویہ، 20/473) ❁ قربانی کرنے والا کھال کو باقی رکھتے ہوئے اُسے اپنے کسی کام میں لاسکتا ہے، مثلاً اس کی جانماز بنائے، چلنی (چھلنی)، تھیلی، مَشکیزہ، دستر خوان، ڈول وغیرہ بنائے یا کتابوں کی جِلدوں میں لگائے، یہ سب کرسکتا ہے۔ (بہارِ شریعت، 3/345-346) ❁ قربانی کی کھال جانور ذَبْح کرنے والے کو اُجرت میں نہیں دے سکتے کہ اس کو اُجرت میں دینا بھی بیچنے ہی کے معنیٰ میں ہے۔ (الھدایۃ، الجزء الرابع، 2/361)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ عاشقانِ رسول کی مَدَنی تحریک دعوتِ اسلامی تقریباً دنیا بھر میں 104 سے زائد شعبہ جات میں دینِ اسلام کی خدمت کے لئے کوشاں ہے۔ دعوتِ اسلامی کے مَدَنی کاموں کے ڈھیروں ڈھیر اخراجات پورے کرنے میں عاشقانِ رسول کی طرف سے دی جانے والی قربانی کی کھالوں کا بھی بہت بڑا حصّہ ہوتا ہے، لہٰذا اپنے جانور کی قربانی کی کھال دعوتِ اسلامی کو دیجئے اور ثوابِ جاریہ کے حق دار بن جائیے۔ اللہ کریم ہر عاشقِ رسول مسلمان کی قربانی قبول فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

قُربانی کے بارے میں تفصیلی معلومات شیخِ طریقت امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے رسالے ”اَبلق گھوڑے سوار“ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

قربانی کے جانور کے بارے میں مدنی پھول

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں:

● قربانی کا جانور خریدتے وقت خوب اچھی طرح چلا کر نیز دُم، کان، سینگ وغیرہ غور سے دیکھ لیجئے کہ کوئی عیب تو نہیں ہے ● ممکن ہو تو کسی تجرِبہ کار کو ساتھ لے کر مویشی منڈی جایئے جو جانور کو دیکھ کر اس کی عُمر وغیرہ بتا سکے ● بھاؤ کم کروانے کے لئے "وہاں سستا ملتا ہے"، "میری گنجائش نہیں" وغیرہ جملے بولنے سے پرہیز کیجئے (تاکہ جھوٹ میں نہ جا پڑیں) ● اسی طرح جانور کی قیمت کم کرنے کے لئے اس کے عیب نکالنا "بوڑھا ہے"، "کمزور ہے"، "ہڈّیاں پسلیاں نظر آرہی ہیں"، "اس کا گوشت بھی سخت ہوگا" وغیرہ وغیرہ کہنا بیوپاری کی دل آزاری کا باعث ہو سکتا ہے ● جانور کے گلے میں رسّی ڈالنے کے بجائے، چمڑے کا پٹّا ڈال کر اس میں سوت کی رسّی ڈال کر باندھنے میں جانور کے لئے راحت ہے ● جانور کو گھر لانے کے بعد اس کے مزاج اور موسم کو دیکھ کر نہلایئے ● کہتے ہیں: بکرا نہلانے سے سُست اور بیمار پڑ جاتا ہے جبکہ دُنبے کو نہلانا اس کی نشوونما کے لئے مفید ہے ● بڑے جانوروں میں سے بھینس خوشی سے نہاتی ہے جبکہ گائے اور بچھڑا نزاکت والے ہوتے ہیں، نہانے بلکہ گیلی زمین پر بیٹھنے سے بھی کتراتے ہیں ● بعض اوقات نئی جگہ آنے کے بعد جانور پر کچھ اَثَر پڑتا ہے مثلاً وہ سُست ہو جاتا ہے یا تھوڑا بیمار ہو جاتا ہے، اس بات کو پیشِ نظر رکھئے ● جانور کو کچّی جگہ پسند ہوتی ہے اگر مُہَیّا ہو تو اسے کچّی جگہ پر باندھئے یا کم اَز کم اس کے بیٹھنے کی جگہ پر مٹّی وغیرہ ڈال دیجئے ● جانور کے چارے پانی کا خیال رکھئے، ﴿اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ایک حدیث میں حکم ہے کہ جو جانور پالو، دن میں 70 بار اُسے دانہ پانی دکھاؤ۔ (فتاویٰ رضویہ، 24/656)﴾ ● چھوٹے جانور کو صبح کے وقت ہری گھاس اور شام کو چنے کی دال یا چنے کا چھلکا کھلایئے ● بڑے جانور جیسے گائے وغیرہ کو ایک کلو چوکر اور ایک کلو گندم کا بھوسا (توڑی) خشک حالت میں ملا کر یا ایک کلو بنولے کی کَھل بِھگو کر، ایک کلو چنے کی دال کی (بیسن نُما) اٹّی اور چوکر ملا کر ایک تَرِیعنی گیلا مکسچر (اس کو ونڈا بھی کہتے ہیں) بنا لیجئے اور صبح و شام دو وقت کھلایئے، دوپہر میں چار پانچ کلو مکئی کا چارا کھلایئے (ضرورتاً کسی جانور پالنے والے سے مشورہ کر لیجئے) ● دیہات کے جانور کُھلی جگہ میں رہنے کے عادی اور انسانوں سے کم مانوس ہوتے ہیں، جب یہ شہر میں نئی جگہ پر آتے ہیں تو اپنے قریب انسانوں کا ہجوم دیکھ کر بِدک سکتے بلکہ کسی انسان کو زخمی بھی کر سکتے ہیں یا پھر جانور خود گر کر یا کسی چیز سے ٹکرا کر زخمی بھی ہو سکتے ہیں لہٰذا ان کے پاس ہجوم لگانے اور خواہ مخواہ ان کو چھیڑ کر طیش دلانے سے بچیئے۔ (مختلف مدنی مذاکروں سے لئے گئے مدنی پھول)

اُونٹ بن گیا ہوتا اور عیدِ قرباں میں ۔۔۔ کاش! دستِ آقا سے نَحْر ہو گیا ہوتا

(وسائلِ بخشش (مُرمّم)، ص158)

قربانی کی کھالیں دعوتِ اسلامی کو دیجئے

تبلیغِ قراٰن و سنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی دنیا کے 200 سے زائد ممالک میں 83 سے زائد شعبہ جات کے ذریعے دینِ اسلام کی خدمت کے لئے کوشاں ہے۔

سونو بکرا

ابو عُبید عطّاری مَدَنی*

ذُوالحج کا چاند نظر آتے ہی نَنّھے میاں نے ایک ہی رَٹ لگالی تھی کہ بس گھر میں اس دفعہ بکرا میری پسند کا آئے گا، دو دن کے بعد ننھے میاں اپنے ابو اور چاچو کے ساتھ جاکر ایک سفید رنگ کا پیارا، گول مٹول سا اور چھوٹے قَدَ کا بکرا لے آئے، ننھے میاں نے گھر میں آتے ہی اس کا نام "سونُو" رکھ دیا، ننھے میاں کی پسند اور نام سب گھر والوں کو پسند آیا، ننھے میاں تو بکرے کی خدمت میں لگ گئے، فوراً سونو کے آگے گھاس اور پانی رکھ دیا، سونو نے بھی خاموشی سے سَر جُھکالیا اور گھاس کھانے اور پانی پینے لگا، سونو اب ننھے میاں کا دوست بن گیا تھا، نَنّھے میاں اس کی کمر اور سَر پر پیار سے ہاتھ پھیرتے، چاچو کے ساتھ مل کر اس کے آگے روزانہ دانہ پانی رکھتے اور شام کے وقت گھمانے بھی لے جاتے تھے، عید سے ایک دن پہلے دادی جان نے اچانک ننھے میاں سے کہا: ننھے میاں! کل آپ کا پیارا دوست سونو اللہ پاک کی راہ میں قُربان ہو جائے گا، ننھے میاں یہ سُن کر اَفْسُردَہ ہو گئے اور کہنے لگے: دادی کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم سونو کی جگہ کسی اور بکرے کی قربانی کر دیں؟ مگر کیوں؟ دادی نے پوچھا تو ننھے میاں کہنے لگے: دادی! یہ میرا دوست بَن گیا ہے اور مجھے بہت اچھا لگتا ہے ہم اسے گھر میں ہی رکھ لیتے ہیں، دادی ننھے میاں کی بات سمجھ گئیں پھر پوچھنے لگیں: اچھا! آپ یہ بتایئے ہم بڑی عید کو جانور قربان کیوں کرتے ہیں؟ دادی سب قربانی کرتے ہیں اس لئے ہم بھی قربانی کرتے ہیں، ننھے میاں کو جو جواب سمجھ آیا انہوں نے دے دیا، نہیں میرے بچے! یہ وجہ نہیں ہے، اللہ پاک کے ایک نبی حضرت ابراہیم علیہِ السَّلام اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہِ السَّلام سے بہت پیار کرتے تھے تین راتوں تک حضرت ابراہیم علیہِ السَّلام نے خواب دیکھا کہ کوئی ان سے کہہ رہا ہے: بے شک اللہ تمہیں اپنے بیٹے کو قربان کرنے کا حُکم دیتا ہے، ننھے میاں! حضرت اسماعیل علیہِ السَّلام کی عمر اس وقت 7 یا 13 سال یا اس سے تھوڑی زیادہ تھی حضرت ابراہیم علیہِ السَّلام نے اپنے بیٹے کو خواب بتایا تو وہ کہنے لگے: آپ وہی کریں جس کا آپ کو اللہ پاک کی طرف سے حکم دیا گیا ہے۔ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔ شیطان نے پہلے حضرت ابراہیم علیہِ السَّلام کو وَسْوَسَہ ڈالا کہ اپنے بیٹے کو قربان نہ کریں، لیکن حضرت ابراہیم علیہِ السَّلام نے اس کی بات نہ مانی تو وہ حضرت اسماعیل علیہِ السَّلام کی امی جان کے پاس آیا انہوں نے بھی شیطان کی بات نہ مانی، پھر وہ حضرت اسماعیل علیہِ السَّلام کو بہکانے لگا تو انہوں نے کہا: اگر میرے ابو جان اللہ پاک کے حکم پر مجھے قربان کرنے لے جارہے ہیں تو بہت اچھا کر رہے ہیں۔ دادی! پھر کیا حضرت ابراہیم علیہِ السَّلام نے اپنے پیارے بیٹے کو قربان کر دیا؟ ننھے میاں درمیان میں بول پڑے، دادی نے کہا: حضرت ابراہیم علیہِ السَّلام نے جیسے ہی حضرت اسماعیل علیہِ السَّلام کو زمین پر لٹا کر ان کے گلے پر چھری چلائی تو چھری نے اپنا کام نہ کیا یعنی گلا نہ کاٹا ایک

آواز آئی: ”اے ابراہیم بے شک تو نے خواب سچ کر دکھایا ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو۔“ ادھر اللہ پاک کے حکم سے حضرت جبرئیل علیہِ السّلام جنّت سے ایک دُنبہ لے آئے اور دُور سے اُونچی آواز میں کہا: اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، جب حضرت ابراہیم علیہِ السّلام نے یہ آواز سُنی تو اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور جان گئے کہ اللہ پاک کی طرف سے آنے والی آزمائش کا وقت گزر چکا ہے اور بیٹے کی جگہ اب اس دنبے کو قربانی کے لئے بھیجا گیا ہے اس کے بعد اس دنبے کو قربان کر دیا گیا۔

(صراط الجنان، 8/332تا335، بیٹا ہو تو ایسا، ص 2تا14 ملخصاً)

ننھے میاں دیکھا آپ نے! حضرت ابراہیم علیہِ السّلام نے اللہ پاک کے حکم کے آگے اپنا سر جھکا دیا اور پیارے بیٹے کو بھی قربان کرنے سے پیچھے قدم نہیں ہٹایا، ان کی قربانی اور جذبہ ہمیں سمجھاتا ہے کہ ہم بھی اللہ کی راہ میں اپنی پیاری چیز خوشی خوشی قربان کریں۔ دادی جان! اب مجھے سمجھ میں آگیا ہے کہ مجھے بھی اپنا پیارا ”سونو“ اللہ پاک کو خوش کرنے کیلئے قربان کرنا چاہئے، ننھے میاں نے سر ہلاتے ہوئے کہا تو دادی نے پوچھا: اور اس بکرے کی کھال کا کیا کریں گے؟ ننھے میاں نے فوراً کہا: جس طرح پچھلے سال بکرے کی کھال دعوتِ اسلامی کو دی تھی اسی طرح اس سال بھی کھال دعوتِ اسلامی کو دیں گے۔ دادی نے خوش ہو کر ننھے میاں کو اپنے سینے سے لگا لیا۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

سوال: اسلام میں حج کب فرض ہوا؟

جواب: 9 ہجری میں۔ (بہار شریعت، 1/1036)

سوال: کعبہ شریف کے کتنے کونے ہیں اور ان کے نام کیا ہیں؟

جواب: چار کونے ہیں: رُکنِ اَسوَد، رُکنِ شامی، رُکنِ یمانی اور رُکنِ عراقی۔ (رفیق الحرمین، ص60 ماخوذاً)

سوال: چار مشہور کتابیں کون کونسی زبانوں میں نازل ہوئیں؟

جواب: تورات اور زبور عِبرانی میں، اِنجیل سُریانی میں جبکہ قراٰنِ پاک عربی زبان میں نازل ہوا۔ (ہمارا اسلام، ص99)

سوال: جنّت کے دروازے کتنے ہیں؟

جواب: آٹھ۔ (شعب الایمان، 1/348)

سوال: جنّت کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: آٹھ: دارُ الْجَلال، دارُ السَّلام، دارُ الْقَرار، جَنَّۃُ عَدْن، جَنَّۃُ الْمَاْوٰی، جَنَّۃُ الْخُلْد، جَنَّۃُ الْفِرْدَوس اور جَنَّۃُ النَّعِیم۔ (روح البیان، پ1، البقرۃ، تحت الآیۃ:25، 1/82)

سوال: فرشتوں کو اللہ پاک نے کس چیز سے پیدا فرمایا؟

جواب: نُور سے۔ (مسلم، ص1221، حدیث:7495)

سوال: فرشتے کیا کھاتے ہیں؟

جواب: کچھ نہیں کھاتے۔

(تفسیر طبری، پ12، ھود، تحت الآیۃ:70، 7/71، حدیث:18328)

مسجد میں داخل ہونے کا طریقہ

مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے سیدھا قدم مسجد میں رکھیں اور یہ دعا پڑھیں اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ ترجمہ: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھ پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

(مسلم، ص281، حدیث:1652)

مسجد سے باہر نکلنے کا طریقہ

مسجد سے باہر نکلیں تو پہلے اُلٹا قدم باہر نکالیں اور یہ دعا پڑھیں اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ ترجمہ: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔ (مسلم، ص281، حدیث:1652)

دَارُالْاِفْتَاء اَہلِسُنَّت

دار الافتاء اہلِ سنّت (دعوتِ اسلامی) مسلمانوں کی شرعی راہنمائی میں مصروفِ عمل ہے، تحریری، زبانی، فون اور دیگر ذرائع سے ملک و بیرونِ ملک سے ہزارہا مسلمان شرعی مسائل دریافت کرتے ہیں، جن میں سے منتخب فتاویٰ ذیل میں درج کئے جارہے ہیں۔

حجِ بدل کرنے والے کا فرض حج ادا ہو گا یا نہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے کے بارے میں کہ کیا حجِ بدل کرنے والے کا، فرض حج ادا ہو جاتا ہے یا جب اس میں حج کی شرائط پائی جائیں گی، پھر سے حج کرنا ہو گا؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

حجِ بدل کرنے والے کا اپنا فرض حج ادا نہیں ہوتا بلکہ جس کی طرف سے حجِ بدل کیا جارہا ہو، اسی کا حج ادا ہو گا نیز یہ مسئلہ بھی یاد رکھیں کہ جس شخص پر اپنا حج فرض ہو، اسے حجِ بدل کے لئے بھیجنا مکروہِ تحریمی، ناجائز ہے، بلکہ حکم یہ ہے کہ وہ شخص دوسرے کی طرف سے حجِ بدل کی بجائے اپنا فرض حج ادا کرے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ ایسے شخص کو حجِ بدل کے لئے بھیجا جائے جس نے اپنا فرض حج ادا کر لیا ہو جبکہ ایسے شخص کو بھیجنا جس پر ابھی حج فرض نہیں ہوا یہ بھی جائز ہے لیکن ایسے شخص کے پاس جب استطاعت و حج کی دیگر شرائط موجود ہوں گی، تو حج فرض ہو جائے گا۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مجیب	مصدق
ابو حذیفہ محمد شفیق عطاری مدنی	مفتی محمد قاسم عطاری

مِنیٰ میں پانچ نمازیں اور حج سے قبل وقوف کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مِنیٰ میں وقوف اور پانچ نمازیں پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

آٹھ ذوالحجہ کی نمازِ ظہر سے لے کر نویں ذوالحجہ کی نمازِ فجر تک پانچ نمازیں مِنیٰ میں پڑھنا اور آٹھ اور نو ذوالحجہ کی درمیانی رات مِنیٰ میں گزارنا سنتِ مؤکدہ ہے۔ اگر کوئی اس سنّت کو ترک کردے تو وہ اِساءَت کا مرتکب ہو گا۔ فی زمانہ بعض مُعلّم عرفہ کی پوری رات مِنیٰ میں گزارنے اور فجر کی نماز مِنیٰ میں پڑھنے کا موقع نہیں دیتے رات ہی میں عرفات پہنچا دیتے ہیں بوڑھے افراد یا فیملی والوں کا اپنے طور پر اگلے دن فجر پڑھ کر عرفات کے لئے جانا بہت سخت دِقّت کا کام ہے۔ جوان افراد میں سے بھی جو پہلی بار گیا ہے وہ بھی اکیلا عرفات پہنچ کر اپنے خیمہ تک پہنچ جائے یہ بہت مشکل ہوتا ہے لہٰذا ایسی صورت میں بامرِ مجبوری قافلے کے ساتھ ہی عرفات کی طرف نکلا جاسکتا ہے۔ واضح ہو کہ یہاں حرج کی وجہ سے سنّتِ مؤکدہ کے ترک کی خاص موقع پر اجازت دی گئی ہے۔ حج کے بعد بہت سارے لوگ محض آرام طلبی کے لئے مِنیٰ کی راتیں عزیزیہ یا اپنے ہوٹل میں کہیں اور گزارتے ہیں وہ بُرا کرتے ہیں وہاں رخصت کی

گنجائش نہیں۔

وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوۡلُہٗ اَعۡلَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کتبـــــــــــــــــہ

ابو محمد علی اصغر عطاری مدنی

کیا نفلی طواف کے بعد بھی نوافل پڑھنا ضروری ہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ طوافِ عمرہ کے علاوہ جو نفلی طواف کیا جائے اس کے بعد بھی مقامِ ابراہیم پر نوافل ادا کرنا ضروری ہے اور کسی اور جگہ یہ نوافل پڑھے جاسکتے ہیں؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَاب

طواف یعنی کعبہ شریف کے گرد سات چکر بہ نیتِ عبادتِ طواف لگانے پر دو رکعت نمازِ طواف پڑھنا واجب ہے چاہے وہ کوئی بھی طواف ہو لہٰذا نفلی طواف کے بعد بھی دو رکعت نمازِ طواف ادا کرنا واجب ہے، یہ نماز مقامِ ابراہیم پر ہی پڑھنا ضروری نہیں ہے البتہ افضل یہ ہے کہ مقامِ ابراہیم کے قُرب میں اس کے پیچھے کھڑا ہو کر پڑھے کہ مقامِ ابراہیم اس کے اور کعبہ شریف کے درمیان ہو۔ مقامِ ابراہیم کے بعد اس نماز کے لئے سب سے افضل جگہ خاص کعبۂ معظمہ کے اندر پڑھنا ہے، پھر حطیم میں میزابِ رحمت کے نیچے، اس کے بعد حطیم میں کسی اور جگہ، پھر کعبۂ معظمہ سے قریب تر جگہ میں، پھر مسجد الحرام میں کسی جگہ، پھر حرمِ مکّہ کے اندر جہاں بھی ہو، اس کے بعد کسی جگہ کو فضیلت نہیں البتہ اگر بیرونِ حرم پڑھ لی تب بھی ادا ہو جائے گی مگر کراہتِ تنزیہی کے ساتھ۔ (شرح لباب المناسک لملا علی قاری، ص156) فی زمانہ طواف کا دائرہ بہت وسیع ہوتا ہے اور مقامِ ابراہیم کے مقابل نمازِ طواف پڑھنا رَش کے اوقات میں بہت ہی مشکل ہوتا ہے بعض لوگ تو صرف اس فضیلت کو حاصل کرنے کے لئے طواف کرنے والوں کے درمیان ہی کھڑے ہو کر نیت باندھ لیتے ہیں جس سے طواف کرنے والوں کو دھکے پڑتے ہیں اور لوگ گر بھی جاتے ہیں۔ ایک عمل میں جب وُسعت رکھی گئی ہے اور پوری مسجدِ حرام میں کہیں بھی نمازِ طواف پڑھنے کی رخصت ہے تو رَش کے اوقات میں رخصت پر عمل کیا جائے ہاں جب رَش نہ ہو اور موقع ملے تو مقامِ ابراہیم پر پڑھنے کی سعادت حاصل کی جائے۔

وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوۡلُہٗ اَعۡلَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کتبـــــــــــــــــہ

ابو محمد علی اصغر عطاری مدنی

قربانی کے جانور کا سینگ ٹوٹنا کب عیب شمار ہوتا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ ایک جانور خریدنے کا ارادہ ہے، مگر اس کا سینگ ٹوٹا ہوا ہے۔ اس کے مالک سے پوچھا، تو اس نے بتایا کہ ایک سینگ ٹوٹ گیا تھا، دوسرے کو بھی ہم نے شروع سے ہی نکال دیا تھا، تو کیا ایسے جانور کی قربانی ہو سکتی ہے، جبکہ جانور کے سر پر کچھ بھی محسوس نہیں ہوتا اور نہ ہی سر پر اب کسی طرح کا کوئی زخم ہے۔ راہنمائی فرمائیں؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں اس جانور کی قربانی جائز ہے، سینگ کا ٹوٹنا اس وقت عیب شمار ہوتا ہے، جبکہ جڑ سمیت ٹوٹ جائے اور زخم بھی ٹھیک نہ ہوا ہو، لہٰذا اگر کسی جانور کا سینگ جڑ سمیت ٹوٹ جائے اور زخم بھر جائے، تو اب اس کی قربانی ہو سکتی ہے، کیونکہ جس عیب کی وجہ سے قربانی نہیں ہو رہی تھی، وہ عیب اب ختم ہو چکا ہے، لہٰذا اس کی قربانی ہو جائے گی۔

وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوۡلُہٗ اَعۡلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مصدق	مجیب
مفتی محمد قاسم عطاری	ابو حذیفہ محمد شفیق عطاری مدنی

دارُالافتاء اہلسنت

بے وضو کئے گئے طواف کا اِعادہ کرنے سے دَم ساقِط ہو گیا یا نہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں نے حالتِ حدث میں (یعنی بے وضو) طوافِ زیارت کرلیا تھا۔ پھر اس طواف کا اعادہ (یعنی اسے دوبارہ) بھی کرلیا لیکن اس مسئلہ کا علم مجھے بارہ ذی الحج کے بعد ہوا اور اعادہ بھی میں نے بارہ ذی الحج کے بعد کیا تو پوچھنا یہ ہے کہ بارہ ذی الحج کے بعد اعادہ کرنے سے میرا دَم ساقط ہوا یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

حالتِ حدث میں طواف کرنے سے آپ پر دَم[1] واجب ہوگیا لیکن اس طواف کا جب آپ نے اعادہ کرلیا، اعادہ چاہے بارہ ذی الحج کے بعد کیا، بہر حال دَم ساقط ہوگیا کیونکہ حدث کی حالت میں کیے گئے طواف کا مطلقاً یعنی بارہ ذی الحج سے پہلے یا بعد جب بھی اعادہ کرلیا جائے، دَم ساقط ہو جاتا ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مجیب	مصدق
محمد سرفراز اختر عطاری	مفتی فضیل رضا عطاری

نفلی طواف ادھورا چھوڑ دیا تو کیا کریں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عمرہ وغیرہ سے فارغ ہو کر بغیر احرام باندھے میں نے اپنے مرحومین کے ایصالِ ثواب کے لئے چار طواف کیے لیکن ہر مرتبہ ہر طواف کے صرف چار، چار پھیرے کیے، وقت کی کمی کی وجہ سے تین، تین پھیرے چھوڑ دیئے اور اب پاکستان واپس آچکا ہوں۔ اس صورت میں کیا حکم ہے؟ کوئی دَم یا صدقہ وغیرہ تو لازم نہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

نفلی طواف جب شروع کر دیا جائے تو مثلِ نماز اس کا پورا کرنا واجب ہو جاتا ہے، اس کو ادھورا چھوڑ دینا ناجائز و گناہ ہے۔ لہٰذا ہر طواف میں تین، تین پھیرے چھوڑنے کی وجہ سے آپ گناہ گار ہوئے، اس کی توبہ آپ پر واجب ہے۔ نیز طوافِ قدوم[2] کی طرح نفلی طواف اگر شروع کر کے اس کے اکثر یعنی چار یا اس سے زائد پھیرے ترک کر دیئے جائیں تو دَم لازم ہوتا ہے اور اگر اقل یعنی چار سے کم ایک، دو یا تین پھیرے ترک کر دیئے جائیں تو صدقہ لازم ہو گا اور دونوں صورتوں میں رہ جانے والے پھیرے اگر مکمل کر لئے تو پہلی صورت میں دَم اور دوسری صورت میں صدقہ ساقط ہو جائے گا۔ لہٰذا صورتِ مستفسرہ (یعنی پوچھی گئی صورت) میں چار نفلی طوافوں میں اکثر سے کم یعنی تین، تین پھیرے چھوڑنے کی وجہ سے آپ پر چار صدقات لازم ہیں، اگر ممکن ہو تو آپ واپس جائیں اور چاروں طوافوں کے رہ جانے والے بقیہ پھیرے پورے کر لیں، اس سے آپ پر لازم ہونے والے صدقات، ساقط ہو جائیں گے اور اگر واپس جا کر رہ جانے والے پھیرے پورے نہیں کرتے تو چار صدقات فقراءِ شرعیہ کو ادا کریں۔ صدقہ سے مراد ایک صدقہ فطر کی مقدار ہے یعنی گندم یا اس کا آٹا یا ستو نصف صاع (2 کلو سے 80 گرام کم) یا اس کی قیمت ہے اور جَو یا کھجور ایک صاع (4 کلو سے 160 گرام کم) یا اس کی قیمت ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مجیب	مصدق
محمد سرفراز اختر عطاری	مفتی فضیل رضا عطاری

---

(2) مکۂ معظمہ میں داخل ہونے پر کیا جانے والا وہ پہلا طواف جو کہ "افراد" یا "قِران" کی نیت سے حج کرنے والوں کے لئے سنتِ مؤکدہ ہے۔

اِضْطِباع کی حالت میں نماز پڑھنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ طواف میں اِضْطِباع کیا پھر طواف کے بعد اسی حالت میں نماز پڑھ لی تو کیا نماز ہو گئی؟

سائل: محمد مقصود (کراچی)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

طواف پورا ہونے کے بعد طواف کرنے والے کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ اپنا کندھا جو کہ طواف کرتے ہوئے اضطباع کی سنّت کی ادائیگی کے لئے کھولا تھا، اس کو احرام کے کپڑے سے چھپا لیں، اگر کندھا کھلا ہونے کی حالت میں نماز پڑھی تو نماز مکروہِ تنزیہی ہوئی جس کا اعادہ مستحب ہے کیونکہ وہ لباس جس میں آدمی مُعَزَّزِین کے سامنے پہن کر نہ جاتا ہو اس میں نماز مکروہِ تنزیہی ہوتی ہے جیسے پاجامے کے اوپر صرف بنیان پہن کر معززین کے سامنے جانا معیوب سمجھا جاتا ہے اور بنیان پہن کر نماز مکروہِ تنزیہی ہوتی ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم

کتبـــــــــــــہ

ابو الصالح محمد قاسم القادری

حلق کروانے سے پہلے نئے احرام کی نیت کرنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص عمرے میں طواف و سعی کرنے کے بعد حلق کروانے سے پہلے ہی بیرونِ حرم جاکر دوبارہ نئے احرام کی نیّت کرکے آگیا، اور پھر کسی نے بتایا کہ تمہیں تو پہلے حلق کروانا چاہئے تھا تو اس نے پہلے حلق کروادیا اور پھر اس دوسرے عمرے کے ارکان یعنی طواف، سعی کی اور آخر میں پھر حلق کروادیا تو اب ایسے شخص پر کتنے دم لازم ہوں گے؟ سائل: (کراچی)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورتِ مسئولہ میں اس پر دو دَم لازم ہیں۔ ایک تو حلق سے پہلے احرامِ عمرہ باندھنے کا اور دوسرا دَم دوسرا احرام باندھنے کے بعد اس کے پورا ہونے سے پہلے ہی سَر کا حلق کروانے کی وجہ سے۔ نیز ایک احرام سے فارغ ہونے سے پہلے ہی دوسرے عمرے کا احرام شروع کرنے اور حالتِ احرام میں سَر منڈانے کی وجہ سے یہ شخص گنہگار بھی ہوا ہے اس سے توبہ بھی لازم ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم

مُجِیْب	مُصَدِّق
ابو حذیفہ محمد شفیق العطاری المدنی	ابو الصالح محمد قاسم القادری

طواف یا سعی کے دوران کچھ دیر آرام کرنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ طواف یا سعی کے دوران تھکن کی وجہ سے کچھ دیر آرام کرسکتے ہیں؟ سائلہ: امِّ ہلال رضا (لائینز ایریا، کراچی)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

طواف اور سعی کے پھیرے لگانے میں ان کا پے در پے ہونا سنّت ہے اور بلا عذر ان میں فاصلہ کرنا مکروہ ہے۔ عذر سے مراد وضو کرنا یا جماعت قائم ہونا یا جنازہ آجانا یا پیشاب پاخانہ کی حاجت ہونا یا تھک جانا ہے۔ لہٰذا اگر طواف یا سعی کے چند چکر لگانے کے بعد تھکاوٹ محسوس ہوئی اور کچھ دیر آرام کرلیا پھر جہاں سے سعی یا طواف چھوڑا تھا وہاں سے دوبارہ شروع کردیا تو جائز ہے البتہ اگر بہت زیادہ فاصلہ کردیا ہو تو شروع سے کرنا مستحب ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم

کتبـــــــــــــہ

ابو الصالح محمد قاسم القادری

حالتِ احرام میں کپڑے یا ٹشو پیپر سے ناک صاف کرنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ حالتِ احرام میں زکام ہونے کی صورت میں کیا کپڑے یا ٹشو پیپر سے ناک صاف کر سکتے ہیں؟ نیز چہرے سے کپڑے کے ذریعے پسینہ صاف کرنے کا کیا حکم ہے؟

سائلہ: بنتِ دلارے (لائینز ایریا، کراچی)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

احرام کی حالت میں زکام ہو جائے تو کپڑے یا ٹشو پیپر سے اسے صاف نہیں کر سکتے، ایسے موقعے پر کپڑا ناک سے دور رکھتے ہوئے کچھ قریب کر کے اس میں ناک صاف کر لیا جائے، اسی طرح کپڑے وغیرہ سے پسینہ صاف کرنے کی بھی اجازت نہیں۔

مسئلے کی تفصیل یہ ہے کہ حالتِ احرام میں محرم پر لازم ہوتا ہے کہ وہ اپنا چہرہ کھلا رکھے، کسی بھی چیز سے نہ چھپائے خواہ وہ چیز کپڑا ہو یا کوئی اور چیز مثلاً ٹشو پیپر، ناک یا پسینہ صاف کرنے کے لئے جب کپڑا یا ٹشو پیپر چہرے کے کسی حصے مثلاً ناک یا پیشانی وغیرہ پر رکھیں گے تو چہرہ چھپ جائے گا جس کی محرم کو اجازت نہیں لہٰذا کپڑے اور ٹشو پیپر وغیرہ سے زکام ہونے پر ناک صاف کرنے اور پسینہ صاف کرنے کی اجازت نہیں۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کتبـــــــــــہ

ابو الصالح محمد قاسم القادری

مسجدِ نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسّلام میں نماز پڑھنے کی فضیلت

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسجدِ نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسّلام میں نماز پڑھنے کی فضیلت اسی حصّہ کے ساتھ خاص ہے جو نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے زمانہ میں موجود تھا یا اس حصّہ کو بھی شامل ہے جو نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی وفاتِ ظاہری کے بعد شامل کیا گیا؟

سائل: مجاہد رضوی (فیصل آباد)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

مسجدِ نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسّلام **میں نماز پڑھنے کی فضیلت اسی حصّہ کے ساتھ خاص نہیں جو نبیِّ کریم** صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم **کے زمانہ میں موجود تھا بلکہ اس حصّے کو بھی شامل ہے جو نبیِّ کریم** صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم **کی وفاتِ ظاہری کے بعد** مسجد میں شامل کیا گیا ہے جیسا کہ علامہ جلال الدّین السُّیوطی الشافعی (متوفی 911ھ) شرح سنن ابنِ ماجہ میں فرماتے ہیں: **وَالْمُخْتَارُ عِنْدَ الْجُمْهُوْرِ اَنَّ الْحُكْمَ بِالْمُضَاعَفَةِ يَشْمَلُ لِمَا زِيْدَ عَلَيْهِ**

ترجمہ: جمہور کے نزدیک مختار یہ ہے کہ (مسجدِ نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسّلام میں) زیادتیِ ثواب کا تعلق اس حصّے کے ساتھ بھی ہے جسکو مزید شامل کیا گیا ہے۔ (شرح سنن ابن ماجہ للسیوطی، ص101، باب المدینہ کراچی)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کتبـــــــــــہ

ابو الصالح محمد قاسم القادری

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! ماہنامہ فیضانِ مدینہ میں "خوابوں کی دنیا" کے نام سے نئے سلسلے کا آغاز کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں قارئین کی جانب سے موصول ہونے والے خوابوں میں سے منتخب خوابوں کی تعبیر بھی بتائی جائے گی۔ خواب کی تفصیلات بذریعہ ڈاک ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے پہلے صفحے پر دیئے گئے ایڈریس پر بھیجئے یا اس نمبر پر واٹس ایپ کیجئے۔
+923012619734

فرمانِ امیرِ اہلِ سنّت

عیب ڈھونڈنے کے شوقین "دوربین" کے بجائے "آئینے" میں دیکھیں۔

دارالافتاء اہلسنت

قربانی کے جانور میں عقیقے کا حصہ شامل کرنا

بغیر دانت والے بیل کی قربانی / سابقہ قربانی کی رقم کا حیلہ کرنا

دارالافتاء اہلِ سنّت (دعوتِ اسلامی) مسلمانوں کی شرعی راہنمائی میں مصروفِ عمل ہے، تحریراً، زبانی، فون اور دیگر ذرائع سے ملک وبیرونِ ملک سے ہزارہا مسلمان شرعی مسائل دریافت کرتے ہیں، جن میں سے پانچ منتخب فتاویٰ ذیل میں درج کئے جارہے ہیں۔

قربانی کے جانور میں عقیقے کا حصّہ شامل کرنا

سُوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے کے بارے میں کہ گائے، بھینس، اونٹ وغیرہ کی قربانی میں عقیقہ کا حصّہ شامل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ کیا عقیقہ کا حصہ شامل کرنے سے قربانی وعقیقہ ہوجائیں گے؟

بسمِ اللہ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

گائے، بھینس، اونٹ کی قربانی میں عقیقہ کا حصہ شامل کرنا جائز ہے اور عقیقہ کا حصّہ شامل کرنے سے قربانی اور عقیقہ دونوں ہوجائیں گے کیونکہ قربانی کے جانور میں دیگر واجبات یا نفل عبادت کی نیّت کرنا جائز ہے اور پھر چاہے 7 حصّوں میں سے صرف ایک ہی حصّہ میں قربانی کی نیّت ہو اور باقی حصّوں میں دیگر واجبات ونوافل کی نیّت ہو جیسے کفّارہ وعقیقہ کی نیّت، قربانی اور تمام واجبات ونوافل صحیح ہوجائیں گے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کتبــــــــــہ

ابو الصالح محمد قاسم القادری

بغیر دانت والے بیل کی قربانی

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس بارے میں کہ ایسا بیل جس کی عُمر تو پوری ہوچکی ہو لیکن ابھی تک اس کے دانت نہ نکلے ہوں، اس کی قربانی کرنے کا شرعاً کیا حُکم ہے؟

بسمِ اللہ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

ایسا بیل جس کی عمر اسلامی اعتبار سے دو سال مکمّل ہو اور اس میں قربانی سے مانِع (روکنے والا) کوئی بھی عیب نہ ہو تو اسکی قربانی بلاشبہ جائز ہے، اگرچہ ابھی تک اس کے سامنے والے دو بڑے دانت نہ نکلے ہوں (جن کی وجہ سے جانور کو عُرف میں "دوندا یعنی دو دانت والا" کہا جاتا ہے) کیونکہ شریعت کی طرف سے قربانی کے جانوروں کی مُقرّر کردہ عُمر کا پورا ہونا ضروری ہے، بڑے دانت نکلنا ضروری نہیں۔

البتّہ یہ یاد رہے کہ سامنے کے دو بڑے دانتوں کا نکلنا جانور کی عُمر پوری ہونے کی علامت ہے، کیونکہ اونٹ کے پانچ سال کی عُمر کے بعد، گائے وغیرہ کے دو سال بعد اور بکری وغیرہ کے ایک سال کے بعد ہی دانت نکلتے ہیں، اس سے پہلے نہیں، لہٰذا اگر کسی

جانور کے دانت نہ نکلے ہوں تو خریدنے سے پہلے اچھی طرح تسلّی کر لی جائے کہ اس کی عمر مکمل ہے یا نہیں، اگر شک ہو تو ایسے جانور کو قربانی کے لئے نہ خریدا جائے، خصوصاً اس دور میں کہ جس میں جھوٹ بول کر جانور بیچنا عام ہو چکا ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہُ تعالٰی علیہِ واٰلِہٖ وسلَّم

کتبـــــــــــہ

ابو الصالح محمد قاسم القادری

جس جانور کے سینگ نکال دیئے گئے ہوں اس کی قربانی

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کسی نے قربانی کا ایسا جانور خریدا جس کے سینگ جڑ سے نکال دیئے گئے تھے، پھر اس کا زخم بھر کر ٹھیک ہو گیا اور وہاں کھال(Skin) جڑ کر مکمل ٹھیک ہو گئی تو اب کیا ایسے جانور کی قربانی ہو جائے گی؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں ایسے جانور کی قربانی جائز ہے۔ تفصیل اس مسئلہ میں یہ ہے کہ جس جانور کا سینگ ٹوٹ گیا ہو، اگر سر کے اوپر والا حصہ ٹوٹا ہو جو ظاہر ہوتا ہے تو قربانی جائز ہے اور اگر سر کے اندر جڑ تک ٹوٹے تو قربانی جائز نہیں لیکن اس صورت میں اگر سر کا زخم بھر جائے جیسا کہ سوال میں ذکر کیا گیا ہے تو اب قربانی جائز ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہُ تعالٰی علیہِ واٰلِہٖ وسلَّم

کتبـــــــــــہ

عبدہ المذنب محمد فضیل رضا العطاری عفی عنہ الباری

سابقہ قربانی کی رقم صدقہ کرنا / قربانی کی رقم کا حیلہ کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ (1) اگر کسی شخص نے گزشتہ پانچ سال کی قربانیاں نہ کی ہوں جبکہ وہ اس پر واجب تھیں تو اب ہر قربانی کے بدلہ ایک بکرے کی ہی قیمت صَدَقہ کرے یا گائے کے حصّوں کے حساب سے 5 حصوں کی رقم صَدَقہ کرنا بھی جائز ہے؟ قربانی واجب تھی لیکن جانور یا حصہ وغیرہ نہیں خریدا تھا۔ (2) جس طرح زکوٰۃ کی رقم شرعی حِیلہ کرنے سے مَدْرَسہ کی تعمیر (Construction) میں لگائی جاسکتی ہے کیا اسی طرح پچھلی قربانیوں کی جو رقم ادا کرنا لازم ہے وہ حیلہ کے ذریعہ مَدْرَسہ کی تعمیر میں لگا سکتے ہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

(1) اگر کسی نے بِلاعُذْر پانچ سال تک قربانی نہیں کی تو وہ اِس واجب کو چھوڑنے کی وجہ سے گنہگار ہوا، اب اس سے توبہ بھی کرے اور اس پر ہر سال کی قربانی کے بدلہ ایک بکری کی ہی قیمت صَدَقہ کرنا واجب ہے، گائے کے حصوں کی قیمت صدقہ نہیں کر سکتے کہ کُتُبِ فِقہ میں اس صورت کا یہی حُکْم بیان کیا گیا ہے۔ (2) جی ہاں! گذشتہ سالوں کی قربانی کی رقم حِیلہ شرعِیّہ کے ذریعہ مدرسہ کی تعمیر وغیرہ پر لگا سکتے ہیں کیونکہ یہ صَدَقۂ واجِبہ ہے اور صدقاتِ واجبہ مثلاً زکوٰۃ اور صدقۂ فطر وغیرہ کا یہی حکم ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہُ تعالٰی علیہِ واٰلِہٖ وسلَّم

کتبـــــــــــہ

محمد ہاشم خان العطاری المدنی

چار افراد کا برابر برابر رقم ملا کر جانور قربان کرنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس بارے میں کہ اگر چار افراد مِل کر برابر برابر رقم ڈال کر ایک بڑا جانور مثلاً گائے خرید کر بہ نیّتِ قربانی ذَبح کریں تو ان کی قربانی ہو جائے گی یا نہیں حالانکہ بڑے جانور میں تو سات حصے ہوتے ہیں؟ نیز ان میں گوشت کی تقسیم کس طرح ہو گی۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورتِ مَسْئُولہ میں ان چار افراد کی قربانی ہو جائے گی کہ گائے، اونٹ وغیرہ جانوروں میں کم اَز کم ہر شخص کا ساتواں حصہ ہونا ضروری ہے اور اس سے زیادہ ہو تو حَرَج نہیں، گوشت وَزْن کر کے برابر برابر تمام شُرَکا میں تقسیم کیا جائے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہُ تعالٰی علیہِ واٰلِہٖ وسلَّم

کتبـــــــــــہ

محمد ہاشم خان العطاری المدنی

Dar-ul-ifta Ahl-e-sunnat

دارُالافتاء اہلِ سنّت

مفتی محمد ہاشم خان عطاری مدنی*

دارالافتاء اہلِ سنّت (دعوتِ اسلامی) مسلمانوں کی شرعی راہنمائی میں مصروفِ عمل ہے، تحریراً، زبانی، فون اور دیگر ذرائع سے ملک وبیرونِ ملک سے ہزارہا مسلمان شرعی مسائل دریافت کرتے ہیں، جن میں سے 6 منتخب فتاویٰ ذیل میں درج کئے جارہے ہیں۔

(1) نفل حج وعمرہ کب کرنا افضل ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے کے بارے میں کہ نفل حج وعمرہ کرنا افضل ہے یا کسی غریب مقروض تنگدست کی مدد کرنا؟ سائل: ذوالفقار علی (عارف والہ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

نفلی کاموں کے بارے قاعدہ یہ ہے کہ جس کی حاجت زیادہ ہو اور جس کا نفع زیادہ ہو وہ افضل ہوتا ہے لہٰذا اگر کسی محتاج شخص کو بہت زیادہ حاجت ہو تو اس کی مدد کرنا نفلی حج وعمرہ کرنے سے افضل ہے ورنہ نفلی حج وعمرہ صدقہ کرنے سے افضل ہے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(2) حِج اکبر کی تعریف کیا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ حِج اکبر کی تعریف کیا ہے؟

سائل: محمد خالد (شادباغ، مرکز الاولیاء، لاہور)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

حِج اکبر کے متعلق فقہاء کے مختلف اقوال ہیں اور مشہور قول یہ ہے کہ نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ وسلَّم نے جس دن حج فرمایا تھا اسے حِج اکبر کہا جاتا ہے اور چونکہ وہ حج جمعہ کے دن کیا گیا تھا تو نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کے حج کی یاد تازہ کرتے ہوئے مسلمان اس حج کو کہ جو جمعہ کے دن واقع ہو حِج اکبر کہتے ہیں۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(3) پہلے فرض حج کریں یا بیٹی کی شادی؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی شخص پر حج فرض ہو جائے مگر اسکی بیٹی جوان گھر میں ہو تو کیا اسے حج کرنے جانا چاہیے یا پہلے بیٹی کی شادی کرنی چاہیے بعض لوگ کہتے ہیں کہ پہلے بیٹی کا فرض ادا کرلیں پھر حج کو جائیں گے جبکہ بیٹی کے لیے ابھی رشتہ تلاش کر رہے ہوتے ہیں کیا اس وجہ سے حج میں تاخیر کرنا جائز ہے؟

سائل: محمد کاشف (اسلام پورہ، لاہور)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جس شخص پر حج فرض ہو چکا اس پر فرض ہے کہ اسی سال حج کو جائے بلا عذر شرعی اس سال حج نہ کرنا گناہ ہے اور فقہاء

نے جن اعذار کی وجہ سے حج کی ادائیگی فرض نہ ہونے کا حکم دیا ہے ان میں بیٹی کی شادی کو شمار نہیں کیا لہٰذا اس وجہ سے جو حج موخر کرے گا گناہ گار ہوگا چند سال تک نہ کیا تو فاسق ہے اور اس کی گواہی مردود مگر جب کریگا ادا ہی ہے قضا نہیں۔

بعض لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ اگر حج کرنے جائیں گے تو بچیوں کی شادی کے لیے پیسے نہیں بچیں گے تو یاد رہے کہ شادی کے لیے کثیر اخراجات کرنا نہ فرض ہے نہ لازم بلکہ بعض صورتوں میں گناہ جیسے گانے باجے اور ناجائز رسموں پر خرچ کرنا تو شریعت کے مطابق اور سادگی سے شادی کریں جس کے لیے کثیر مال ہونا کوئی ضروری نہیں دوسری بات یہ ہے کہ حج کرنا مُفْلِسی پیدا نہیں کرتا بلکہ حج تو غنی بناتا ہے لہٰذا حج کریں مقدّس مقامات پر جا کر دُعا کریں اللہ کریم بہتر اسباب پیدا فرمائے گا۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(4) پچھلے سالوں کی قربانی نہ کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ زید پر 17 سال سے قربانی واجب تھی مگر کم علمی کی وجہ سے اس نے نہیں کی، اب مسئلہ معلوم ہوا ہے تو قربانی کرنا چاہتا ہے ایسی صورت میں زید کیلیے شرعی حکم کیا ہے؟ قربانی کے ساتھ کوئی کفارہ بھی دینا ہوگا یا نہیں؟

سائل: محمد رضوان حسین (مرکز الاولیاء لاہور)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

زید پچھلے سالوں کی قربانی نہ کرنے سے گنہگار ہوا اس لیے زید پر توبہ کرنا اور ہر سال کی قربانی کے بدلے ایک بکری کی قیمت صدقہ کرنا واجب ہے یعنی 17 سال کی قربانی لازم ہے تو 17 بکریوں کی قیمت صدقہ کرے، اس کے علاوہ کوئی کفارہ نہیں۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(5) کیا ایصال ثواب کے لیے قربانی کرسکتے ہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ میں اپنی طرف سے قربانی ہر سال کرتا ہوں اس مرتبہ میں اپنی قربانی کے علاوہ اپنے والد صاحب کے ایصال ثواب کے لیے بھی ایک قربانی کرنا چاہتا ہوں عرض یہ ہے کہ کیا فوت شدہ کے ایصال ثواب کے لیے اس کی طرف سے قربانی ہوسکتی ہے؟

سائل: غلام مصطفی عطاری (اچھرہ، لاہور)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جی ہاں! فوت شدہ کو ایصال ثواب کرنے کے لیے اس کی طرف سے بھی قربانی ہوسکتی ہے کیونکہ قربانی کرنا ایک قربت (ثواب کا کام) ہے اور میت کی طرف سے بھی قربت ہوسکتی ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(6) زکوٰۃ اور قربانی کے نصاب میں فرق

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ قربانی کا نصاب کیا ہے؟ اور زکوٰۃ و قربانی کے نصاب میں کیا فرق کیا ہے؟

سائل: عبد القدیر جلالی (شادی پورہ، مرکز الاولیاء، لاہور)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

ضروریات زندگی سے زائد ساڑھے سات تولے سونا یا ساڑھے باون تولے چاندی یا اس کی مالیت کے برابر کسی بھی سامان، زمین، دوکان یا پیسوں کا مالک ہونا وجوب قربانی کا نصاب ہے۔

زکوٰۃ اور قربانی کے نصاب میں دو فرق ہیں قربانی کے نصاب میں مال نامی ہونا اور سال گزرنا شرط نہیں ہے جبکہ زکوٰۃ میں یہ دونوں شرطیں ہیں۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

دارالافتاء اہلسنّت

Dar-ul-ifta Ahl-e-sunnat

بارگاہِ رسالت میں لوگوں کے سلام پہنچانا

مفتی محمد قاسم عطّاری*

دارالافتاء اہلِ سنّت (دعوتِ اسلامی) مسلمانوں کی شرعی راہنمائی میں مصروفِ عمل ہے، تحریری، زبانی، فون اور دیگر ذرائع سے ملک وبیرونِ ملک سے ہزارہا مسلمان شرعی مسائل دریافت کرتے ہیں، جن میں سے چار منتخب فتاویٰ ذیل میں درج کئے جارہے ہیں۔

بارگاہِ رسالت میں لوگوں کے سلام پہنچانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ حج وعمرہ پر جاتے ہوئے بعض دوست احباب کہہ دیتے ہیں کہ میرا سلام نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں پیش کردینا تو کیا جب میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضری دوں تو ان کی طرف سے نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں سلام پیش کرنا مجھ پر واجب ہے یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورتِ مسئولہ میں اگر آپ جواب میں اس بات کا التزام کرلیتے ہیں کہ ہاں میں آپ کا سلام پیش کردوں گا تو یہ سلام آپ کے پاس امانت ہے اس امانت کو نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں پیش کرنا آپ پر واجب ہوگا اور اگر آپ اس بات کا التزام نہیں کرتے یعنی جواب میں یہ نہیں کہتے کہ ہاں میں آپ کا سلام پیش کردوں گا تو آپ پر سلام پیش کرنا واجب نہیں کیونکہ سلام پہنچانا اس وقت واجب ہوتا ہے کہ جب پہنچانے والا اپنے اوپر سلام پہنچانے کو قبول کرکے لازم کرلے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

حج فرض نہ تھا پھر بھی کرلیا تو!

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس بارے میں کہ میں نے تقریباً 24 سال کی عمر میں اپنے والدین کے ساتھ حج کیا تھا، لیکن اس وقت میں صاحبِ استطاعت نہیں تھا۔ اب میری عمر 32 سال ہے اور الحمدللہ صاحبِ استطاعت ہوں۔ پوچھنا یہ ہے کہ کیا اب مجھ پر دوبارہ سے حج کرنا فرض ہے؟

نوٹ: سائل نے وضاحت کی کہ اس نے 24 سال کی عمر میں جو حج کیا تھا، وہ مطلق حج کی نیت سے کیا تھا، حج فرض یا نفل کی کوئی نیت نہیں تھی؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں جب آپ نے 24 سال کی عمر میں مطلق حج کی نیت سے حج کرلیا تھا، تو اب آپ پر صاحبِ استطاعت ہونے کے باوجود حج فرض نہیں، کیونکہ جو شخص صاحبِ استطاعت نہ ہو اور وہ فرض حج کی یا مطلق حج کی نیت سے حج کرلے، تو اس کا فرض حج ادا ہوجاتا ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

حج فرض ہونے کے باوجود تاخیر کرنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ شوہر پر حج فرض ہے، مگر وہ کچھ سال اس وجہ سے حج نہ کرے کہ مزید رقم جمع ہو جائے اور بیوی کو بھی ساتھ لے جائے گا، کیونکہ عموماً لوگ بھی کچھ اچھا نہیں سمجھتے کہ شوہر اکیلا حج کرے اور بیوی کو ساتھ نہ لے جائے، تو اس وجہ سے حج میں تاخیر کرنا کیسا ہے؟

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں حج کی ادائیگی میں تاخیر کرنا، ناجائز و گناہ ہے، کیونکہ جب حج فرض ہو جائے، تو اب بلاعذر شرعی تاخیر کرنے کی اجازت نہیں اور بیوی کے حج کی رقم نہ ہونا یہ کوئی عذر نہیں ہے کہ جس کی وجہ سے حج مؤخر کیا جائے، لہٰذا شوہر پر حکم ہو گا کہ حج ادا کرے اور بیوی کے حوالے سے رقم کا انتظار نہ کرے۔ ہمارے معاشرے میں یہ عجیب دستور بنتا جا رہا ہے کہ شوہر اکیلا حج پر نہیں جا سکتا، جب تک بیوی کو نہ لے جائے اور بعض تو اسی وجہ سے اپنے فریضۂ حج کو ادا کرنے سے بھی قاصر رہتے ہیں، حالانکہ حدیث پاک میں اس کی سخت مذمّت ہے کہ حج کی استطاعت رکھنے والا بغیر کسی عذرِ شرعی کے حج ادا نہ کرے۔

فرض حج میں شریعتِ مطہرہ نے زوجہ کے لئے بھی شوہر کی اجازت ضروری نہیں رکھی، دیگر شرائط موجود ہوں، مَحرم ساتھ ہے تو وہ فریضۂ حج کو جائے۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

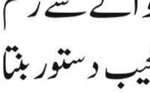

حرم سے باہر حلق کروانا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ میں نے عمرہ کیا اور آخر میں سر کے چوتھائی حصہ سے کم چند بال پکڑ کر کاٹ دیے اور احرام اُتار کر سلے ہوئے کپڑے پہن کر حرم سے باہر چلا گیا اور چار پہر سلے ہوئے کپڑے پہنے رکھے اور اس کے علاوہ کوئی اور مُنافیِ احرام کام نہیں کیا پھر حرم سے باہر کسی نے مجھے بتایا کہ تمہاری تقصیر صحیح نہیں ہوئی جس کی وجہ سے تم احرام سے باہر نہیں ہوئے تو اس وقت میں نے حرم سے باہر ہی حلق کروا دیا لیکن اب پوچھنا یہ ہے کہ کیا مجھ پر اب کوئی دَم یا صدقہ وغیرہ دینا لازم ہے یا نہیں؟

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں آپ پر دو دَم لازم ہیں کیونکہ حج و عمرہ کے اَرکان ادا کرنے کے بعد احرام سے باہر ہونے کے لئے حلق یا تقصیر یعنی سر کے چوتھائی حصے کے بال پورے کی مقدار اُتارنا واجب ہے۔ تو چوتھائی سے کم بال اتارنے کی وجہ سے تقصیر والا واجب ادا نہ ہوا، اسی وجہ سے آپ احرام سے باہر نہ ہوئے اور احرام کی حالت میں ہی چار پہر سلے ہوئے کپڑے پہننے کی وجہ سے ایک دَم آپ پر لازم ہوا، نیز حلق یا تقصیر کا حرم کے اندر ہونا واجب ہے اگر باہر کروائیں گے تو دَم لازم آئے گا لہٰذا اس وجہ سے آپ پر دوسرا دَم بھی لازم ہو گیا۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

عید کے دن فوت شُدہ مسلمانوں کو یاد رکھئے

منقول ہے: جو شخص عید کے دِن تین سو مرتبہ "سُبْحٰنَ اللہِ وَبِحَمْدِہٖ" پڑھے اور فوت شُدہ مسلمانوں کی اَرْواح کو اِس کا ایصالِ ثواب کرے تو ہر مسلمان کی قبْر میں ایک ہزار انوار داخِل ہوتے ہیں اور جب وہ پڑھنے والا خود مَرے گا، اللہ تعالیٰ اُس کی قبْر میں بھی ایک ہزار انوار داخِل فرمائے گا۔ (یہ وِرْد دونوں عیدوں میں کیا جا سکتا ہے) (مکاشفۃ القلوب، ص308)

دَارُالْاِفْتَاء اَہلسُنّت

دارالافتاء اہلِ سنّت (دعوتِ اسلامی) مسلمانوں کی شرعی راہنمائی میں مصروفِ عمل ہے، تحریری، زبانی، فون اور دیگر ذرائع سے ملک و بیرونِ ملک سے ہزار ہا مسلمان شرعی مسائل دریافت کرتے ہیں، جن میں سے چار منتخب فتاویٰ ذیل میں درج کئے جارہے ہیں۔

1 قربانی کے جانور سے منفعت حاصل کرنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ قبلِ ذبح قربانی کے جانور سے منفعت حاصل کرنا منع ہے اس سے کیا مراد ہے؟ نیز یہ بھی وضاحت فرمادیں کہ قربانی کے جانور سے منفعت کا حصول کب سے منع ہوگا؟

(سائل: صدام فیضانی)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جس جانور پر قربانی کی نیت کرلی جائے تو اس سے اب کسی بھی قسم کی منفعت (یعنی فائدہ) حاصل کرنا جائز نہیں، کیونکہ وہ جانور اپنے تمام اجزاء کے ساتھ قربت (یعنی نیکی) کیلئے متعین ہوچکا ہے اور یہ قربت اسی وقت حاصل ہوگی جب اللہ عزوجل کے نام پر اس جانور کا خون بہایا جائے، لہٰذا جب تک جانور سے یہ اصل غرض حاصل نہ ہوجائے تب تک اس سے ہر قسم کا انتفاع (Obtaining benefit) مکروہ وممنوع ہے۔ رہی یہ بات کہ اس منفعت سے کیا مراد ہے؟ تو اس سے مراد اپنے کسی کام کے لئے اس جانور سے فائدہ اٹھانا ہے۔ فقہائے کرام نے اس کی کئی مثالیں بیان کی ہیں، جیسے اپنے کسی کام کے لئے قربانی کے جانور کے بال کاٹ لینا، اس کا دودھ دوہنا، اس کی اون اور دودھ کو بیچنا، اس پر سواری کرنا، اس پر کوئی چیز لادنا یا اس کو کرایہ پر دے دینا وغیرہ۔

البتہ یہ مسئلہ ذہن نشین رہے کہ اگر کسی شخص نے قربانی کے جانور کی اون کاٹ لی یا اس کا دودھ دوہ لیا تو اس پر لازم ہے کہ وہ اسے صدقہ کرے اور جانور کو اجرت پر دینے کی صورت میں وہ اجرت صدقہ کرے، اسی طرح قربانی کے جانور کو استعمال کرنے کی صورت میں اگر اس جانور میں کچھ کمی آگئی تو اس کمی کی مقدار میں رقم صدقہ کرے۔

(ردالمحتار، 9/544 ملتقطاً، حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار، 4/167، فتاویٰ رضویہ، 20/511، 512 ملخصاً، بہارِ شریعت، 3/347)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کتبــــــــــــــــہ

مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری مدنی

2 خصی کرنے کی وجہ سے ایک کپورا ضائع ہو جائے تو؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک بکرے کو خصی کیا گیا، خصی کرنے کے دوران اس کا ایک کپورا خراب ہوگیا، جس کو بعد میں نکالنا پڑا، لیکن وہ بکرا مکمل طور پر خصی ہوگیا۔ جس پر بعض لوگوں نے کہنا شروع کردیا، کہ اس کا چونکہ ایک کپورا نکالا گیا ہے، اس لیے اس کی قربانی

نہیں ہو سکتی۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ آیا اس ایک کپورے والے بکرے کی قربانی ہو سکتی ہے یا نہیں؟ شرعی راہنمائی فرما دیں۔
(سائل: محمد رمضان)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں خصی بکرے میں ایک کپورا کم ہونے کی وجہ سے اس کی قربانی جائز ہے، کیونکہ اگر کسی بکرے کے دونوں کپورے اور عضوِ تناسل کو بھی کاٹ لیا جائے، تو فقہائے کرام نے ایسے بکرے کی قربانی کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔ لہٰذا اگر بکرے کا ایک ہی کپورا نکالا گیا ہو، تو اس کی قربانی تو بدرجہ اولیٰ جائز ہو گی، کیونکہ خصی بکرے میں کپوروں کو کاٹنا، عیب نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے قربانی ناجائز ہو۔ اور جن لوگوں نے یہ کہا کہ ایسے خصی بکرے کی قربانی نہیں ہو سکتی، ان کا کہنا غلط ہے، اور ایسے لوگوں کو چاہیے بغیر علما سے پوچھے مسئلہ بتانے سے گریز کیا کریں، اور غلط مسئلہ بتانے کی وجہ سے توبہ بھی کریں۔ (فتاویٰ عالمگیری، 5/367، فتاویٰ رضویہ، 20/458)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کتبـــــــــــہ

مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری مدنی

3 قربانی کا جانور خریدنے کے بعد دیگر افراد کو شریک کرنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی صاحبِ نصاب یا شرعی فقیر شخص قربانی کی نیت سے گائے یا اُونٹ خرید لے تو کیا خریدنے کے بعد اس میں دیگر افراد کو شریک کر سکتا ہے؟ (سائل: محمد احمد، کراچی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

شرعی فقیر نے اگر قربانی کی نیت سے جانور خریدا تو اس کے لئے وہ جانور متعین ہو گیا اب اس پر وہی جانور قربان کرنا واجب ہے نہ اسے بدل سکتا ہے اور نہ ہی اس میں کسی کو شریک کر سکتا ہے۔

البتہ اگر غنی نے جانور خریدا تو اس پر وہی جانور قربان کرنا واجب نہیں بلکہ وہ اسی کی مثل یا اس سے قیمتی جانور سے بدل بھی سکتا ہے اور اس میں دیگر افراد کو شریک بھی کر سکتا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اگر جانور خریدتے وقت اس کی نیت یہ تھی کہ اسے اپنی طرف سے ہی قربان کرے گا تو اب اس میں دیگر افراد کو شریک کرنا مکروہ ہے اگرچہ پھر بھی قربانی سب کی ہو جائے گی اور اگر خریدتے وقت ہی نیت تھی کہ کوئی شریک ملا تو شامل کر لوں گا تو اب کسی کو شریک کرنا بلا کراہت جائز ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری، 5/304، بہارِ شریعت، 3/351)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مجیب	مصدق
سید مسعود علی عطاری مدنی	ابو محمد علی اصغر عطاری مدنی

4 مسافر کی قربانی کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی صاحبِ نصاب شخص ایامِ نحر کے پہلے دو دن تک تو مقیم ہے لیکن آخری دن اس نے سفر کرنا ہے اور وہ سارا دن اس کا سفر میں گزر جائے گا تو کیا اس صورت میں اس پر قربانی واجب ہو گی یا نہیں؟ (سائل: محمد جمشید)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

قربانی کے واجب ہونے کیلئے قربانی کی دیگر شرائط کے ساتھ ساتھ چونکہ مقیم ہونا بھی شرط ہے اور قربانی میں وجوب یا عدمِ وجوب میں آخری وقت کا اعتبار ہے، لہٰذا اگر صاحبِ نصاب شخص آخری وقت میں مسافر ہو جاتا ہے تو قربانی اس پر واجب نہیں ہو گی۔ (بدائع الصنائع، 4/196، محیط برہانی، 6/87)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مجیب	مصدق
ابو محمد محمد فراز عطاری مدنی	ابو محمد علی اصغر عطاری مدنی

قربانی کے دنوں میں عقیقے کا ایک مسئلہ

مفتی فضیل رضا عطّاری*

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ سنا ہے کہ بڑی عید پر عقیقہ کرنا چاہیں تو ساتھ میں عید کے دنوں میں ہونے والی قربانی بھی کرنی ہوگی، اگر وہ قربانی نہیں کی تو عقیقہ بھی ادا نہیں ہوگا۔ کیا یہ مسئلہ درست ہے؟ وضاحت فرمادیں۔

سائل: محمد منصور عطاری (چکوال، پنجاب)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

سوال میں مذکور مسئلہ کہ "جو قربانی کے دنوں میں عقیقہ کرنا چاہے، اسے ساتھ میں عید کی قربانی بھی کرنی ہوگی، ورنہ عقیقہ ادا نہیں ہوگا" درست نہیں ہے، کیونکہ عقیقہ اور عید کی قربانی، دو مستقل جدا چیزیں ہیں، عقیقہ سنّتِ مستحبّہ ہے، اگر کوئی شخص باوجودِ قدرت عقیقہ نہیں کرتا تو وہ گناہ گار یا مستحق عِتاب نہیں، جبکہ قربانی شرائط متحقق ہونے کی صورت میں واجب اور اس کا بلاعذر ترک ناجائز و گناہ ہے لہٰذا یہ دو جدا چیزیں ہیں، ان میں سے ایک کی ادائیگی دوسرے پر ہرگز موقوف نہیں۔ ہاں دو قربانیاں کرنے کی ایک صورت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ مثلاً کسی پر شرعاً عید کی قربانی واجب ہے، اب وہ ان دنوں میں عقیقہ بھی کرنا چاہتا ہے تو اس صورت میں ظاہر ہے کہ اسے دو قربانیاں کرنی ہوں گی، ایک تو خود پر واجب قربانی کی نیت سے اور ایک عقیقہ کی نیت سے، ایسا شخص اگر صرف عقیقہ کرے، خود پر واجب قربانی ادا نہ کرے تو گناہ گار ہوگا اور اس کا اس طرح واجب قربانی چھوڑ کر ایک مستحب کام یعنی عقیقہ کرنا کوئی قابلِ تحسین عمل بھی نہیں بلکہ بہت بڑی غلطی ہے مگر اس صورت میں بھی عقیقہ ادا ہو جائے گا۔

العقود الدریۃ فی تنقیح الفتاوی الحامدیۃ میں عقیقہ سے متعلق فرمایا: "قال فی السراج الوهاج فی کتاب الاضحیۃ مانصه مسالة: العقیقة تطوع ان شاء فعلها وان شاء لم یفعل۔ سراج الوہاج، اضحیہ کے باب میں جو فرمایا، اس کی عبارت یہ ہے کہ مسئلہ: "عقیقہ نفل یعنی مستحب ہے اگر چاہے تو کرے اور اگر چاہے تو نہ کرے۔"

(العقود الدریۃ، 2/367)

قربانی سے متعلق متن تنویر الابصار اور شرح درمختار میں ہے: "(فتجب) التضحیة (علی حر مسلم مقیم موسر) یسار الفطرة (عن نفسه)۔ ملخصا" پس آزاد، مسلمان، مقیم کہ جو صدقۂ فطر کے نصاب کی طاقت رکھتا ہو، اس پر اپنی طرف سے قربانی کرنا واجب ہے۔ (تنویر و در مع ردالمحتار، 9/524، 521)

واجب قربانی کے بجائے دوسرے کی طرف سے نفلی قربانی کرنے والے سے متعلق صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: "واجب کو ادا نہ کرنا اور دوسروں کی طرف سے نفل ادا کرنا بہت بڑی غلطی ہے۔ پھر بھی دوسروں کی طرف سے جو قربانی کی، ہوگئی۔" (فتاویٰ امجدیہ، 3/315)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

احکامِ تجارت

Rulings of Trade

تاجروں کے لئے

مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری مدنی*

عمرہ پیکیج اور اُدھار؟

سوال: کوئی عمرے پر جانا چاہتا ہے مگر ایک بار اس کے ساتھ فراڈ ہو چکا ہے اب اس کی ہمت نہیں ہو رہی تو کیا میں اس کو اس طرح کہہ سکتا ہوں کہ آپ کے جو اخراجات ہیں ایک ٹکٹ کے 50 ہزار روپے اور دو ٹکٹوں کے ایک لاکھ روپے وہ میں دیتا ہوں عمرہ کرکے آنے کے بعد آپ مجھے دے دینا پھر وہ مجھے 90 ہزار میں خرچہ آئے یا 95 ہزار میں تو اس کے حوالے سے شرعی راہنمائی فرمادیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: اس مسئلے کی دو صورتیں ہیں: ایک صورت یہ ہے کہ آپ نے اس کے ساتھ احسان و بھلائی کے طور پر ایسا کیا کہ آپ عمرے پر چلے جاؤ، فی الحال میں پیسے دے دیتا ہوں جب آپ آؤ گے تو مجھے واپس دے دینا، اس صورت میں آپ اتنے ہی پیسے لیں گے جتنے خرچ ہوئے ہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ یہ آپ کا کاروبار ہے، کسٹمر کو زید کی دکان سے فراڈ ہوا تو وہ آپ کے پاس آگیا آپ بھی یہی کام کرتے ہیں اور آپ اسے کہتے ہیں کہ میں 50 ہزار کا پیکیج دے رہا ہوں، دو آدمیوں کا ایک لاکھ ہو جائے گا، پیسے آپ بعد میں دے دینا تو یہ صورت درست ہے۔ اور آپ اتنے ہی کا پیکیج بیچیں جو آپ کی لاگت ہے ضروری نہیں، اپنا نفع رکھ سکتے ہیں اور اگر آپ کو نقصان ہوتا ہے تب بھی گاہک پر اس کا بوجھ نہیں آئے گا۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

قربانی کے جانور کی کھال اُجرت میں دینا جائز نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ قربانی کا جانور ذبح کرنے والے قصاب کو ذبح کرنے اور گوشت بنانے کے بدلے قربانی کی کھال بطورِ اُجرت دے سکتے ہیں یا نہیں؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: قصاب کو اُجرت کے طور پر قربانی کے جانور کی کوئی چیز مثلاً گوشت، سری، پائے یا کھال وغیرہ دینا جائز نہیں بلکہ اس کے لئے الگ سے اُجرت طے کریں۔

علامہ علاؤالدین حصکفی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں:

لَايُعْطٰى اَجْرُ الْجَزَّارِ مِنْهَا لِاَنَّهٗ كَبَيْعٍ ترجمہ: ذبح کرنے والے کو قربانی میں سے کوئی چیز بطورِ اُجرت نہیں دے سکتے کیونکہ یہ بھی بیع (خرید و فروخت) ہی کی طرح ہے۔ (در مختار، 9/543)

اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ایک مقام پر قربانی کی کسی چیز کو اُجرت کے طور پر دینے کا حکم بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: اگر یہ اجرت قرار پائی تو حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 20/449)

صدر الشریعہ بدرالطریقہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: قربانی کا چمڑا یا گوشت یا اس میں کی کوئی چیز قصاب یا ذبح کرنے والے کو اجرت میں نہیں دے سکتا۔ (بہارِ شریعت، 3/346)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

دَارُالْاِفْتَاء اَہلِسُنَّت

دارالافتاء اہلِ سنّت (دعوتِ اسلامی) مسلمانوں کی شرعی راہنمائی میں مصروفِ عمل ہے، تحریری، زبانی، فون اور دیگر ذرائع سے ملک و بیرونِ ملک سے ہزار ہا مسلمان شرعی مسائل دریافت کرتے ہیں، جن میں سے چار منتخب فتاویٰ ذیل میں درج کئے جارہے ہیں۔

1 اگر جانور کے سینگ نکال دیئے گئے ہوں تو!

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک جانور خریدنے کا ارادہ ہے، مگر اس کا سینگ ٹوٹا ہوا ہے۔ اس کے مالک سے پوچھا، تو اس نے بتایا کہ ایک سینگ ٹوٹ گیا تھا، دوسرے کو بھی ہم نے شروع سے ہی نکال دیا تھا، تو کیا ایسے جانور کی قربانی ہو سکتی ہے، جبکہ جانور کے سر پر کچھ بھی محسوس نہیں ہوتا اور نہ ہی سر پر اب کسی طرح کا کوئی زخم ہے۔ راہنمائی فرمائیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں اس جانور کی قربانی جائز ہے، سینگ کا ٹوٹنا اس وقت عیب شمار ہوتا ہے، جبکہ جڑ سمیت ٹوٹ جائے اور زخم بھی ٹھیک نہ ہوا ہو، لہٰذا اگر کسی جانور کا سینگ جڑ سمیت ٹوٹ جائے اور زخم بھر جائے، تو اب اس کی قربانی ہو سکتی ہے، کیونکہ جس عیب کی وجہ سے قربانی نہیں ہو رہی تھی، وہ عیب اب ختم ہو چکا ہے، لہٰذا اس کی قربانی ہو جائے گی۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مُجِیب	مُصَدِّق
ابو حذیفہ محمد شفیق عطّاری مدنی	مفتی محمد قاسم عطّاری

2 کیا احرام باندھے بغیر میقات سے گزر سکتے ہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس بارے میں کہ ہماری کچھ دنوں بعد حج کے لئے روانگی ہے، ہم پہلے مدینہ پاک جائیں گے، پھر وہاں سے حج کے قریب مکہ شریف آئیں گے، تو اس کے لئے حج منسٹری والوں کی طرف سے یہ میسج آیا ہے کہ "آپ کی حج پرواز جدہ جائے گی، پھر وہاں سے بس کے ذریعے مدینہ منورہ جائیں گے، مدینہ میں قیام کے بعد آپ سنتِ نبوی کی روشنی میں احرام باندھ کر مکہ مکرمہ کے لئے بذریعہ بس روانہ ہوں گے، لہٰذا جدہ کے سفر کے لئے آپ احرام نہ باندھیں"، معلوم یہ کرنا ہے کہ جدہ تو میقات کے اندر ہے، تو کیا ہم میقات سے احرام کے بغیر گزر سکتے ہیں؟

سائل: محمد عدنان عطّاری (کہوٹہ، راولپنڈی)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں آپ میقات سے بغیر احرام باندھے گزر سکتے ہیں، کیونکہ اگر کوئی شخص مکہ (حدودِ حرم میں) جانے کے ارادے سے میقات سے گزرے، تو اس پر حج یا عمرے کا احرام باندھنا واجب ہوتا ہے، ایسے شخص کا میقات سے بغیر احرام کے گزرنا، دَم واجب ہونے کا سبب ہے، لیکن اگر میقات سے گزرتے ہوئے مکہ جانے کا ارادہ نہ ہو، بلکہ حدودِ حرم سے باہر ہی کسی جگہ مثلاً جدہ جانا ہو، تو اُس پر میقات سے گزرتے ہوئے احرام باندھنا ضروری نہیں اور آپ کا میقات سے گزرنا مکہ جانے کے لئے نہیں، بلکہ حدودِ حرم سے باہر

جدہ، پھر وہاں سے مدینہ شریف جانا ہے، لہٰذا میقات سے حج یا عمرے کا احرام باندھے بغیر گزر سکتے ہیں۔

اس کی نظیر یہ ہے کہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان مختلف اغراض کے لئے مدینہ شریف سے مقامِ بدر تشریف لاتے، جو میقات کے اندر ہے، لیکن میقات سے احرام نہیں باندھتے تھے۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کتبـــــــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطّاری

3 اگر مالدار شخص 12 ذوالحجہ کو سفر پر ہو تو قربانی کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مالدار مقیم پر قربانی واجب تھی پھر بارہ ذوالحجہ کی صبح بانوے کلومیٹر سے زائد سفر شرعی پر نکل گیا، کیا اب اس پر قربانی واجب رہی یا نہیں؟ نیز اگر اس نے قربانی کی نیت سے بکرا خرید لیا تھا، تو اب مسافر ہونے پر اسے فروخت کر سکتا ہے یا نہیں؟ سائل: محمد حامد سلطانی (فیصل آباد)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

سوال میں ذکر کردہ صورت کے مطابق اُس شخص پر قربانی واجب نہ رہی، کیونکہ قربانی کے وجوب کی شرائط میں سے ایک شرط مقیم ہونا بھی ہے، لہٰذا اگر وہ بارہ ذوالحجہ کی صبح مسافر ہوگیا اور قربانی کے آخری وقت یعنی غروبِ آفتاب تک مسافر شرعی ہی رہا، تو اب اس پر قربانی واجب نہ ہو گی اور اگر اس شخص نے قربانی کی نیت سے جانور خرید لیا تھا، تو اسے فروخت کر سکتا ہے، صدقہ کرنا واجب نہیں، کیونکہ مسافر شرعی بننے کی صورت میں اس پر قربانی واجب نہ رہی تھی۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مُجِیْب	مُصَدِّق
عبد الرب شاکر عطّاری مدنی	مفتی محمد قاسم عطّاری

4 غنی شخص کا قربانی کے لئے خریدا ہوا جانور مر گیا تو!

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک مالدار، غنی شخص نے قربانی کا جانور خریدا اور وہ قربانی سے پہلے مر گیا، تو کیا نیا جانور اتنی ہی قیمت کا لینا ضروری ہے یا پھر کم قیمت کا بھی لے سکتا ہے؟ راہنمائی فرمائیں۔ سائل: فیصل عطّاری (صدر کراچی)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں اس غنی شخص کو اختیار ہے کہ جو بھی قربانی کے قابل جانور ہو، اسے قربان کر سکتا ہے۔ پہلے جانور کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ یا کم قیمت والا لینا، سب کی اجازت ہے، کیونکہ جانور مر جانے کی صورت میں دوسرے کم قیمت والے جانور کی قربانی کرنے سے پہلے جانور سے کسی قسم کے منافع حاصل نہیں کیے جا رہے اور جب کسی قسم کے منافع حاصل نہیں کئے جا رہے، تو اب کم قیمت والے جانور کی قربانی میں بھی کوئی حرج نہیں، ہاں قربانی کے لئے خریدنے کے بعد غنی شخص اگر جانور بدلنا چاہے تو حکم یہی ہے کہ اس جانور سے اعلیٰ جانور سے بدلنے کی اجازت ہے، پہلے جانور کی مثل یا اس سے کم قیمت والے سے بدلنے کی اجازت نہیں، مگر مر جانے کی صورت میں یہ حکم نہیں ہے، بلکہ فقہائے کرام مطلقاً فرماتے ہیں کہ دوسرا کوئی جانور قربان کرے اور اپنا واجب ادا کرے، البتہ بہتر یہ ہے کہ اچھا، فربہ جانور ذبح کیا جائے۔

یاد رہے کہ یہ مسئلہ غنی کے پہلے جانور کے مر جانے کی صورت میں ہے، البتہ چوری یا گم ہونے اور ایامِ قربانی تک اسے دوبارہ مل جانے کی صورت میں مسئلہ جدا ہے۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مُجِیْب	مُصَدِّق
ابو حذیفہ محمد شفیق عطّاری مدنی	مفتی محمد قاسم عطّاری

آفس دار الافتاء اہلِ سنّت ملتان، پاکستان

دَارُالْاِفْتَاء اَھْلِسُنَّت

مفتی ابو محمد علی اصغر عطّاری مَدَنی*

1 کیا مرد پر احرام سے باہر ہونے کے لئے حلق کرانا ہی ضروری ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا اپنے وقت پر احرام سے باہر ہونے کے لئے مرد پر حلق کرانا ہی ضروری ہے یا قصر بھی کراسکتا ہے، اگر قصر کراسکتا ہے تو افضل عمل کیا ہے نیز قصر کی مقدار کتنی ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

مرد کے لئے احرام سے باہر ہونے کے لئے حلق کرانا ہی ضروری نہیں ہے، بلکہ اگر تقصیر کرانا ممکن ہو تو تقصیر کی بھی رخصت ہے، البتہ مرد کے لئے پورے سر کا حلق سنّت اور افضل عمل ہے، اور تقصیر کے ذریعہ احرام سے باہر ہونے کے لئے ضروری ہے کہ کم از کم چوتھائی سر کے بالوں میں سے ہر بال انگلی کے ایک پورے کے برابر یعنی تقریباً ایک انچ کاٹ لیا جائے، حلق کی طرح تقصیر میں بھی یہی سنت ہے کہ پورے سر کے بالوں کی تقصیر کی جائے، تقصیر میں مرد اور عورت دونوں کے لئے یہی حکم ہے۔

چوتھائی سر کی تقصیر کرنا ہو تو چوتھائی سر سے کچھ زیادہ حصے کے بال اور ایک پورے سے زائد کاٹ لینا چاہئے، تاکہ بال چھوٹے بڑے ہونے کی بنا پر یہ نہ ہو کہ چوتھائی سر کے بالوں کی تقصیر نہ ہوسکے۔ (المسلک المتقسط، ص324، الدرّ المختار وردّ المحتار، 3 / 738، 739 ملتقطاً، بہار شریعت 1 / 1142 ملتقطاً، 27 واجبات حج اور تفصیلی احکام، ص118)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

دورانِ حج و عمرہ کی جانے والی غلطیاں

ابو صفوان عطّاری مَدَنی*

حج اسلام کا ایک اَہم رُکن ہے، حج کے موقع پر لاکھوں مسلمان احرام کی حالت میں جمع ہوتے ہیں، ہر مسلمان کی زبان پر لَبَّیْك کی صدا ہوتی ہے، لاکھوں انسان دیوانہ وار کعبے کے گرد چکر لگاتے ہیں، صفا و مَروَہ کے درمیان سَعی کرتے ہیں، ایک خاص تاریخ (یعنی 9 ذوالحجۃ الحرام) کو مخصوص مقام پر (یعنی میدانِ عَرَفات میں) پورا شہر آباد ہوتا ہے، اَلغرض یہ ایک بڑا ہی پُرکیف موقع ہوتا ہے، تاہم اس مُقدّس فریضے کی ادائیگی میں ایک تعداد لاعلمی میں غلطیاں کرتی ہے۔ ذیل میں ان غلطیوں کی نشاندہی کی جارہی ہے تاکہ حج وعمرہ کو غلطیوں سے پاک اور محفوظ بنایا جاسکے۔

حالتِ احرام کی غلطیاں

❁ حالتِ احرام میں خوشبو لگانے اور کوئی خوشبودار چیز مثلاً لونگ، اِلائچی وغیرہ کھانے سے بہت زیادہ بچنے کا حکم ہے، بعض اوقات بیلٹ کی جیب میں عِطر کی شیشی ہوتی ہے اور جیب میں ہاتھ ڈالنے کے سبب عطر ہاتھوں میں لگ جاتا ہے، خوشبو اگر زیادہ لگ گئی تو دَم[1] اور کم لگی تو صَدَقہ[2] لازم ہوگا۔ یوں ہی اِحرام کی نیّت کے بعد گلاب کا ہار پہن لیا جاتا ہے حالانکہ گلاب کا پھول خالص خوشبو ہے، اگر اس کی مَہک لباس میں بس گئی اور کثیر (زیادہ) ہے اور چار پہر یعنی بارہ گھنٹے تک اس کپڑے کو پہنے رہا تو دم ہے ورنہ صدقہ اور اگر خوشبو تھوڑی ہے اور کپڑے میں ایک بالشت یا اس سے کم (حصے) میں لگی ہے اور چار پہر تک اسے پہنا رہا تو صدقہ اور اس سے کم پہنا تو ایک مٹھی گندم دینا واجب ہے۔ اور اگر خوشبو قلیل (یعنی تھوڑی) ہے لیکن بالشت سے زیادہ حصے میں ہے، تو کثیر (یعنی زیادہ) کا ہی حکم ہے یعنی چار پہر میں دم اور کم میں صدقہ اور اگر یہ ہار پہننے کے باوجود کوئی مہک کپڑوں میں نہ بسی تو کوئی کفارہ نہیں۔

❁ حالتِ احرام میں اوپر کی چادر بعض اوقات اس طرح دُرُست کی جاتی ہے کہ اپنے یا کسی دوسرے مُحْرِم کے سر اور چہرے پر لگتی بلکہ بعض اوقات تو اوڑھنے والے کے پورے سر کو چھپالیتی ہے اور کبھی دیگر مُحْرِموں کے مُنڈے ہوئے سر اس میں پھنس جاتے ہیں۔ بعض چھتری لے کر طواف کرتے ہیں جو دوسرے مُحْرِم کے سر پر لگتی رہتی ہے۔ یوں ہی اسلامی بہنیں پی کیپ نقاب لگاتی ہیں اور نقاب ان کے چہرے پر مَس (Touch) ہو رہا ہوتا ہے اور بعض اوقات تیز ہوا چلنے پر چہرے سے چپک بھی جاتا ہے۔ یاد رکھئے! کپڑے سے سر اور چہرے کو بچانے میں احتیاط نہ کی جائے تو بعض صورتوں میں دَم اور بعض میں صدقہ لازم ہو سکتا ہے، اب خواہ کپڑا جان بُوجھ کر لگے یا بھول کر یا کسی دوسرے کی غلطی کے سبب۔

طواف میں کی جانے والی غلطیاں

❁ دورانِ طواف حاجی صاحبان کی ایک تعداد کی پیٹھ یا سینہ کعبۂ مُشرّفہ کی جانب ہوتا رہتا ہے۔ یاد رکھئے! طَواف میں سینہ یا پیٹھ کئے جتنا فاصِلہ طے کیا اُتنے فاصلے کا اِعادہ یعنی دوبارہ کرنا واجِب ہے اور افضل یہ ہے کہ وہ پھیرا ہی نئے سِرے سے کرلیا جائے لیکن اگر اِعادَہ نہ کیا اور مکّے سے چلے آئے تو دَم لازم ہے۔

❁ اعضاءِ ستر کا چھپانا تمام حالات میں اور بِالخصوص طواف

---

(1) یعنی ایک بکرا۔ اس میں نر، مادہ، دُنبہ، بھیڑ، نیز گائے یا اونٹ کا ساتواں حصہ سب شامل ہیں۔

(2) یعنی صدقۂ فطر کی مقدار۔ آج کل کے حساب سے صدقۂ فطر کی مقدار 2 کلو میں 80 گرام کم گندم یا اس کا آٹا یا اس کی رقم یا اس کے دُگنے جَو یا کھجور یا اس کی رقم ہے۔

میں بہت ضروری ہے ورنہ بعض صورتوں میں دَم لازم ہو جائے گا۔ اسلامی بہنوں کو اس معاملے میں بہت احتیاط کی حاجت ہے کہ بعض اوقات حجرِ اَسود کا اِسْتِلام کرتے وقت چوتھائی کلائی اور کبھی تو پوری کلائی کھل جاتی ہے۔ اسی طرح کبھی بِھیڑ کے سبب اسکارف سَرَک جاتا ہے جس سے سر کے کچھ بال ظاہر ہو جاتے ہیں۔

❁ بعض حاجی صاحبان طواف میں تیز آواز سے دعائیں پڑھتے ہیں، یاد رکھئے! اتنی اونچی آواز سے پڑھنا جس سے دیگر طواف کرنے والوں یا نمازیوں کو تشویش یعنی پریشانی ہو مکروہِ تحریمی، ناجائز و گناہ ہے۔ یہاں وہ حضرات غور فرمائیں جن کے موبائل فونز سے دورانِ طواف ٹُونز بجتی رہتی اور عبادت گزاروں کو پریشان کرتی رہتی ہیں ان کو چاہئے کہ توبہ کریں۔

وُقوفِ عَرَفہ میں کی جانے والی غلطی

❁ وُقوفِ عَرفہ حج کا رُکنِ اعظم ہے، اس میں ایک بہت بڑی غلطی یہ کی جاتی ہے کہ میدانِ عَرَفات سے باہر وقوف کر لیا جاتا ہے اور جو شخص پورے وقت عرفات سے باہر رہا اس کا حج سرے سے ادا ہی نہیں ہوا لہٰذا اچّھی طرح دیکھ لیا جائے کہ وقوف میدانِ عرفات کی حُدود میں ہو رہا ہے یا نہیں۔

حج و عمرہ کی مُتفرّق غلطیاں

❁ حج و عمرہ ادا کرنے والوں کی ایک تعداد مکّہ پہنچ کر ایک عمرہ کرنے کے بعد مزید عمرے بھی کرتی ہے۔ ایک بار حَلْق ہو جانے کے باوجود دوبارہ بھی اُسْتَرہ لگوانا ضروری ہوتا ہے لیکن بعض صرف مشین پھروا لیتے ہیں اس طرح نہ تو حَلْق ہوتا ہے اور نہ ہی تَقْصِیر اور احرام بَدَستور باقی رہتا ہے، لہٰذا اس بات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

❁ بعض صاحبان مکروہ وقت جیسے زوال کے وقت میں کم عِلمی کے باعث طواف کی نماز پڑھ لیتے ہیں۔ واضح رہے کہ مشہور تین مکروہ اوقات میں پڑھنے سے یہ نماز ذِمّے سے ختم نہیں ہوتی بلکہ بدستور واجب رہتی ہے۔ اگر وطن واپس آگئے تو وطن میں ہی اس نماز کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔

❁ جس طواف کے بعد سَعی ہو اس کے ساتوں پھیروں میں اِضْطِباع یعنی سیدھا کندھا کُھلا رکھنا سنّت ہے، تاہم طواف مکمل ہوتے ہی کندھا ڈھانپ لینا چاہئے لیکن ایک تعداد اِسی حالت میں ہی طواف کی نماز پڑھ لیتی ہے حالانکہ کندھا کُھلا رکھ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

❁ بعض حاجی صاحبان یوں تو ہر جگہ دَندناتے پھرتے ہیں لیکن معمولی سی بیماری کے سبب دوسروں سے رَمْی کروالیتے ہیں، اسی طرح مرد بِلاعُذْر عورتوں کی طرف سے رَمْی کر دیا کرتے ہیں اور چونکہ رمی واجب ہے لہٰذا ترکِ واجب کے سبب اسلامی بہنوں پر دَم واجب ہو جاتا ہے لہٰذا اسلامی بہنوں کے لئے ضروری ہے کہ اپنی رمی خود ہی کریں۔

❁ بعض حضرات زیارت کے لئے طائف جاتے ہیں لیکن واپسی پر مِیقات سے عمرے کا اِحرام نہیں باندھتے جبکہ طائف میقات سے باہر ہے اور مکّۂ مُکرّمہ کی طرف میقات کے باہر سے آنے والے کے لئے عمرے کا اِحرام باندھنا ضروری ہوتا ہے۔ اگر کوئی بغیر احرام باندھے میقات کے باہر سے آجائے تو اس پر لازم ہے کہ وہ دوبارہ میقات جائے اور احرام باندھ کر آئے، اگر نہیں جاتا تو اس پر دَم لازم ہو گا۔

❁ حج و عمرہ کرنے والے صاحبان کو چاہئے کہ وہ مکّے مدینے میں ٹھہرنے کی مدّت کا جَدوَل علمائے اہلِ سنّت کو بتا کر ان سے پوچھ لیں کہ ہمیں کہاں قَصْر پڑھنی ہے، کہاں نہیں، یونہی عَرَفات و مُزْدَلِفہ میں بھی پوری نماز پڑھنی ہے یا قَصْر کرنی ہے، بعض اوقات جہاں پوری پڑھنی ہوتی ہے وہاں قصر کی جارہی ہوتی ہے۔ لہٰذا اس معاملے میں توجّہ دینے کی ضرورت ہے۔

یہ بطورِ نمونہ چند غلطیاں پیش کی گئی ہیں، مزید تفصیلات کے لئے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ کتاب **”بہارِ شریعت حصہ 6“**، **”رفیق الحرمین“** اور **”27 واجباتِ حج اور تفصیلی احکام“** کا مُطالعہ کیجئے، اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ حج و عمرہ کے درمیان ہر قسم کی غلطیوں سے ہماری حفاظت فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مدنی مذاکرے کے سوال جواب

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی، حضرت علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ مدنی مذاکروں میں عقائد، عبادات اور معاملات کے متعلق کئے جانے والے سوالات کے جوابات عطا فرماتے ہیں، ان میں سے چند سوالات وجوابات ضروری ترمیم کے ساتھ یہاں درج کئے جارہے ہیں۔

قربانی کے گوشت کے تین حصّے

سوال: کیا قربانی کے گوشت کے تین حصے کرنا ضروری ہے؟

جواب: مستحب ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کئے جائیں: ایک حصہ اپنے لئے، ایک حصہ رشتے داروں کے لئے اور ایک حصہ غریبوں کے لئے۔ (ماخوذ از فتاویٰ ھندیہ، 5/300)

اگر کوئی ایسا نہیں کرتا بلکہ سارا گوشت اپنے لئے رکھ لیتا ہے تب بھی جائز ہے۔

وَاللہُ اَعْلَمُ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم عَزَّوَجَلَّ وَ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صلَّی اللہ تعالٰی علٰی محمَّد

احرام کی چادر پر دوسری چادر اوڑھنا کیسا؟

سوال: کیا حالتِ احرام میں سوتے ہوئے احرام کی چادر کے اوپر کوئی اور چادر اوڑھ کر سو سکتے ہیں؟

جواب: اوڑھ سکتے ہیں، البتہ چہرے اور سر پر چادر وغیرہ اوڑھنا حرام ہے۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، 1/1078)

وَاللہُ اَعْلَمُ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم عَزَّوَجَلَّ وَ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صلَّی اللہ تعالٰی علٰی محمَّد

مُزدَلِفَہ کے معنٰی

سوال: مُزدَلِفَہ کے معنٰی بتادیجئے۔

جواب: مفسرِ شہیر، حکیم الاُمّت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: اس کے معنٰی ہیں: "قُرْب کی جگہ" چونکہ حاجی یہاں پہنچ کر اللہ سے قریب ہوتا ہے۔ (مراٰۃ المناجیح، 4/140)

پھر میسر ہو مجھے کاش! وقوفِ عرفات
جلوہ میں مزدلفہ اور منٰی کا دیکھوں

(وسائلِ بخشش مرمَّم، ص260)

وَاللہُ اَعْلَمُ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم عَزَّوَجَلَّ وَ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صلَّی اللہ تعالٰی علٰی محمَّد

ہرن کی قربانی کرنا کیسا؟

سوال: کیا ہرن کی قربانی ہوسکتی ہے؟

جواب: نہیں ہوسکتی کیونکہ ہرن جنگلی جانور ہے اور جنگلی جانور کی قربانی نہیں ہوتی۔ (فتاویٰ ہندیہ، 5/297) البتہ ہرن کا گوشت حلال ہے جبکہ ذبحِ شرعی سے حاصل ہو۔ ہرن کے گوشت کے کباب بڑے لذیذ ہوتے ہیں لیکن جو مزہ عشقِ رسول کی آگ میں جل کر دل کے کباب بَن جانے میں ہے وہ ہرن کے کباب میں بھی نہیں ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں:

جلی جلی بُو سے اس کی پیدا ہے سوزشِ عشقِ چشم والا
کبابِ آہو[1] میں بھی نہ پایا مزہ جو دل کے کباب میں ہے

(حدائقِ بخشش، ص180)

---

(1) یعنی ہرن کے کباب

مدنی مذاکرے کے سوال جواب

شیخِ طریقت، امیرِ اَہلِ سنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی، حضرتِ علّامہ مولانا ابو بِلال **محمد الیاس عطّار قادری رَضَوی** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ مدنی مذاکروں میں عقائد، عبادات اور معاملات کے متعلق کئے جانے والے سوالات کے جوابات عطا فرماتے ہیں، ان میں سے چند سوالات و جوابات ضروری ترمیم کے ساتھ یہاں درج کئے جا رہے ہیں۔

ایک بکرا پورے گھر کی طرف سے ذَبح کرنا کیسا؟

سوال: بعض لوگ قربانی میں ایک بکرا پورے گھر کی طرف سے ذبح کر دیتے ہیں تو کیا اس طرح کرنے سے پورے گھر کی طرف سے قربانی ادا ہو جائے گی؟

جواب: اگر کسی نے ایک بکرا پورے گھر کی طرف سے قربانی میں ذَبح کر دیا تو گھر کے کسی بھی فَرد کی طرف سے قربانی ادا نہیں ہو گی کیونکہ ایک بکرے کی قربانی صرف ایک ہی فرد کی طرف سے ادا ہوتی ہے۔ جیسے بچّوں کے ابّو پر قربانی واجب ہے تو اب ایک بکرا ان کی طرف سے ہی ذبح کیا جائے گا کسی اور کی اس میں نیّت نہیں کی جائے گی اور اگر بچّوں کی امّی پر بھی قربانی واجب ہے تو اب دونوں کی طرف سے دو بکرے الگ الگ ذبح کئے جائیں گے کیونکہ ایک بکرا دونوں کی طرف سے قربانی میں ذبح نہیں کیا جاسکتا، یہی مسئلہ بھیڑ اور دُنبے (Sheep) کا بھی ہے۔

وَاللہُ اَعْلَمُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم عَزَّوَجَلَّ وَصلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صلَّی اللہ تعالٰی علٰی محمَّد

قربانی کے لئے افضل دن

سوال: قربانی کے لئے افضل دن کون سا ہے؟

جواب: قربانی کے لئے افضل دن عید کا پہلا دن یعنی 10 ذوالحجۃ الحرام ہے البتّہ 11 اور 12 ذوالحجہ کو بھی قربانی کرنا جائز ہے مگر 12 ذوالحجہ کو غُروبِ آفتاب کے بعد قربانی نہیں کی جاسکتی۔

وَاللہُ اَعْلَمُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم عَزَّوَجَلَّ وَصلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صلَّی اللہ تعالٰی علٰی محمَّد

قربانی کے جانور پر سُواری کرنا کیسا؟

سوال: کیا قربانی کے جانور مثلاً اُونٹ (Camel) پر سُواری کرسکتے ہیں؟

جواب: قربانی کی نیّت سے جب کوئی جانور لے لیا جائے چاہے وہ اُونٹ ہو یا گائے، بکری وغیرہ اس پر سُواری کرنا مکروہ و ممنوع ہے۔ اگر کوئی قربانی کے جانور پر سُواری کرے تو اس کی وجہ سے جانور میں جو کچھ کمی آئے گی اُتنی مِقدار میں صَدَقہ کرنا پڑے گا۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، 3/347)

وَاللہُ اَعْلَمُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم عَزَّوَجَلَّ وَصلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صلَّی اللہ تعالٰی علٰی محمَّد

عَرَفات کا میدان اور وُقوف

سوال: عَرَفات کے میدان میں کس جگہ وُقوف کرنا (یعنی ٹھہرنا) افضل ہے؟

جواب: عَرَفات کا پورا میدان سوائے "بطنِ عُرَنہ" کے وُقوف کی جگہ ہے البتّہ جَبَلِ رحمت کے قریب وُقوف کرنا (یعنی ٹھہرنا) افضل ہے کیونکہ ہمارے پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِس کے قریب ہی وُقوف فرمایا تھا۔

ہو مجھ پہ کرم صَدقے سلطانِ دَنا کے
دِکھلا دے مَناظر مجھے عَرَفات ومنیٰ کے
کہتا تھا پھر اللہ مجھے حج پہ بلانا
اے عازِمِ طیبہ! میں طلبگارِ دعا ہوں

(وسائلِ بخشش مُرمَّم، ص263)

وَاللہُ اَعْلَمُ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم عَزَّوَجَلَّ وَصلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صلَّی اللہ تعالٰی علٰی محمَّد

قربانی کا جانور مَر جانے، گُم ہو جانے یا چوری ہو جانے کا مسئلہ

سوال: اگر کسی کا قربانی کا جانور مَر جائے، گُم ہو جائے یا چوری ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: بہارِ شریعت میں ہے: قربانی کا جانور مَر گیا تو غنی (یعنی صاحبِ نصاب) پر لازم ہے کہ دوسرے جانور کی قربانی کرے اور فقیر کے ذمّے دوسرا جانور واجب نہیں اور اگر قربانی کا جانور گُم ہو گیا یا چوری ہو گیا اور اس کی جگہ دوسرا جانور خرید لیا اب وہ مِل گیا تو غنی کو اختیار ہے کہ دونوں میں جس ایک کو چاہے قربانی کرے اور فقیر پر واجب ہے کہ دونوں کی قربانیاں کرے مگر غنی نے اگر پہلے جانور کی قربانی کی تو اگرچِہ اُس کی قیمت دوسرے سے کم ہو کوئی حرج نہیں اور اگر دوسرے کی قربانی کی اور اس کی قیمت پہلے سے کم ہے تو جتنی کمی ہے اتنی رقم صَدقہ کرے۔ ہاں اگر پہلے کو بھی قربان کر دیا تو اب وہ تَصَدُّق (یعنی صَدقہ کرنا) واجِب نہ رہا۔

(بہارِ شریعت،3/342)

وَاللہُ اَعْلَمُ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم عَزَّوَجَلَّ وَصلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صلَّی اللہ تعالٰی علٰی محمَّد

گونگے کا جانور ذبح کرنا کیسا؟

سوال: اگر گونگا شخص جانور ذبح کرے تو کیا وہ حلال ہو جائے گا؟

جواب: جی ہاں! مسلمان گونگے کا ذبیحہ حلال ہے۔

(ماخوذ از بہارِ شریعت،3/316)

وَاللہُ اَعْلَمُ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم عَزَّوَجَلَّ وَصلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صلَّی اللہ تعالٰی علٰی محمَّد

حج کی قربانی پاکستان میں کرنا کیسا؟

سوال: کیا حج کی قربانی پاکستان میں کروا سکتے ہیں؟

جواب: نہیں، حجِ تمتُّع اور حجِ قِران کرنے والوں پر واجب ہے کہ حدودِ حَرَم ہی میں حج کے شکرانے کی قربانی کریں، کہیں اور نہیں کروا سکتے۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، 1/1049)

وَاللہُ اَعْلَمُ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم عَزَّوَجَلَّ وَصلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صلَّی اللہ تعالٰی علٰی محمَّد

عید کی نماز اور قربانی

سوال: جس نے عید کی نماز نہ پڑھی ہو تو کیا اس کی قربانی ہو جائے گی؟

جواب: ہو جائے گی، قربانی کے لئے عید کی نماز پڑھنا شرط نہیں ہے۔ مگر یاد رکھئے! بلا عذرِ شَرعی عید کی نماز چھوڑنا ترکِ واجب اور گناہ ہے۔

وَاللہُ اَعْلَمُ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم عَزَّوَجَلَّ وَصلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صلَّی اللہ تعالٰی علٰی محمَّد

تکبیرِ تشریق

نویں (9) ذُوالحجۃ الحرام کی فجر سے تیرھویں (13) کی عصر تک پانچوں وقت کی فرض نمازیں جو مسجد کی جماعتِ اُولیٰ کے ساتھ ادا کی گئیں ان میں ایک بار بُلند آواز سے تکبیر کہنا واجب ہے اور تین بار افضل۔ (تبیین الحقائق،1/227) اسے تکبیرِ تشریق کہتے ہیں اور وہ یہ ہے: اَللہُ اَکْبَرُ اَللہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاللہُ اَکْبَرُ اَللہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

(تنویر الابصار مع ردالمحتار،3/71)

اس ماہنامے میں آپ کو کیا اچھا لگا! کیا مزید اچھا چاہتے ہیں! اپنے تأثرات، تجاویز اور مشورے ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے ای میل ایڈریس (mahnama@dawateislami.net) یا واٹس ایپ نمبر (+923012619734) پر بھیج دیجئے۔

مَدَنی مذاکرے کے سوال جواب

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی، حضرتِ علّامہ مولانا ابو بِلال محمد الیاس عطّاؔر قادِری رَضَوی دامت برکاتہم العالیہ مدنی مذاکروں میں عقائد، عبادات اور معاملات کے متعلق کئے جانے والے سوالات کے جوابات عطا فرماتے ہیں، ان میں سے 7 سوالات وجوابات ضروری ترمیم کے ساتھ یہاں درج کئے جارہے ہیں۔

1 مدینے میں فوت ہونے کی فضلیت

سوال: کیا مدینے میں فوت ہونے کی بھی کوئی فضیلت ہے؟

جواب: جی ہاں، تِرمذی شریف میں ہے: رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جس سے ہوسکے مدینے میں مرے تو مدینے ہی میں مرے کہ جو شخص مدینے میں مرے گا، میں اُس کی شَفاعت کروں گا۔ (ترمذی،5/483،حدیث:3943)[1] اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن فرماتے ہیں:

طیبہ میں مر کے ٹھنڈے چلے جاؤ آنکھیں بند
سیدھی سڑک یہ شہرِ شفاعت نگر کی ہے

(حدائقِ بخشش، ص222)

وَاللہُ اَعْلَمُ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم عَزَّوَجَلَّ وَصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صلَّی اللہ تعالیٰ علٰی محمَّد

2 حج کا خطبہ سننے کا حکم

سوال: اگر کوئی حج کا خطبہ نہ سُن سکے تو کیا اس کا حج ہوجائے گا؟

جواب: جی ہاں ہوجائے گا کیونکہ حج میں خطبہ سُننا شرط نہیں ہے۔

(حج کا طریقہ اور اس کے مسائل جاننے کیلئے مکتبۃُ المدینہ کی کتاب ”رفیقُ الحرمین“ پڑھئے)۔

3 انعام کی رقم سے عمرہ کرنے کا حکم

سوال: کیا انعام میں ملنے والی رقم سے عمرہ کرسکتے ہیں؟

جواب: اگر جائز طریقے سے انعام کی رقم ملی ہے تو اس سے عمرہ بھی کرسکتے ہیں اور حج بھی کرسکتے ہیں۔

(مدنی مذاکرہ، 6ربیع الآخر1439ھ)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صلَّی اللہُ علٰی محمَّد

4 قربانی کے جانور میں عیب کا حکم

سوال: قربانی کے جانور کا ایک دانت ٹوٹ جائے تو کیا اس کی قربانی ہوجائے گی؟

جواب: ہوجائے گی، مگر ایسے جانور کی قربانی مکروہ ہے جیسا کہ بہارِ شریعت میں ہے: قربانی کے جانور کو عیب سے خالی ہونا چاہیے اور تھوڑا سا عیب ہو تو قربانی ہوجائے گی مگر مکروہ ہوگی اور زیادہ عیب ہو تو ہوگی ہی نہیں۔ (بہارِ شریعت،3/340)

(قربانی کا طریقہ و دیگر مسائل جاننے کیلئے رسالہ ”ابلق گھوڑے سوار“ پڑھئے۔)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صلَّی اللہُ علٰی محمَّد

---

(1) حضرتِ سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینے میں وفات کی یوں دعا کیا کرتے تھے: اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِکَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یعنی اے اللہ! مجھے اپنی راہ میں شہادت اور اپنے محبوب صلَّی اللہُ علیہِ وسلَّم کے شہر میں موت عطا فرما۔ (بخاری،1/622،حدیث:1890)

5 حج کی فضیلت

سوال: حدیثِ پاک میں ہے: جس نے حج کیا اور فحش کلامی اور فِسق نہ کیا تو وہ گناہوں سے پاک ہو کر ایسا لوٹے گا جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔ حج کی یہ فضیلت فرض حج کرنے والے کے لئے ہے یا نفل حج کرنے والے کو بھی یہ فضیلت ملے گی؟

جواب: مذکورہ حدیثِ پاک مقبول حج کے بارے میں ہے اور اس میں مطلق حج کا ذِکر ہے، فرض یا نفل کی کوئی قید نہیں ہے۔ (مدنی مذاکرہ، 6 رجب المرجب 1440ھ)

(حج کا طریقہ اور اس کے مسائل وغیرہ جاننے کیلئے مکتبۃُ المدینہ کی کتاب "رفیقُ الحرمین" پڑھئے)

6 طواف میں نَماز کا وقت ہو جائے تو؟

سوال: اگر کسی کے طواف کے تین چکر ہوئے ہوں اور نماز کا وقت ہو جائے تو وہ نماز پڑھ کر نئے سِرے سے طواف کرے یا چوتھے چکر سے طواف کرے؟

جواب: نماز پڑھنے کے بعد جہاں سے طواف چھوڑا تھا وہیں سے طواف شروع کریں گے، نئے سِرے سے طواف کرنے کی حاجت نہیں۔ (مدنی مذاکرہ، 20 رمضان المبارک 1440ھ)

7 قرض دار، قرض ادا کرے یا قربانی؟

سوال: اگر کسی پر 50000 کا قرض ہو اور اس کی کمیٹی (B.C) نکلے تو وہ قرض ادا کرے یا قربانی کرے؟

جواب: قرض ادا کرے اور قرض ادا کرنے کے بعد (بالفرض قرض ادا نہ کرے تب بھی) وہ صاحبِ نصاب نہ رہتا ہو یعنی حاجت سے زائد مال یا پیسے وغیرہ اس کے پاس نہیں بچتے تو اس پر قربانی بھی واجب نہیں ہو گی۔ (مدنی مذاکرہ، 07 ربیع الآخر 1441ھ)

حاجت سے مراد رہنے کا مکان اور خانہ داری کے سامان جن کی حاجت ہو اور سواری کا جانور اور خادم اور پہننے کے کپڑے ان کے سوا جو چیزیں ہوں وہ حاجت سے زائد ہیں۔

(بہارِ شریعت، 3/333)

(قربانی کا طریقہ و دیگر مسائل جاننے کیلئے مکتبۃُ المدینہ کا رِسالہ "ابلق گھوڑے سوار" پڑھئے)

تحریری مقابلہ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے عنوانات (برائے اکتوبر 2022ء)

مضمون بھیجنے کی آخری تاریخ: 20 جولائی 2022ء

1. قراٰنِ کریم میں ایمان والوں کے لئے 15 احکام
2. نمازِ باجماعت کی فضیلت کے متعلق 5 فرامینِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
3. دھوکے کی مذمت پر 5 فرامینِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مضمون لکھنے میں مدد (Help) کے لئے ان نمبرز پر رابطہ کریں:

صرف اسلامی بھائی: +923012619734 صرف اسلامی بہنیں: +923486422931

مدنی مذاکرے کے سوال جواب

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی، حضرتِ علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ مدنی مذاکروں میں عقائد، عبادات اور معاملات کے متعلق کئے جانے والے سوالات کے جوابات عطا فرماتے ہیں، ان میں سے 10 سوالات و جوابات ضروری ترمیم کے ساتھ یہاں درج کئے جا رہے ہیں۔

1 جس پر حج فرض ہو گیا ہو وہ زکوٰۃ دے یا حج کرے؟

سُوال: جس پر حج فرض ہو گیا ہو وہ زکوٰۃ دے یا حج کرے؟

جواب: اگر زکوٰۃ کی حد تک اس کے پاس مال ہے اور زکوٰۃ کی تاریخ آگئی تو زکوٰۃ فرض ہو گئی تو ظاہر ہے اب اُسے اپنے مال کا چالیسواں حصّہ زکوٰۃ میں دینا ہو گا اور حج فرض ہو تو حج بھی کرنا ہو گا۔ (مدنی مذاکرہ، 10 ذوالقعدۃ الحرام 1440ھ)

2 فوت شدہ والدین کے نام کی قربانی کرنے کا حکم

سُوال: اگر والدین کا اِنتقال ہو چکا ہو اور انہوں نے زندگی میں کبھی بھی قربانی نہ کی ہو تو کیا اَولاد ان کے نام کی قربانی کر سکتی ہے؟

جواب: جی ہاں! اِیصالِ ثواب کے لئے قربانی ہو سکتی ہے اس میں کوئی حرج نہیں نیز والدین کی طرف سے قربانی کرنی چاہئے یہ اچھی بات ہے۔ والدین زندگی میں قربانی کرتے تھے یا نہیں یا 100، 100 بکرے زندگی میں ذَبح کرتے تھے تب بھی اِیصالِ ثواب کے لئے قربانی کرنے میں حرج نہیں۔ نیز زندہ کے اِیصالِ ثواب کے لئے بھی قربانی ہو سکتی ہے۔ (مدنی مذاکرہ، 10 ذوالقعدۃ الحرام 1440ھ)

3 کاش ہر گھر میں عالِمِ دِین ہو!

سُوال: آپ اپنی خواہش کا اِظہار کرتے ہیں کہ کاش! ہر گھر میں عالِمِ دِین ہو، اگر کسی کی بیٹیاں ہی ہوں تو وہ آپ کی خواہش کو کیسے پورا کرے؟

جواب: اگر کسی کو اللہ پاک نے بیٹیوں ہی سے نوازا ہے تو انہیں عالمہ بنا دے تب بھی میری خواہش پوری ہو جائے گی۔ ایک ہی بچّے کو حافظِ قراٰن اور عالِمِ دِین بنانے کے بجائے بہتر یہ ہے کہ تمام بچوں کو ہی حافظِ قراٰن اور عالِمِ دِین بنانے کی کوشش کی جائے۔ والدین کی اپنی عمر تو بیت گئی اب خود حافظِ قراٰن یا عالِمِ دِین نہیں بن سکتے تو اپنی اولاد ہی کو حافظ یا عالم بنا کر اَجر و ثواب کما لیں۔ اگر اولاد کو حافظ یا عالِم نہ بھی بنا سکیں تب بھی شریعت و سُنّت کے مُطابق ان کی تَربیت تو کرنی ہی ہو گی ورنہ اس مُعاملے میں کوتاہی قیامت کے دِن پھنسوا کر رُسوائی کا سبب بن سکتی ہے۔

(مدنی مذاکرہ، 28 ذوالقعدۃ الحرام 1439)

4 کیا قربانی کے جانور کو نہلایا جا سکتا ہے؟

سُوال: کیا قربانی کے جانور کو نہلایا جا سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں! قربانی کے جانور کو نہلایا جا سکتا ہے جبکہ ضَرورت ہو۔ (مدنی مذاکرہ، 10 ذوالقعدۃ الحرام 1440ھ)

5 کیا قربانی کی بھی قضا ہوتی ہے؟

سُوال: ایک سال کی قربانی رہ جائے تو کیا یہ قربانی دوسرے سال کر سکتے ہیں؟ جیسے اس مرتبہ میرے پاس پیسے نہیں ہیں تو قربانی میرے لئے معاف ہے یا کرنا ہو گی؟

جواب: قربانی کے دِن گزر گئے اور قربانی نہیں کی نہ جانور اور

اس کی قیمت صَدقہ کی یہاں تک کہ دوسری بقرہ عید آگئی اور اب یہ چاہتا ہے کہ گزشتہ سال کی قربانی کی قضا اس سال کرلے تو یہ نہیں ہوسکتا بلکہ اب بھی وہی حکم ہے کہ ایک سالہ بکرا یا بکری یا اس کی قیمت صَدقہ کرے۔

(فتاویٰ ہندیۃ، 5/296، 297- مدنی مذاکرہ، 10 ذوالقعدۃ الحرام 1440ھ)

6 بیٹے کا ماں باپ سے پہلے مدینے شریف جانا کیسا؟

سُوال: کیا بیٹا ماں باپ سے پہلے مدینے شریف جاسکتا ہے؟

جواب: بیٹا ماں باپ سے پہلے مدینے شریف جاسکتا ہے اس میں حرج نہیں ہے بلکہ اگر حج فرض ہوگیا اور ماں باپ اِجازت نہ بھی دیں تب بھی جانا ہوگا۔ (مدنی مذاکرہ، 10 ذوالقعدۃ الحرام 1440ھ)

7 حَجَرِ اَسود کا رنگ کالا کیوں؟

سُوال: حجرِ اَسود جب جنّت سے آیا تو اس کا رنگ سفید تھا، اب اس کا رنگ کالا کیوں ہوگیا ہے؟

جواب: یہ حجرِ اسود یعنی کالا پتھر پہلے حَجرِ اَبیض یعنی سفید پتھر تھا، لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے اس کا رنگ کالا ہوگیا، (ترمذی، 2/248، حدیث: 878) اس لئے اب اسے حجرِ اَسود کہا جاتا ہے۔

(مدنی مذاکرہ، 23 جُمادی الاُولیٰ 1441ھ)

8 جھوٹ بول کر عُمرے کے لئے جانا کیسا؟

سُوال: اَلْحَمْدُ لِلّٰہ میں عُمرے کی سعادت حاصل کرنے جارہا ہوں لیکن قانون کے مُطابق 40 سال سے کم عُمر کے مَرد کو عُمرے کے لئے اکیلے سفر کرنے کی اِجازت نہیں ہے، اکیلے ہونے کی وجہ سے صِرف کاغذات میں مجھے کسی نا محرم عورت کا محرم بنایا جارہا ہے حالانکہ اس عورت کا حقیقی محرم بھی اس کے ساتھ موجود ہے، اِس بارے میں میرے لئے کیا حکم ہوگا؟

جواب: جھوٹ چاہے زبان سے بولیں، لکھ کر بولیں یا اِشارے سے بولیں جھوٹ جھوٹ ہی ہے اور گناہ ہی ہے۔

(مدنی مذاکرہ، 30 جمادی الاولیٰ 1441ھ بتغیر)

9 کیا مُسافر پر قربانی واجِب ہے؟

سُوال: کیا مُسافر پر قربانی واجِب ہے؟

جواب: جو شَرعاً مُسافر ہے اس پر قربانی واجِب نہیں۔

(مدنی مذاکرہ 28 ذوالقعدۃ الحرام 1439)

10 طواف کے دَوران سیلفی لینا کیسا؟

سُوال: دَورانِ طواف بہت سے لوگ سیلفی یا مووی بنارہے ہوتے ہیں تاکہ زندگی کا یادگار لمحہ محفوظ رہے، ان کا ایسا کرنا کیسا؟

جواب: یادگار لمحے کو محفوظ رکھنے کے لئے سیلفی لینے کی ممانعت تو نہیں لیکن جو یکسوئی اور خشوع و خضوع کے مَواقع ہیں مثلاً دَورانِ طواف اور مُواجہہ شریف کی حاضِری وغیرہ تو وہاں سیلفی یا ویڈیو بنانے سے اِجتناب کرنا (یعنی بچنا) چاہئے بلکہ موبائل فون کی گھنٹی بھی بند کردینی چاہئے کیونکہ یہ خشوع و خضوع کے مانع (یعنی رکاوٹ) ہے۔

(مدنی مذاکرہ 28 ذوالقعدۃ الحرام 1439)

ہدیہ فی شمارہ: سادہ: 50 رنگین: 100

سالانہ ہدیہ مع ترسیلی اخراجات:

سادہ: 1200 رنگین: 1800

ممبر شپ کارڈ (Member Ship Card)

12 شمارے رنگین: 1100 12 شمارے سادہ: 550

نوٹ: ممبر شپ کارڈ کے ذریعے پورے پاکستان میں مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے 12 شمارے حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

بکنگ کی معلومات وشکایات کے لئے

Call: +922111252692 Ext:9229-9231

Call/Sms/Whatsapp: +923131139278

Email:mahnama@maktabatulmadinah.com

ایڈریس: ماہنامہ فیضانِ مدینہ عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ پرانی سبزی منڈی محلّہ سوداگران کراچی

بِلاوجہ جانوروں کو مَت ماریئے!

مولانا اویس یامین عطّاری مَدَنی*

اچّھے بچّو! امیرِ اہلِ سنّت علّامہ محمد الیاس قادری صاحب فرماتے ہیں:

ہمارے یہاں گلیوں میں پھرنے والے کتّوں کو عُموماً بچّے مارتے ہیں اور جب وہ بھونکتے ہیں تو مزے لیتے ہیں، بِلاوجہ ان کتّوں کو مارنا ظلم ہے۔ یاد رکھئے! جانور کی بددُعا بھی مقبول ہے۔ اپنا یہ ذہن بنالیجئے کہ نہ کتّے کو مارنا ہے اور نہ ہی بلی اور چیونٹی کو، اس لئے کہ چیونٹی کو بھی بِلاوجہ مارنا ناجائز و گناہ ہے۔ بچّے اس بے چاری کو مارتے رہتے ہیں تو بچّوں کو ایسا کرنے سے روکنا چاہیے۔ (ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنّت (قسط24)، کتّے کے متعلق شرعی احکام، ص27ملخصاً)

پیارے بچّو! پتا چلا کہ بِلاوجہ جانوروں کو نہیں مارنا چاہئے، بِلاوجہ کتّوں، بلیوں اور چیونٹیوں کو مارنا گناہ ہے، بعض بچّے بِلاوجہ کتّوں اور بلیوں کو چھیڑتے ہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے کہ کتّے یا بلی نے کاٹ لیا یا پنجہ مار دیا تو آپ زخمی ہوسکتے ہیں، آپ کو انفیکشن ہوسکتا ہے جس کی وجہ سے آپ کو تکلیف اٹھانی پڑے گی اور دوائی، انجکشن وغیرہ کے لئے آپ کے امّی ابّو کے پیسے بھی خرچ ہوں گے لہٰذا بِلاوجہ جانوروں کو تنگ کرنا یا مارنا نہیں چاہئے۔

بچّو! ان سے بچو

محمد عباس عطّاری مدنی*

بقر عید کے دن کیا قریب آتے ہیں بچّوں کے تو مزے ہوجاتے ہیں، گلی گلی میں گائے، بیل اور بکرے بندھے ہوتے ہیں، کہیں تو اونٹ بھی دکھائی دیتے ہیں، بچّے ان جانوروں کو دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے ہیں، اور جب اپنے گھر میں قربانی کے لئے جانور آتا ہے تو بچّوں کی خوشی دیکھنے والی ہوتی ہے، وہ پورا دن جانور کے آس پاس منڈلاتے رہتے ہیں اُسے چارا پانی دیتے ہیں اور پیار کرتے ہیں۔ **پیارے مدنی منّو اور مدنی منّیو!** قربانی کے جانور سے محبت کرنا بہت اچّھی بات ہے لیکن ہر کام میں احتیاط ضَروری ہے اور ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے، کچھ باتیں ایسی ہیں جن سے ہمیں بقر عید میں بچنا چاہئے۔ **① جانور خریدنے کی ضد کرنا** کچھ بچّے اپنے امّی ابّو سے ضد کرتے ہیں کہ "مجھے بھی گائے لاکر دیں" یا "میں نے بھی بکرا لینا ہے" وغیرہ وغیرہ۔ اس بات پر اصرار کرنے سے ہمارے والدین کو شرمندگی و پریشانی ہوسکتی ہے اور ایسی ضد کرنا اچّھے بچّوں کا کام نہیں ہے، اگر قربانی کا جانور لانا ہوگا تو وہ خود ہی لے آئیں گے۔ **② جانور گھمانے لے جانا** جانوروں میں بچّوں سے زیادہ طاقت ہوتی ہے، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بچّے جانور گھمانے لے جاتے ہیں لیکن جانور اُن کے ہاتھ سے رسّی چھڑا کر یا ٹکر مار کر بھاگ جاتے ہیں اور یوں جانور گُم ہوجاتے ہیں، لہٰذا ہمیں جانور کو اکیلے گھمانے نہیں لے جانا چاہیے۔ **③ جانور کو چھیڑنا** بعض بچے خوامخواہ جانور کی دُم یا کان بڑے زور سے کھینچتے ہیں اس سے جانور کو تکلیف ہوتی ہے اور جانور کو بلاوجہ تکلیف دینا گناہ ہے، نیز (ایسا کرنے سے) جانور غصّے میں آجاتے ہیں اور ہمیں ٹکر بھی مار سکتے ہیں۔

اے ہمارے پیارے اللہ! ہمیں اچّھے انداز میں بقر عید منانے کی توفیق عطا فرما۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

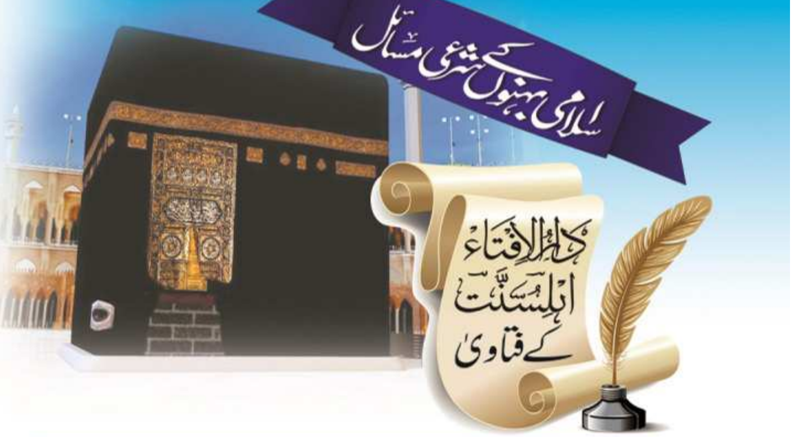

عورت کا حج و عُمرہ کے لئے اِحرام (خصوصی اسکارف) لینا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورت کو حج یا عمرہ کرنے کے لئے احرام (خصوصی اِسکارف) لینا ضروری ہے یا وہ اپنے عَبایا میں بھی عمرہ کر سکتی ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

حج یا عمرہ یا دونوں کی نیّت کرکے تَلْبِیہ (لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ۔۔۔اِلَخ) پڑھتے ہیں جس سے بعض حلال چیزیں بھی حرام ہو جاتی ہیں اس کو اِحرام کہتے ہیں اور مجازاً اُن دو اَن سِلی سفید چادروں کو اِحرام کہہ دیا جاتا ہے جو حالتِ اِحرام میں استعمال کی جاتی ہیں لیکن یہ چادریں اِحرام نہیں ہیں صرف مَردوں کے لئے اس وجہ سے ضروری ہیں کہ مَردوں کے لئے حالتِ احرام میں سِلا ہوا کپڑا پہننا حرام ہے لیکن عورتوں کے لئے ایسا نہیں ہے انہیں حالتِ احرام میں سِلے ہوئے کپڑے موزے دستانے پہننے کی اجازت ہے بلکہ چہرے، دونوں ہاتھ پہنچوں تک، قدم اور ان کی پُشت کے علاوہ حسبِ معمول اپنا سارا بدن چھپانا فرض ہے صرف چہرہ کُھلا رکھنا ضروری ہے کہ اس کو حالتِ اِحرام میں اس طرح چُھپانا کہ کپڑا وغیرہ چہرے سے مَس کر رہا ہو عورت کے لئے حرام ہے ہاں اَجنبیوں سے پردہ کرنے کے لئے چہرے کے سامنے چہرے سے جُدا کسی چیز کی آڑ کرلے مثلاً گتّا وغیرہ یا ہاتھ والا پنکھا چہرے کے سامنے رکھے لہٰذا عورت اپنے عَبایا میں یا کسی بھی قسم کے کپڑے جن میں چہرے کے علاوہ سارا جسم چھپا ہوا ہو حج یا عُمرہ کر سکتی ہے خاص اِحرام کے نام پر جو بازار سے اسکارف ملتا ہے وہ پہننا ضروری نہیں ہے۔

یاد رہے کہ پہنچوں تک کلائیوں سے نیچے نیچے تک ہاتھ اور قدم اور اس کی پُشت کُھلی رکھ سکتی ہے مگر چُھپانا چاہے تو اس میں بھی حَرَج نہیں بلکہ بہتر ہے اس لئے دستانے اور موزے پہن سکتی ہے ہاں چہرہ ہر گز نہیں چُھپا سکتی کُھلا رکھنا ضروری ہے جو طریقہ بیان ہوا چہرے سے جدا کسی چیز سے آڑ کرلے اسی صورت پر عمل کر سکتی ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علیہِ واٰلہٖ وسلَّم

کتبــــــــــــہ

عبدہ المذنب فضیل رضا العطاری عفاعنہ الباری

عورت کا بغیر مَحْرَم کے حج و عمرہ پر جانا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مُفتیانِ شرعِ مَتین اس مسئلے کے بارے میں کہ کیا کوئی عورت بغیر مَحْرَم حج و عمرے کیلئے جا سکتی ہے؟ جبکہ عورت بغیر محرم دیگر ممالک اور اپنے ملک میں دیگر شہروں کا سفر کرتی ہے تو حج یا عمرے کے لئے کیوں نہیں جا سکتی؟ کسی عورت کے پاس محدود رَقم ہو جس سے وہ خود حج یا عمرہ کر سکتی ہے تو کیا کسی گروپ یا فیملی کے ساتھ جا سکتی ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جس عورت کو حج و عمرہ یا کسی اور کام کے لئے شرعی سفر کرنا پڑے (شرعی سفر سے مراد تین دن کی راہ یعنی تقریباً 92 کلو میٹر یا اس سے زائد سفر کرنا پڑے بلکہ خوفِ فتنہ کی وجہ سے تو عُلَما ایک دن کی راہ جانے سے بھی منع کرتے ہیں) تو اس کے ہمراہ شوہر یا مَحْرَم ہونا شرط ہے، اس کے بغیر سفر کرنا ناجائز و حرام ہے۔ لہٰذا یہ حکم صرف حج و عمرے کے ساتھ خاص نہیں بلکہ کسی بھی جگہ شرعی سفر کرنا پڑے تو یہی حکم ہو گا خواہ عورت کتنی ہی بوڑھی ہو، بغیر مَحْرَم سفر نہیں کر سکتی، کسی گُروپ و فیملی کے ساتھ بھی نہیں جا سکتی اگر جائے گی تو گنہگار ہو گی اور اس کے ہر قدم پر گُناہ لکھا جائے گا۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مُجِیب	مُصَدِّق
ابوعبداللہ محمد سعید العطاری المدنی	عبدہ المذنب فضیل رضا العطاری عفاعنہ الباری

دارُالافتاء اہلِسنّت کے فتاویٰ

اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل

حالتِ حیض میں اِحرام کی نیت

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس بارے میں کہ اگر کوئی عورت پاکستان سے عمرہ پر جانے کا ارادہ رکھتی ہے تو جس وقت روانگی ہو اس دن وہ حیض کی حالت میں ہو تو کیا کیا جائے؟ کیا اِحرام اس حالت میں باندھا جاسکتا ہے؟ نیز اسی حالت میں غُسل کیا جائے گا جیسا کہ عام حالت میں بھی غسل کرکے اِحرام باندھا جاتا ہے اس بارے میں رہنمائی فرمائیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

حالتِ حیض میں بھی اِحرام کی نیّت (Intention) ہوسکتی ہے اور جو عورت عمرہ کے لئے ہی پاکستان سے سفر کررہی ہے اس پر لازم ہے کہ احرام کے بغیر مِیقات سے نہ گزرے، اور حالتِ حیض میں ہونا، احرام سے مانع نہیں ہے اور حالتِ حیض یانِفاس والی عورت کو بھی حُکم ہے کہ احرام سے پہلے غسل بھی کرے کیونکہ یہ غسل طہارت کے لئے نہیں ہے بلکہ صفائی، سُتھرائی اور اپنے آپ سے بدبو کو دور کرنے کے لئے ہے۔

اس حالت میں چونکہ عورت پر قراٰن کی تلاوت کرنا، نماز پڑھنا، مسجد میں جانا، طواف کرنا یہ سب کام حرام ہیں لہٰذا وہ عورت احرام کی نیّت ضرور کرے گی اور احرام کی تمام پابندیوں کا بھی خَیال رکھے گی، لیکن مکّۂ مکرّمہ پہنچ کر بھی جب تک حیض کی حالت رہے وہ مسجد میں نہیں جائے گی بلکہ ہوٹل میں ہی پاک ہونے کا انتظار کرے گی، جب حیض ختم ہوجائے تو پھر پاکی کے لئے غسل کرے اور پھر طواف اور دیگر مناسکِ عُمرہ ادا کرے۔

ہاں البتہ اس حالت میں تلاوتِ قراٰن کے علاوہ تسبیحات، دُرُود شریف، ذِکرُاللہ، وغیرہ کرنا منع نہیں ہے، اس کی اجازت ہے بلکہ جتنے دن ایسی حالت میں رہے تو یہ اعمال بجالاتی رہے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ثواب کا ذخیرہ حاصل ہوگا۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہُ تعالٰی علیہِ واٰلہٖ وسلَّم

مُصَدِّق	مُجِیب
ابو الصالح محمد قاسم القادری	ابوحذیفہ محمد شفیق عطاری مدنی

حالتِ احرام میں اگر پاؤں کی اُبھری ہوئی ہڈی چُھپ جائے تو؟

سوال: کیا فرماتے ہیں عُلمائے دین و مُفتیانِ شرعِ متین اس بارے میں کہ عورت کے پاؤں کی اُبھری ہوئی ہڈی حالتِ احرام میں چُھپ جانے میں شَرعاً کوئی حَرَج ہے یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

عورت کے پاؤں کی ہڈّی چُھپ جانے میں کوئی حرج نہیں کہ عورت کا احرام فقط چہرے میں ہے یعنی چہرہ نہیں ڈھانپے گی۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہُ تعالٰی علیہِ واٰلہٖ وسلَّم

کتبـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــہ

محمد ہاشم خان العطاری المدنی

اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل

مفتی محمد ہاشم خان عطاری مدنی*

عورت کے مخصوص ایّام میں فرض طواف کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس بارے میں کہ حج کے موقع پر اگر کسی اسلامی بہن کو 8 ذوالحجۃ الحرام کے دن ماہواری آئے اور ماہواری ختم ہونے سے پہلے اس کی واپسی کی ٹکٹ ہو اور اس نے طواف زیارت نہ کیا ہو، ٹکٹ منسوخ کروانے میں شدید دشواری کا سامنا ہو تو اس صورت میں اس کے لئے شریعتِ مطہرہ کی روشنی میں کیا حل ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

ایسی عورت اپنی ٹکٹ منسوخ کروائے اور پاک ہونے کے بعد طوافِ فرض ادا کرے، اگرچہ بارہویں کے بعد ہی پاک ہو، اگر ٹکٹ منسوخ کروانے میں اپنی یا ہمسفروں کی سخت تکلیف و دشواری کا سامنا ہو تب بھی ایسی عورت کے لئے اس ناپاکی کی حالت میں مسجد میں داخل ہونا ناجائز و گناہ ہے۔ اور اگر وہ اسی حالت میں داخل ہو گئی اور اس نے طواف بھی کر لیا تو گناہ گار ہو گی البتہ اس صورت میں طواف والا فرض ادا ہو جائے گا اور اس پر اس گناہ سے توبہ کرنا لازم ہو گی اور ناپاکی کی حالت میں طواف کرنے کے سبب حرم میں ایک بدنہ (یعنی گائے یا اونٹ کی قربانی) دینا اس پر لازم ہو گا، پھر بعد میں اگر بارہویں کے غروبِ آفتاب تک طہارت کر کے طوافُ الزیارۃ کا اعادہ کرنے میں کامیابی ہو گئی تو کفارہ ساقط ہو گیا اور بارہویں کے بعد اگر پاک ہونے کے بعد موقع مل گیا اور اعادہ کر لیا تو بدنہ ساقط ہو گیا مگر دم دینا ہو گا۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کیا عورت حج و عمرہ کیلئے حیض روکنے والی گولیاں کھا سکتی ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ عورت حج و عمرہ کے لئے حیض روکنے والی گولیاں کھا سکتی ہے یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جی ہاں! استعمال کر سکتی ہے بشرطیکہ جسمانی طور پر کسی بڑے اور فوری ضرر کا سبب نہ بنیں، لعدم المانع الشرعی۔ اور اگر جسمانی طور پر کسی بڑے اور فوری ضرر کا سبب بنیں تو اجازت نہیں، اللہ تعالٰی قراٰنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔ (پ2، البقرۃ:195)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

عورت کا عمرے کے طواف وسعی کے بعد اپنے شوہر کا حلق یا تقصیر کرنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں عورت جو عمرہ کے طواف وسعی سے فارغ ہو چکی، ابھی تقصیر نہیں کی وہ اپنے شوہر کے احرام سے نکلنے کے وقت (یعنی اس کے عمرہ کے طواف وسعی سے فارغ ہونے کے بعد) کیا اس کا حلق یا تقصیر کر سکتی ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جی ہاں! کر سکتی ہے کہ جب احرام سے باہر ہونے کا وقت آ گیا تو اب مُحرم اپنا یا دوسرے کا سر مونڈ سکتا ہے، اگرچہ یہ دوسرا ابھی مُحرم ہو اور اسکا احرام سے باہر ہونے کا وقت آ گیا ہو۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

اِسلامی بہنوں کے شرعی مسائل

مفتی محمد قاسم عطاری*

تقصیر میں تاخیر کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت نے عمرہ ادا کیا، صرف تقصیر کرنا باقی تھی کہ وہ ہوٹل میں آگئی اور پورا دن گزر گیا اور اگلے دن شام کو تقصیر کی اس دوران اس عورت نے کوئی محظورِ احرام کام نہیں کیا، دریافت طلب امر یہ ہے کہ تقصیر میں تقریباً دو دن کی تاخیر کرنے سے کوئی دَم وغیرہ تو لازم نہیں ہوا؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورتِ مسئولہ میں صرف اس وجہ سے کوئی چیز لازم نہیں ہوگی کہ اس نے تقصیر میں دو دن کی تاخیر کی ہے کیونکہ عمرے میں سعی کرلینے کے بعد تقصیر کا کوئی خاص وقت متعین نہیں ہے بلکہ معتمر جب بھی تقصیر کرے گا اسی وقت احرام سے نکلے گا۔

وَاللہُ اَعۡلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوۡلُہٗ اَعۡلَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم

کیا بیوی اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر حج پر جاسکتی ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت پر حج فرض ہے اور اس کے ساتھ حج پر جانے کے لیے اس کے محارم میں سے اس کے والد اور بھائی بھی موجود ہیں لیکن اس کا شوہر اس کو حج پر جانے کی اجازت نہیں دیتا، تو کیا یہ عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے والد اور بھائی کے ساتھ حج پر جاسکتی ہے؟ اگر جائے تو کیا اس معاملے میں شوہر کی نافرمانی کی وجہ سے گنہگار بھی ہوگی؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

دریافت کی گئی صورت میں جبکہ عورت پر حج فرض ہے اور ساتھ جانے کے لیے مَحرَم یعنی اس کے والد اور بھائی بھی موجود ہیں تو اس پر لازم ہے کہ محرم کے ساتھ حج پر جائے اگرچہ شوہر منع کرے اور اس کی اجازت نہ دے، کیونکہ حج فرض ہو جانے کے بعد فوری طور پر اس کی ادائیگی لازم وضروری ہے اور اس صورت میں تاخیر کرنا ناجائز و گناہ ہے اور اس صورت میں شوہر کی اجازت کے بغیر جانے کی صورت میں گنہگار بھی نہ ہوگی کیونکہ شوہر کی اطاعت جائز کاموں میں ہے اور اگر وہ کسی ناجائز بات کا حکم کرے تو اس میں شوہر کی اطاعت جائز نہیں۔

لہٰذا حج فرض ہو اور ساتھ جانے کیلئے محرم بھی تیار ہو لیکن شوہر اجازت نہ دے تو بیوی بغیر اس کی اجازت کے بھی جاسکتی ہے لیکن چاہیے یہ کہ شوہر اللہ تعالیٰ کے اس فرض کی ادائیگی میں حائل نہ ہو بلکہ رضائے الٰہی کیلئے خود برضا و رغبت اسے سفرِ حج پر جانے کی اجازت دے کر خود بھی گناہ سے بچے اور اپنی بیوی کو بھی بچائے۔

وَاللہُ اَعۡلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوۡلُہٗ اَعۡلَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم

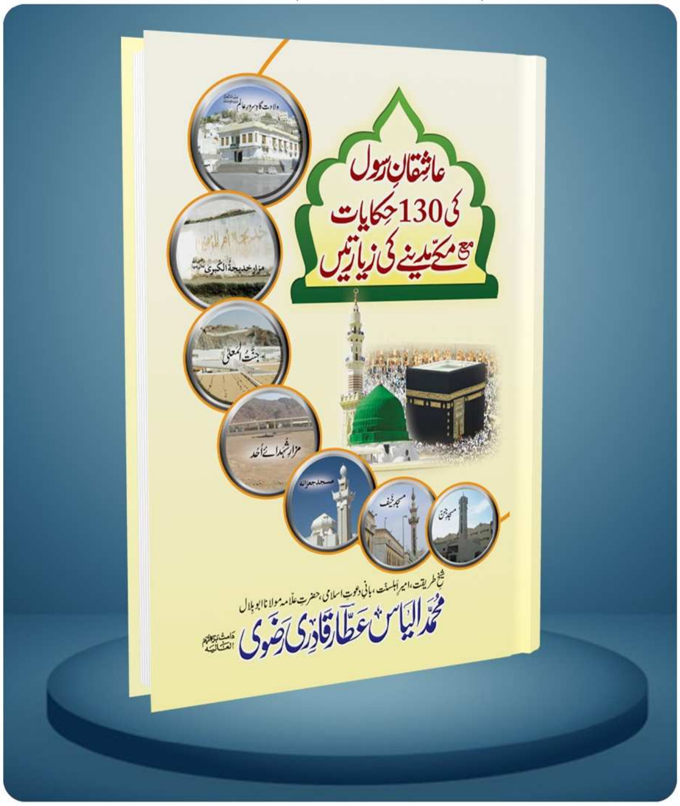

فریاد

غریبوں کا احساس کیجئے

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران مولانا محمد عمران عطّاری

میری معلومات کے مطابق دنیا میں بارہ اَرب لوگوں کے لئے اَناج دَسْت یاب ہوجاتا ہے جبکہ دنیا کی آبادی ساڑھے سات اَرب بتائی جاتی ہے، اس کے باوجود 2 اَرب سے زیادہ لوگ وہ ہیں جنہیں پیٹ بھر کر کھانا نہیں ملتا اور کئی تو بھوک کی وجہ سے موت کا شکار ہوجاتے ہیں، ان میں ایک بھاری تعداد بچوں کی بھی شامل ہے۔ اس کی کئی وجوہات ہیں، ایک اِطلاع کے مطابق تین سے چار اَرب لوگوں کا کھانا ضائع کردیا جاتا اور پھینک دیا جاتا ہے۔

سِتم ظریفی: ایک شخص اپنا واقعہ بڑے ہی تفریحی انداز میں بیان کررہا تھا کہ ہم لوگ ”باربی کیو“ بنا (یعنی گوشت کے ٹکڑوں کو آگ کے کوئلوں پر بُھون) رہے تھے، ہمیں بُھوننا تو آتا نہیں تھا، لہٰذا وہ جَل کر کوئلہ ہوگئے اور کسی کے کھانے کے قابل نہ رہے۔ (الامان والحفیظ) پیارے اسلامی بھائیو! اس طرح کے ”باربی کیو“ بالخصوص عیدِ قُرباں کے بعد گھروں کی چھتوں، تفریح گاہوں اور نہ جانے کہاں کہاں ہوتے ہیں! اس میں کچھ گوشت تو پکتا اور استعمال ہوتا ہے جبکہ کچھ جَل جاتا ہوگا، عام طور پر کھانے کا انداز بھی یہ ہوتا ہے کہ کچھ کھایا کچھ پھینکا اور کچھ ویسے ہی ضائع کردیا، یہی گوشت اگر جَلنے، ضائع ہونے اور پھینکے جانے سے پہلے ہی کسی غریب کے پیٹ میں چلا جاتا تو دینے والوں کو دعائیں تو ملتیں۔

”مِثالی معاشرہ“ کیسے بنے گا؟ جب ایک ہی محلے یا بلڈنگ میں ایک گھر کے افراد تو پیٹ بھر کر کھائیں پئیں اور آسائشوں میں رہیں جبکہ دوسرے گھر کے افراد بھوکے ہوں۔ ان کے حالات کا علم ہوتے ہوئے بھی ہم ان کی حتّی الوسع مدد نہ کریں! ہمارے فریج قربانی کے گوشت اور کھانے پینے کی دیگر چیزوں سے بھرے ہوئے ہوں مگر ہمارے غریب رشتہ دار اور پڑوسی دو وقت کے کھانے کے لئے ترس رہے ہوں، ان حالات میں ہمارا مُعاشَرہ کیسے مِثالی بن سکتا ہے!

غریب کا اندازِ زندگی: ہمارے ہاں لوگوں کی ایک بھاری تعداد غُربَت کی زندگی گزار رہی ہے، جس کی کئی وجوہات ہیں جن میں سے ایک وجہ آمدنی کا کم ہونا بھی ہے، اس لئے ان کا گزر بَسر بہت مشکل سے ہوتا ہے۔ آٹھ، دس، پندرہ یا بیس ہزار روپے سیلری میں پورا مہینا گھر کے لئے دودھ، سبزی، راشن خریدنا، بجلی اور گیس کا بِل ادا کرنا، پھر اگر کرائے کے مکان میں رہتے ہیں تو اس کا کرایہ! ٹرانسپورٹیشن (یعنی آنے جانے) کا خرچہ کیسے پورا ہوتا ہوگا؟ مشاہدات و معلومات ہیں کہ ایسے لوگ عام طور پر بیس بائیس تاریخ تک خالی ہاتھ ہوجاتے ہیں، اس کے بعد گھر چلانے کے لئے اُدھار کا سہارا لیتے ہیں، سبزی، دودھ اور راشن والے سے یہ کہہ کر کہ ”پہلی تاریخ تک سیلری ملے گی تو پیسے دے دیں گے“ کچھ نہ کچھ اَشیاء لیتے رہتے ہیں، یوں یہ لوگ مہینے کے آخری دنوں میں بڑی مشکل سے زندگی کی گاڑی کو دھکّا دیتے ہیں، ان کی زندگی کے اَیّام میں کچھ دن ایسے بھی آتے ہیں کہ گھر کا کوئی فرد بیمار ہوجاتا ہے مگر ان کے پاس دوا لینے کے پیسے نہیں ہوتے، اگر ہوتے ہیں تو یہ سوچ کر دوا نہیں لے پاتے کہ دیگر گھریلو اخراجات کیسے چلیں گے؟

غریب کی پریشانی بڑھنے کا ایک سبب: بعض اوقات سیٹھ

صاحب یا افسر سیلری بناتے بناتے چھ سات تاریخ یا اس سے بھی آگے تک معاملہ لے جاتے ہیں، اس دوران اگر ملازم ہمّت کرکے تنخواہ جلدی دینے کی بات کرلے تو جواب ملتا ہے "اتنی بھی کیا جلدی!" حالانکہ اکثر ملازمین مہینا ختم ہونے سے پہلے ہی آزمائش میں آچکے ہوتے ہیں۔ ورلڈ لیول پر دیکھا جائے تو یہ سامنے آتا ہے کہ عموماً امیر لوگوں کی تعداد کم، مِڈل کلاس اور سفید پوش لوگوں کی تعداد ان سے زیادہ اور غریبوں کی تعداد ان دونوں سے زیادہ ہوتی ہے۔

غریبوں کی مدد کے حوالے سے چند گزارشات: مُخَیَّر اور مالدار حضرات سے گزارش ہے کہ اللہ پاک کی رضا کے لئے کم سیلریز والے اور مَعاشی طور پر کمزور افراد کی مدد کیجئے ❁ مثال کے طور پر اگر آپ کی آمدنی ایک لاکھ روپے جبکہ آپ کے گھر وغیرہ کا خرچہ 70 ہزار روپے ہے اور ماہانہ 30 ہزار روپے آپ کے پاس بچ جاتے ہیں، جنہیں آپ سیونگ کے نام پر رکھ لیتے ہیں کہ آزمائش کے وقت کام آئیں گے، تو کیا سیونگ صرف دنیا ہی کے لئے کرنی ہے آخرت کے لئے نہیں کرنی؟ کیا ضرورت صرف دنیا میں ہی پڑسکتی ہے، قبر و آخرت میں ضرورت نہیں پڑے گی؟ اللہ آپ کو ہمت دے کہ اس 30 ہزار میں سے پانچ ہزار ہی نکال لیا کریں اور یہ رقم غریب گھرانے یا دو گھروں میں ماہانہ 2500، 2500 دے دیں ❁ یا کسی دکاندار کو کہہ دیں کہ ماہانہ فلاں فلاں گھر میں میری طرف سے راشَن بھیج دیا کرو، یا خود ہی کسی غریب کے گھر پہنچا دیا کریں ❁ ہوسکے تو کھانا پکا کر غریبوں کو کھلائیں، اپنا یا بچوں کا بچا ہوا دینے کے بجائے الگ سے کھانا تیار کرکے انہیں دیں ❁ ورنہ گھر میں جو پکا ہو اسی میں سے غریبوں کے لئے نکال لیا کریں ❁ استعمال کیا ہوا بھی ضائع کرنے کے بجائے اگر کسی غریب کو دے دیں تو آپ کی مہربانی ہوگی، آپ کا دیا ہوا کھانا جب کسی غریب کے گھر جاتا ہے تو بعض اوقات کئی بھوکوں کے پیٹ بھر جاتے ہیں اور دعاؤں کے لئے ہاتھ اُٹھ جاتے ہیں، اگر یہ عمل بھی آپ نے جاری رکھا اور اللہ پاک نے چاہا تو اس سے آپ کا گھر ہرا بھرا رہے گا ❁ کھاتے پیتے گھرانوں کی ایسی اولاد جسے گھر سے ایک اچھی رقم ماہانہ جیب خرچ کے لئے ملتی ہے، ان سے بھی (جو بالغ ہیں) گزارش ہے کہ ساری رقم اپنی ذات پر خرچ کرنے کے بجائے کچھ بچا کر غریبوں اور محتاجوں کی مدد کریں، ان کا ساتھ دیں اور پھر ڈَنکے بھی نہ بجائیں اور بِلا ضرورت کسی کو نہ بتائیں کہ میں فلاں کی مدد کرتا ہوں، اگر آپ کسی غریب کو چند روپے دیتے ہیں تو ان پیسوں سے آپ اس کی عزّت نہیں خرید لیتے کہ لوگوں میں بتاتے پھریں کہ میں اس کو پیسے دیتا ہوں۔

غریبوں کو کہاں ڈھونڈیں؟: انہیں تلاش کرنا کوئی مشکل نہیں، یہ آپ کے آس پاس، رشتہ داروں اور خاندان میں بھی ہوتے ہیں، بہر حال اگر آپ کے اندر غریبوں کی مدد کرنے کا جذبہ ہوگا تو یہ خود ہی آپ کی راہنمائی کرے گا اور آپ مستحق اور سفید پوش افراد کو ڈھونڈ کر انہیں قربانی کا گوشت پہنچانے اور اس کے علاوہ دیگر کئی معاملات میں ان کی مدد کرنے میں کامیاب ہوسکیں گے۔

راہِ خدا میں خرچ کرنے اور ایثار کرنے کی فضیلت: دو فرامینِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم: (1) ربّ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اے ابنِ آدم! اپنا خزانہ (صدقہ کرکے) میرے حوالے کردے نہ جلے گا نہ ڈوبے گا اور نہ چوری ہوگا (قیامت کے دن) تیری شدید حاجت کے وقت تجھے لَوٹا دوں گا۔ (الترغیب والترھیب، 2/10، حدیث:30) (2) جو شخص اُس چیز کو جس کی خود اِسے حاجت ہو دوسرے کو دیدے تو اللہ پاک اِسے بخش دیتا ہے۔

(اتحاف السادۃ المتقین، 9/779)

میری تمام عاشقانِ رسول سے **فریاد** ہے کہ صرف عیدِ قرباں کے موقع پر ہی نہیں بلکہ زندگی بھر غریبوں کی مدد کرنے کی نیّت کریں، اللہ پاک کی راہ میں خرچ کرنے سے آپ کا مال بڑھے گا گھٹے گا نہیں، غربت و تنگدستی کا خوف نہ کریں، بُخْل کو ختم کریں اور سخاوت و ایثار کا جذبہ پیدا کریں، اللہ پاک نے چاہا تو برکت آپ خود دیکھیں گے۔ اِنْ شَآءَ اللہ

قربانی کا گوشت

بنتِ غلام سرور عطاریہ مدنیہ

بھئی جلدی کرو کب بنے گی کلیجی؟ حاجی امجد صاحب نے کِچن میں جھانکتے ہوئے صدا لگائی، بس دَم پَر ہے پانچ دس منٹ لگیں گے۔ شہناز بیگم نے تسلّی دیتے ہوئے کہا۔

اچھا تو میں ذرا ارشد بھائی اور جمشید چچّا کو گوشت دے آؤں۔ یہ کہہ کر حاجی امجد بڑا سا شاپر اُٹھائے چل پڑے۔ گوشت کا سارا ڈھیر ابھی چٹائی پر ہی پڑا تھا حاجی صاحب کے جانے کے بعد شہناز بیگم دونوں بیٹوں کو ساتھ لگا کر اس ڈھیر کو ڈیپ فریزر میں سیٹ کرنے میں مصروف ہو گئیں۔

حاجی صاحب کی واپسی تک تمام گوشت فریز ہو چکا تھا، حاجی صاحب نے جو نہی لاؤنج میں قدم رکھا گوشت کی چٹائی کا نقشہ دیکھ کر حیرت سے ان کی آنکھیں پھیل گئیں کیونکہ اب وہاں چار مَن گوشت کے بجائے صِرف سری پائے، ہڈیاں اور چند کلو چربی و گوشت کی بوٹیاں اپنا ادھورا سا نظارہ پیش کر رہی تھیں۔

حاجی صاحب نے سوالیہ نظروں سے شہناز بیگم کی طرف دیکھ کر پوچھا: یہ کیا ہے؟

شہناز بیگم فاتحانہ انداز میں مسکرا کر بتانے لگیں: میں نے اسپیشل گوشت فریج میں save کر دیا ہے بلکہ پیکٹ بنا کر ڈشز کے نام بھی لکھ دیئے ہیں یہ دیکھئے۔

حاجی امجد جیسے خیر خواہ و نرم دل شخص جو کہ صدمے کی حالت میں تھے جب انہوں نے ذرا سی گردن گھما کر فریج میں جھانکا تو فریج بچھڑے کے گوشت سے نا صرف اوور لوڈ ہو چکا تھا بلکہ شاپرز کے اوپر سے کڑاہی، پسندے، بریانی، نہاری اور نجانے کیا کیا نام جگمگا رہے تھے اور ان ناموں کی چمک شہناز بیگم کی آنکھوں میں بھی نظر آ رہی تھی۔

حاجی صاحب نے تأسُّف سے دیکھتے ہوئے پوچھا: آپ نے سارا گوشت فریز کر دیا؟ غریبوں اور رشتے داروں میں ہم کیا تقسیم کریں گے؟

شہناز بیگم جو کہ فریج بند کرتے ہوئے داد طلب نظروں سے حاجی صاحب کی طرف مُڑ رہی تھیں شوہر کے سنجیدہ لہجے اور اچانک سوال سے ہَڑ بَڑا گئیں مگر جلد ہی حَوَاس بحال کرتے ہوئے بتانے لگیں: ارے حاجی صاحب! یہ دیکھئے میں نے بانٹنے کے لئے گوشت سائیڈ پر رکھ لیا ہے۔

حاجی امجد صاحب جو کہ چٹائی پر بکھرے ہڈیوں اور چربی کے ڈھیر کو پہلے ہی ملاحظہ کر چکے تھے اپنے جذبات پر بمشکل قابو کرتے ہوئے بولے: بہت اچھی بات ہے کہ آپ کو غریبوں کا خیال ہے مگر جس طرح کا گوشت بلکہ ہڈیاں اور چربی آپ نے غریبوں کے لئے بچائی ہے کیا اس طرح کا فریج میں بھی رکھا ہے؟ آپ نے ہمارے لئے اچھا سوچا تبھی اسپیشل گوشت فریز کیا مگر نیک بخت! غریبوں کے بچوں کے لئے بھی تو سوچئے! کیا آپ کو پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کا فرمان یاد نہیں کہ "تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنے (مسلمان) بھائی کے لئے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔"

عام طور پر ان بے چاروں کو تو پورا سال گوشت کھانا نصیب نہیں ہوتا بقر عید پر ایک آس ہوتی ہے کہ قربانی کرنے والوں کے یہاں سے گوشت آئے گا تو اپنے بچوں کو کھلائیں گے۔

پتا ہے صبح عید گاہ سے واپسی پر ارشد سبزی فروش کا بیٹا حامد بُھولپن سے اپنے باپ سے پوچھ رہا تھا: بابا! کیا آج بھی ہم سبزی ہی کھائیں گے؟ ارشد نے میری طرف دیکھا اور کہنے لگا: نہیں بیٹا! آج تو بقر عید ہے اِنْ شَآءَ اللہ آج گوشت کھائیں گے۔

اچھا یہ بتائیے کہ ہم قربانی کیوں کرتے ہیں؟ شہناز بیگم جو کہ اتنی مَتانَت سے سمجھانے پر نہ صرف قائل ہوچکی تھیں بلکہ دل ہی دل میں شَرمِندہ بھی ہورہی تھیں، کہنے لگیں: سنّتِ رسول کی ادائیگی اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے۔

ماشآءَ اللہ، اللہ پاک آپ کی نیّت قبول فرمائے حاجی صاحب نے سراہتے ہوئے مزید سوال کیا: اچھا تو اپنا ہی جانور قربان کرکے سارا گوشت اسٹور کرلینا تو مقصد نہیں۔

حاجی صاحب نے مزید کہا: نیک بخت! اگر کسی نے قربانی کا سارا گوشت خود ہی رکھ لیا تب بھی کوئی گناہ نہیں لیکن بہتر اور افضل یہ ہے کہ گوشت کے 3 حصے کرے: ایک حصہ فُقَراء کے لئے، ایک دوست و احباب کے لئے اور ایک اپنے گھر والوں کے لئے۔

(ابلق گھوڑے سوار، ص23)

شہناز بیگم نے تائید میں سَر ہلاتے ہوئے کہا: آپ بالکل صحیح فرمارہے ہیں حاجی صاحب! میں شرمندہ ہوں میں نے صرف اپنے لئے سوچا دوسرے مسلمانوں کو بھول گئی۔ اب سے میں کبھی ایسا نہیں کرونگی۔ یہ کہتے ہوئے شہناز بیگم اُٹھ کر فریج کی طرف چل پڑیں۔ اب کہاں چلیں آپ؟ حاجی صاحب نے پوچھا۔

فریج سے گوشت نکال رہی ہوں، آپ تقسیم کرنے کی تیاری کرلیجئے ہم آج شام تک سارا گوشت بانٹ دیں گے۔ اِنْ شَآءَ اللہ

شہناز بیگم کے جواب پر حاجی صاحب اطمینان سے آنکھیں مُوند کر ربِّ کریم کا شکر ادا کرنے لگے۔

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران
مولانا محمد عمران عطاری

عیدِ قُربان پر صفائی ستھرائی کا خیال رکھئے

ذُوالْحِجَّۃُ الْحَرَام کا مہینا کیا آتا ہے ہر طرف خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے، اس مہینے کی 10، 11 اور 12 تاریخ کو مسلمان اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے خلیل حضرتِ سَیِّدُنا ابراہیم علٰی نَبِیِّنَاوعلیہ الصَّلٰوۃُوَالسَّلام کی یاد تازہ کرنے کے لیے قُربانی کا اِہتمام کرتے ہیں۔ گلیوں، بازاروں اور شاہراہوں پر قُربانی کے جانور دِکھائی دیتے ہیں۔ قُربانی کے جانوروں کو صاف ستھرا رکھنے کے لئے خوب نہلایا، سجایا اور چمکایا بھی جاتا ہے یقیناً **اچھی اچھی نیتوں** کے ساتھ اِنہیں نہلانے، جائز سجاوٹ کے ذَریعے سجانے اور چمکانے میں کوئی حرج بھی نہیں مگر اس کے ساتھ ساتھ اپنے گھر، گلی اور محلے کی صفائی و ستھرائی پر بھی خصوصی توجُّہ دینی چاہئے۔ عموماً گلی کوچوں میں جہاں جانور باندھے جاتے ہیں وہاں **صفائی وستھرائی** کا خاص خیال نہیں رکھا جاتا، کہیں جانوروں کا چارا بکھرا نظر آتا ہے تو کہیں گوبر کا ڈھیر، اس کے ساتھ ساتھ قربانی کے جانوروں کے مالکان کے جوتے اور لباس وغیرہ بھی نجاست سے آلودہ نظر آتے ہیں۔

یاد رکھئے! اِنسانی طبیعت اپنے قُرب وجوار سے بہت جلد اَثر قبول کرتی ہے اور اَچھے یا بُرے ماحول کے اَثرات اِنسانی زندگی پر ضَرور مُرتب ہوتے ہیں لہٰذا اِنسان کو چاہئے کہ وہ جس گھر، محلے اور علاقے میں رہتا ہے اُسے صاف ستھرا رکھنے میں اپنا کِردار اَدا کرے۔ گھر، محلے اور علاقے کا صاف ستھرا ہونا مُعاشرے کے اَفراد کی نفاست، اچھے مزاج، پُروقار زندگی اور خوبصورت سوچ کی عکاسی کرتا ہے۔ دینِ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو صاف ستھرا رہنے کا حکم دیا ہے، خواہ یہ صفائی جسمانی ہو یا روحانی، فَرد کی ہو یا مُعاشرے کی، گھر کی ہو یا محلے کی، اَلغرض اِسلام جسم وروح، دِل ودماغ اور قُرب وجوار کو صاف ستھرا رکھنے کا دَرس دیتا ہے۔

حدیثِ پاک میں ہے: **اللہ عَزَّوَجَلَّ پاک ہے پاکی کو پسند فرماتا ہے، ستھرا ہے ستھرے پن کو پسند کرتا ہے، کریم ہے کرم کو پسند کرتا ہے، جواد ہے سخاوت کو پسند فرماتا ہے تو تم اپنے صحنوں کو صاف ستھرا رکھو اور یہودیوں کے ساتھ مشابہت نہ کرو۔**

(ترمذی،4/365،حدیث:6808)

اِس حدیثِ پاک کے تحت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنَّان لکھتے ہیں: ظاہری پاکی کو طہارت کہتے ہیں اور باطنی پاکی کو طیب اور ظاہری باطنی دونوں پاکیوں کو ”نظافۃ“ کہا جاتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ بندے کی ظاہری باطنی پاکی پسند فرماتا ہے بندے کو چاہئے کہ ہر طرح پاک رہے جسم، نفس، روح، لباس، بدن، اخلاق غرضکہ ہر چیز کو پاک رکھے صاف رکھے، اقوال، افعال، احوال عقائد سب درست رکھے۔ اللہ تعالیٰ ایسی نظافت نصیب کرے۔

(”اپنے صحنوں کو صاف ستھرا رکھو“ کے تحت مفتی صاحب لکھتے ہیں:) یعنی اپنے گھر تک صاف رکھو لباس، بدن وغیرہ کی صفائی تو بہت ہی ضروری ہے **گھر بھی صاف رکھو** وہاں کوڑا جالا وغیرہ جمع نہ ہونے دو۔ (”یہودیوں کے ساتھ مشابہت نہ کرو“ کے تحت مفتی صاحب لکھتے ہیں:) کیونکہ یہود اپنے گھر کے صحن صاف نہیں رکھتے۔

(مراٰۃ المناجیح،6/192ملتقطاً)

خیال رہے کہ قربانی کا جانور ذبح کرنے اور اس کا گوشت گھر لے جانے سے کام ختم نہیں ہو جاتا بلکہ گلی وغیرہ کی صفائی بھی ضَروری ہے۔ قربانی کے جانور کی غلاظت وہیں چھوڑ دینے یا اِدھر اُدھر پھینکنے یا کسی اور کے گھر کے آگے ڈال دینے کے بجائے اس کا مناسب اِہتمام کیجئے تاکہ صفائی بھی ہو جائے اور کسی کی دِل آزاری بھی نہ ہو۔ یوں ہی قربانی کی کھالیں جمع کرنے والے اسلامی بھائیوں کو بھی چاہئے کہ وہ مسجد، گھر، دفتر اور مدرسے وغیرہ کی دَریوں، چٹائیوں اور دِیگر چیزوں کی صفائی وستھرائی کا خیال رکھیں اور انہیں خون آلود ہونے سے بچائیں۔

عیدِ قربان کے اس پُرمسرت موقع پر میری تمام عاشقانِ رسول سے **فریاد** ہے کہ وہ اپنے گھر، گلی، محلے اور اِرد گرد کے ماحول کو صاف ستھرا رکھنے پر بھرپور توجُّہ دیں اور گلی محلوں کو گندگی سے بدبودار کرنے کے بجائے خوشبوؤں سے مشکبار کرنے کی کوشش کریں۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں ظاہر وباطن کی پاکیزگی نصیب کرے اور ہمیں صاف ستھرا رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

قُربانی کا گوشت غُربا کو بھی دیجئے

قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتے ہیں اور دوسرے مالدار لوگوں کو بھی کِھلا سکتے ہیں مگر عید کے پُرمسَرّت موقع پر ہمیں ان غُربا کو بھی یاد رکھنا چاہئے جو سارا سال اپنی غربت کی وجہ سے گوشت نہیں کھا پاتے لہٰذا انہیں بھی اپنی قربانی کے گوشت سے ضَرور حصّہ دیجئے۔ بہتر یہ ہے کہ گوشت کے تین حصّے کرے ایک حصّہ فُقَرا کے لئے، ایک حصّہ دوست و اَحباب کے اور ایک حصّہ اپنے گھر والوں کے لئے۔ (عالمگیری، 5/300)

اُمّت کی طرف سے قربانی

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رَحْمتِ عالَم، نورِ مجسم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب قربانی کا ارادہ فرماتے تو دو مینڈھے خریدتے جو سینگوں والے، موٹے تازے، چتکبرے اور خصی ہوتے، ایک اپنی امّت کے توحید ورسالت کی گواہی دینے والے افراد جبکہ دوسرا اپنی اور اپنے اہلِ بیت کی طرف سے ذَبْح فرماتے۔ (ابن ماجہ، 3/528، حدیث: 3122)

تکبیرِ تشریق

نویں (9) ذُوالحِجة الحرام کی فجر سے تیرھویں (13) کی عَصْر تک پانچوں وقت کی فرض نمازیں جو مسجد کی جماعتِ اُولیٰ کے ساتھ ادا کی گئیں ان میں ایک بار بُلند آواز سے تکبیر کہنا واجب ہے اور تین بار افضل۔ (تبیین الحقائق، 1/227) اسے **تکبیرِ تشریق** کہتے ہیں اور وہ یہ ہے: **اَللّٰہُ اَکْبَرُ ؕ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ؕ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ ؕ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ؕ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ؕ** (تنویر الابصار مع ردالمحتار، 3/71)

تکبیرِ تشریق کا پس منظر مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: تکبیرِ تشریق حضرت جبریل، حضرت خلیل (حضرت ابراہیم علیہ السّلام)، حضرت اسماعیل (علیہ السّلام) کے کلاموں کا مجموعہ ہے کہ جب حضرت جبریل جنّت سے دُنبہ لے کر حاضر ہوئے، اُدھر خلیل اپنے لختِ جگر کو ذَبح کرنے لگے تو (حضرت جبریل نے) اوپر سے پکارا: **اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ** حضرت خلیل نے اوپر دیکھا تو جبریل کو آتے دیکھ کر فرمایا: **لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ**، پھر بحکمِ پروردگار عَزَّوَجَلَّ حضرت اسماعیل کے ہاتھ پاؤں کھولے اور قبولیتِ قربانی کی بِشارت دی تو آپ (یعنی حضرت اسماعیل علیہ السّلام) نے فرمایا: **لِلّٰہِ الْحَمْدُ**۔ (مراٰۃ المناجیح، 2/88)

تکبیرِ تشریق کے متعلق مزید احکام جاننے کے لئے امیر اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی کتاب "**نماز کے احکام**" صفحہ 447 پڑھئے۔

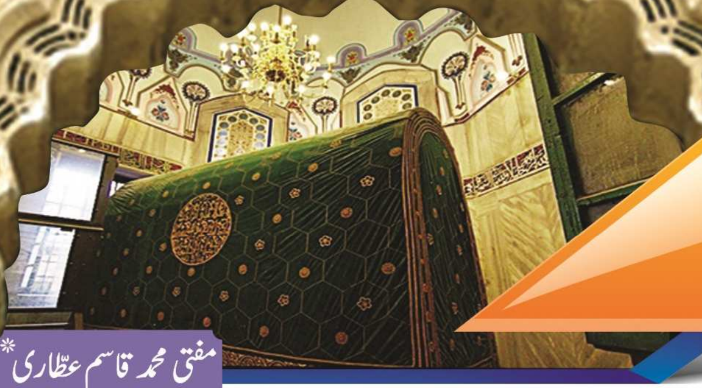

حضرت ابراہیم عَلَیہ الصَّلوٰۃ والسَّلام کا خوبصورت تذکرہ

مفتی محمد قاسم عطّاری*

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِیْمَ
بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًاؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِیْذٍ (۶۹)
فَلَمَّا رَاٰۤ اَیْدِیَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَیْهِ نَكِرَهُمْ وَ اَوْجَسَ مِنْهُمْ خِیْفَةًؕ قَالُوْا
لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍؕ (۷۰) وَ امْرَاَتُهٗ قَآىٕمَةٌ فَضَحِكَتْ
فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَۙ وَ مِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ (۷۱) قَالَتْ یٰوَیْلَتٰۤى ءَاَلِدُ
وَ اَنَا عَجُوْزٌ وَّ هٰذَا بَعْلِیْ شَیْخًاؕ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ (۷۲) قَالُوْۤا
اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَكٰتُهٗ عَلَیْكُمْ اَهْلَ الْبَیْتِؕ
اِنَّهٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۷۳) فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِیْمَ الرَّوْعُ وَ جَآءَتْهُ الْبُشْرٰى
یُجَادِلُنَا فِیْ قَوْمِ لُوْطٍؕ (۷۴) اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ لَحَلِیْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِیْبٌ (۷۵) یٰۤاِبْرٰهِیْمُ
اَعْرِضْ عَنْ هٰذَاۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَۚ وَ اِنَّهُمْ اٰتِیْهِمْ عَذَابٌ
غَیْرُ مَرْدُوْدٍ (۷۶)﴾ (پارہ 12، ہود: 69 تا 76)

ترجمہ: اور بیشک ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر آئے۔ انہوں نے "سلام" کہا تو ابراہیم نے "سلام" کہا۔ پھر تھوڑی ہی دیر میں ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آئے۔ (69) پھر جب دیکھا کہ ان (فرشتوں) کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں بڑھ رہے تو ان سے وحشت ہوئی اور ان کی طرف سے خوف محسوس کیا۔ انہوں نے کہا: آپ نہ ڈریں۔ بیشک ہم قومِ لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ (70) اور ان کی بیوی (وہاں) کھڑی تھی تو وہ ہنسنے لگی تو ہم نے اسے اسحاق کی اور اسحاق کے پیچھے یعقوب کی خوشخبری دی۔ (71) کہا: ہائے تعجب! کیا میرے ہاں بیٹا پیدا ہوگا حالانکہ میں تو بوڑھی ہوں اور یہ میرے شوہر بھی بہت زیادہ عمر کے ہیں۔ بیشک یہ بڑی عجیب بات ہے۔ (72) فرشتوں نے کہا: کیا تم اللہ کے کام پر تعجب کرتی ہو؟ اے گھر والو! تم پر اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔ بیشک وہی سب خوبیوں والا، عزت والا ہے۔ (73) پھر جب ابراہیم سے خوف زائل ہوگیا اور اس کے پاس خوشخبری آگئی تو ہم سے قومِ لوط کے بارے میں جھگڑنے لگے۔ (74) بیشک ابراہیم بڑے تحمل والا، بہت آہیں بھرنے والا، رجوع کرنے والا ہے۔ (75) (ہم نے فرمایا) اے ابراہیم! اس بات سے کنارہ کشی کرلیجئے، بیشک تیرے رب کا حکم آچکا ہے اور بیشک ان پر ایسا عذاب آنے والا ہے جو پھیرا نہ جائے گا۔ (76)

سورۂ ہُود کی ان آٹھ آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ فرشتے حسین وجمیل نوجوان لڑکوں کی شکل میں حضرت ابراہیم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے پاس آئے اور سلام عرض کیا۔ آپ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے سلام کا جواب دیا اور انہیں مہمان خیال کرتے ہوئے ایک بھنا ہوا بچھڑا کھانے کے لئے لے آئے، لیکن مہمانوں نے کھانے کی طرف اصلاً ہاتھ نہ بڑھایا۔ اس پر آپ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو گھبراہٹ اور خوف ہوا کہ یہ کوئی نقصان نہ پہنچادیں۔ فرشتوں نے خوفزدہ دیکھ کر عرض کی کہ آپ نہ ڈریں، ہم کھانا اس لئے نہیں کھا رہے کہ ہم فرشتے ہیں اور قومِ لوط پر عذاب نازل کرنے کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ اِس گفتگو کے دوران حضرت ابراہیم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی زوجہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا بھی پسِ پردہ کھڑی یہ باتیں سن رہی تھیں، بیٹے کی بشارت یا کسی اور بات پر وہ ہنس پڑیں۔ فرشتوں نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو ان کے بیٹے اسحاق اور ان کے بعد اسحاق کے بیٹے یعقوب علیہما الصّلوٰۃ والسّلام کی ولادت

کی خوشخبری دی۔ بشارت سن کر حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے تعجب سے کہا: کیا میرے ہاں بیٹا پیدا ہو گا حالانکہ میں تو بوڑھی ہوں اور میرے شوہر بھی بہت زیادہ عمر کے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی عمر 120 سال اور حضرت سارہ کی 90 سال تھی (جلالین مع صاوی 3/923) فرشتوں نے جواب دیا کہ آپ کے لئے اس امرِ الٰہی پر کیا تعجب کیونکہ آپ کا تعلق اس گھرانے سے ہے جو معجزات اور عادتوں سے ہٹ کر کاموں کے سرانجام ہونے، اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کے نازل ہونے کی جگہ بنا ہوا ہے۔

بہرحال جب فرشتوں سے کلام کرنے سے بعد حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا خوف زائل ہو گیا تو آپ علیہ السّلام قومِ لوط کے بارے میں فرشتوں سے سوال و جواب کی صورت میں کلام کرنے لگے جسے اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ سے بیان فرمایا کہ ابراہیم ہم سے قومِ لوط کے بارے میں جھگڑنے لگے۔ آپ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا مقصد یہ تھا کہ عذاب مؤخر ہو جائے اور بستی والوں کو ایمان و توبہ کے لئے کچھ اور مہلت و موقع مل جائے۔ آپ علیہ السّلام کی اس رحمت و شفقت پر اللہ تعالیٰ نے آپ کی مدح فرمائی کہ بیشک ابراہیم بڑے تحمل والے، خدا سے بہت ڈرنے والے، اس کے سامنے بہت آہ و زاری کرنے والے ہیں اور اس کے علاوہ "مُنِیْبٌ" یعنی خدا کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔ یہ اس لئے فرمایا کہ جو شخص دوسروں پر عذابِ الٰہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے ڈرتا اور اس کی طرف رجوع کرتا ہے، وہ اپنے معاملے میں کس قدر خدا سے ڈرنے والا اور رجوع کرنے والا ہو گا۔ قومِ لوط کے متعلق جب حضرت ابراہیم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا کلام طویل ہوا تو فرشتوں نے عرض کی: اے ابراہیم! عذاب مؤخر کرنے کی درخواست چھوڑ دیں کیونکہ ربّ العالمین کی طرف سے اِس قوم پر عذاب نازل ہونے کا حتمی فیصلہ ہو چکا ہے لہٰذا اس عذاب کے ٹلنے کی اب کوئی صورت نہیں اور یوں اِس کے بعد قومِ لوط پر عذاب آ گیا۔

ان آیات سے درس ❁ ملاقات کے وقت سلام کرنا فرشتوں اور نبیوں کی سنت ہے ❁ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ازواجِ مطہرات اہلِ بیت میں داخل ہیں کیونکہ یہاں حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو اہلِ بیت کہا گیا ہے ❁ حضرت ابراہیم اور ان کی زوجہ کو بیٹے اور پوتے کی بشارت دینے سے مستقبل کے غیب کی خبر معلوم ہو گئی اور بتانے والے فرشتوں کو بھی یقیناً یہ غیب کا علم تھا ❁ تحمل، بردباری، خوفِ خدا، گریہ و زاری، خدا کی طرف رجوع کرنا، اللہ کریم کو بہت پسند ہے ❁ کفار کے ساتھ یہ رحمت و شفقت کی جائے کہ ان کے لئے دولتِ ایمان کی کوشش کی جائے تاکہ وہ ابدی عذاب سے بچ جائیں ❁ انبیاء علیہم السّلام کا بارگاہِ خداوندی میں بہت بلند مقام ہے کہ اُس عظمت والی بارگاہ میں بھی یہ تکرار و اصرار کرسکتے ہیں، گویا نیاز بھی ہے اور ناز بھی ❁ فرشتوں کے صحیفوں میں لکھی کسی چیز پر معلق تقدیر دعاؤں یا نیکیوں سے ٹل جاتی ہے جبکہ ظاہری مُبرَم و قطعی تقدیر انبیاء علیہم السّلام اور خواص اولیاء کی دعاؤں سے بدل سکتی ہے لیکن حقیقی قطعی مبرم تقدیر ہرگز نہیں بدلتی، حتی کہ انبیاءِ کرام علیہم السّلام بھی اس کے متعلق دعا کرنے لگیں تو انہیں دعا کرنے سے روک دیا جاتا ہے۔

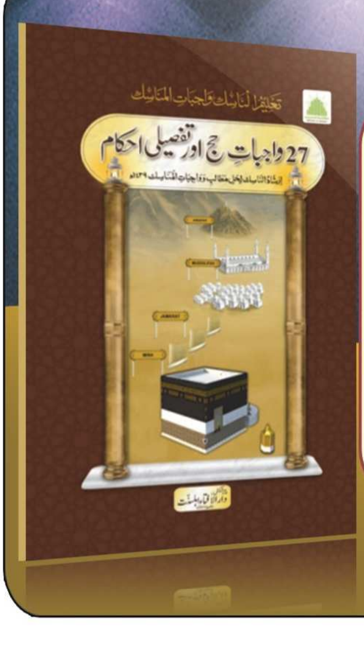

حج کے بارے میں ضروری و اہم احکامات جاننے کے لئے "27 واجباتِ حج اور تفصیلی احکام" کا خود بھی مطالعہ کیجئے اور دوسروں کو بھی ترغیب دلائیے۔

روشن ستارے

عدنان احمد عطاری مدنی

امیر المؤمنین حضرتِ سیّدُنا عثمانِ غنی رضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عنْہُ

اگر میری دس بیٹیاں بھی ہوتیں تو میں ایک کے بعد دوسری سے تمہارا نکاح کر دیتا کیونکہ میں تم سے راضی ہوں۔ (معجم اوسط، 4/322، حدیث:6116) نبیِّ رحمت صلَّی اللہُ تعالیٰ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم کے یہ اعزازی اور رضامندی کے کلمات مسلمانوں کے اس عظیم خیر خواہ، ہمدرد اور غم گُسار ہستی کے لئے ہیں جسے خلیفۂ ثالث (یعنی تیسرے خلیفہ) امیر المؤمنین حضرتِ سیّدنا عثمانِ غنی رضیَ اللہُ تعالیٰ عنہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ **پیدائش و قبولِ اسلام** آپ رضیَ اللہُ تعالیٰ عنہ عامُ الفیل (اَبْرَہَہ بادشاہ کے مکّۂ مکرّمہ پر ہاتھیوں کے ساتھ حملے) کے چھ سال بعد مکّۂ مکرّمہ میں پیدا ہوئے۔ (الاصابہ، 4/377) آپ رضیَ اللہُ تعالیٰ عنہ اُن خوش نصیبوں میں سے ہیں جنہوں نے ابتدا ہی میں داعیِ اسلام صلَّی اللہُ تعالیٰ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم کی پکار پر لَبَّیْک کہا۔ (معجم کبیر، 1/85، حدیث:124) اسلام لانے کے بعد چچا حَکَم بن ابو العاص نے آپ رضیَ اللہُ تعالیٰ عنہ کو رسیوں سے باندھ دیا اور دینِ اسلام چھوڑنے کا کہا تو آپ رضیَ اللہُ تعالیٰ عنہ نے اسے صاف صاف کہہ دیا: میں دینِ اسلام کو کبھی بھی نہیں چھوڑوں گا اور نہ ہی کبھی اس سے جدا ہوں گا۔ (تاریخ ابن عساکر، 39/26 ملخصاً) **حُلیہ مبارکہ** آپ رضیَ اللہُ تعالیٰ عنہ کا سینہ چوڑا، قد دَرْمیانہ کہ زیادہ لمبا نہ زیادہ چھوٹا اور خدوخال حسین تھے جنہیں گندُمی رنگ نے اور پُرکشش (Attractive) بنادیا تھا جبکہ زرد خِضاب میں رنگی ہوئی بڑی داڑھی چہرے پر بہت بھلی معلوم ہوتی تھی۔ (تاریخ ابنِ عساکر، 39/12) **اَلقاب و اِعزازات** آپ رضیَ اللہُ تعالیٰ عنہ نے رحمتِ عالَم صلَّی اللہُ تعالیٰ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم کی دو شہزادیوں رضیَ اللہُ تعالیٰ عنہما سے یکے بعد دیگرے نکاح کرکے ذُوالنّورین (2 نور والے) کا لقب پایا، حضرتِ سیّدُنا لُوط علیہِ السَّلام کے بعد آپ رضیَ اللہُ تعالیٰ عنہ سب سے پہلی ہستی ہیں جنہوں نے رِضائے الٰہی کی خاطر اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ ہجرت فرمائی۔ (معجم کبیر، 1/90، حدیث: 143) اور ہجرت بھی ایک نہیں بلکہ دو دفعہ کی، ایک مرتبہ حَبْشہ کی طرف تو دوسری بار مدینے کی جانب۔ (تاریخ ابن عساکر، 39/8) آپ رضیَ اللہُ تعالیٰ عنہ نے دنیا میں قراٰنِ کریم کی نَشْر و اِشاعت فرما کر اُمّتِ مُسْلِمہ پر احسانِ عظیم کیا اور جامعُ القراٰن ہونے کا اِعزاز پایا۔[1] آپ رضیَ اللہُ تعالیٰ عنہ نے زمانۂ جاہلیت میں بھی نہ کبھی شراب (Wine) پی، نہ بدکاری کے قریب گئے، نہ کبھی چوری کی نہ گانا گایا اور نہ ہی کبھی جھوٹ بولا۔ (الریاض النضرۃ، 2/33، تاریخ ابن عساکر، 39/27، 225) **سیرتِ مبارکہ** اَدَب، سَخاوت، خیر خواہی، حیا، سادگی، عاجزی، رَحم دلی، دل جوئی، فکرِ آخرت، اِتّباعِ سنّت اور خوفِ خدا آپ رضیَ اللہُ تعالیٰ عنہ کی سیرتِ مبارکہ کے روشن پہلو ہیں۔ **اَدَبِ رسول** ایسا تھا کہ جس ہاتھ سے رحمتِ عالَم صلَّی اللہُ تعالیٰ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم کے دستِ حق پرست پر بَیعت کی اس ہاتھ سے کبھی اپنی شَرم گاہ کو نہیں چُھوا۔ (معجم کبیر، 1/85، حدیث:124) **سخاوت** ایسی کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر مسلمانوں کی بے سروسامانی کو دیکھتے ہوئے پہلی دفعہ ایک سو (100) اونٹ (Camel)، دوسری مرتبہ دوسو (200) اونٹ اور تیسری بار تین سو (300) اونٹ دینے کا وعدہ کیا۔ (ترمذی، 5/391، حدیث:3720 ملخصاً) مگر حاضِر کرنے کے وَقت آپ نے 950 اُونٹ، 50 گھوڑے اور 1000 اشرفیاں پیش کیں، پھر بعد میں 10 ہزار اشرفیاں اور پیش کیں۔ (مراٰۃ المناجیح، 8/395) **خیر خواہی** ایسی کہ ہر جُمُعہ (Friday) کو غلام آزاد کیا کرتے، اگر کسی

جمعہ ناغہ ہو جاتا تو اگلے جمعہ دو غلام آزاد کرتے تھے۔ (تاریخ ابن عساکر، 39/28) **باحیا** ایسے کہ بند کمرے میں غُسل کرتے ہوئے نہ اپنے کپڑے اتارتے اور نہ اپنی کمر سیدھی کر پاتے۔ (حلیۃ الاولیاء، 1/94) **لباس میں سادگی** ایسی کہ مال و دولت کی فراوانی کے باوجود جمعہ کے دن مِنبر پر خُطبہ دیتے ہوئے بھی چار (4) یا پانچ (5) درہم کا معمولی تہبند جسم کی زینت ہوتا۔ (معرفۃ الصحابہ، 1/79) **کھانے میں سادگی** ایسی کہ لوگوں کو امیروں والا کھانا کھلاتے اور خود گھر جا کر سِرکہ اور زیتون (Olive) پر گُزارہ کرتے۔ (الزھد لامام احمد، ص155، رقم: 684) **عاجزی** ایسی کہ خلافت جیسے عظیم منصب پر فائز ہونے کے باوجود خچّر پر سُوار ہوتے تو پیچھے غلام کو بٹھانے میں کوئی عار (شرم) محسوس نہ کرتے۔ (الزھد لامام احمد، 153، رقم: 672 ماخوذاً) **رَحْم دلی** ایسی کہ خادِم یا غلام کے آرام کا خیال فرماتے اور رات کے وقت کوئی کام پڑتا تو خادموں کو جگانا مناسب خیال نہ کرتے اور اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرلیتے تھے۔ (تاریخ ابن عساکر، 39/236) **دل جوئی** کی ایسی پیاری عادت کہ ایک مرتبہ حضرت مُغیرہ بن شُعبہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے غلام کا نکاح ہوا تو اس نے آپ کو شرکت کی دعوت دی۔ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ تشریف لائے اور فرمایا: میں روزے سے ہوں مگر میں نے یہ پسند کیا کہ تمہاری دعوت کو قبول کروں اور تمہارے لئے برکت کی دعا کروں۔ (الزھد لامام احمد، ص156، رقم: 689) **عبادت گزار** ایسے تھے کہ رات کے ابتدائی حصّے میں آرام کرکے رات بھر عبادت کرتے رہتے جبکہ دن نفلی روزے میں گزرتا۔ (الزھد لامام احمد، ص156، رقم: 688) **تلاوتِ قراٰن کے عاشق** ایسے کہ ایک رکعت میں ختمِ قراٰن کرلیتے تھے۔ (معجم کبیر، 1/87، حدیث: 130) خود فرمایا کرتے تھے: اگر تمہارے دل پاک ہوں تو کلامِ الٰہی سے کبھی بھی سیر نہ ہوں۔ (الزھد لامام احمد، ص154، رقم: 680) عَشَرَۂ مُبَشَّرہ (دس جنتی صحابہ) میں شامل ہونے کے باوجود **فکرِ آخرت** ایسی کہ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو اِس قَدَر روتے کہ آنسوؤں سے آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی رِیش (یعنی داڑھی) مبارک تَر ہو جاتی۔ (ترمذی، 4/138، حدیث: 2315) **اتباعِ سنّت کا جذبہ** ایسا کہ مسجد کے دروازے پر بیٹھ کر بکری کی دَستی کا گوشت منگوایا اور کھایا اور بغیر تازہ وُضو کئے نماز ادا کی پھر فرمایا کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بھی اِسی جگہ بیٹھ کر یہی کھایا تھا اور اِسی طرح کیا تھا۔ (مسندِ احمد، 1/137، حدیث: 441 ملخصاً) **خوفِ خدا** ایسا کہ ایک بار اپنے غلام سے فرمایا: میں نے ایک مرتبہ تمہارا کان کھینچا تھا، تم مجھ سے اس کا بدلہ لے لو، اس نے کان پکڑا تو فرمایا: زور سے کھینچو، پھر فرمایا: کتنی اچھی بات ہے کہ قِصاص کا مُعاملہ دنیا ہی میں ہے، آخرت میں نہیں۔ (الریاض النضرۃ، 2/45) **دورِ خلافت** آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ یکم محرم الحرام 24 ہجری کو مَسندِ خِلافت پر فائز ہوئے۔ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے دورِ خلافت میں اَفریقہ، ملکِ روم کا بڑا علاقہ اور کئی بڑے شہر اسلامی سلطنت کا حصہ بنے۔ 26 ہجری میں مسجدِ حرام کی توسیع جبکہ 29 ہجری میں مسجدِ نبوی شریف کی توسیع کرتے ہوئے پتھر کے ستون اور ساگوان کی لکڑی کی چھت بنوائی۔ (تاریخ الخلفاء، 122 تا 124 ملخصاً) **وصالِ مبارک** آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے بارہ سال خلافت پر فائز رہ کر 18 ذُوالحجۃ الحرام سن 35 ہجری میں بروزِ جمعہ روزے کی حالت میں تقریباً 82 سال کی طویل عمر پا کر نہایت مظلومیّت کے ساتھ جامِ شہادت نوش فرمایا۔ **جنّت کے دولہا** شہادت کے بعد حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے رحمتِ عالم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو خواب میں فرماتے ہوئے سنا: بیشک! عثمان (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کو جنّت میں عالیشان دولہا بنایا گیا ہے۔ (الریاض النضرۃ، 2/67)

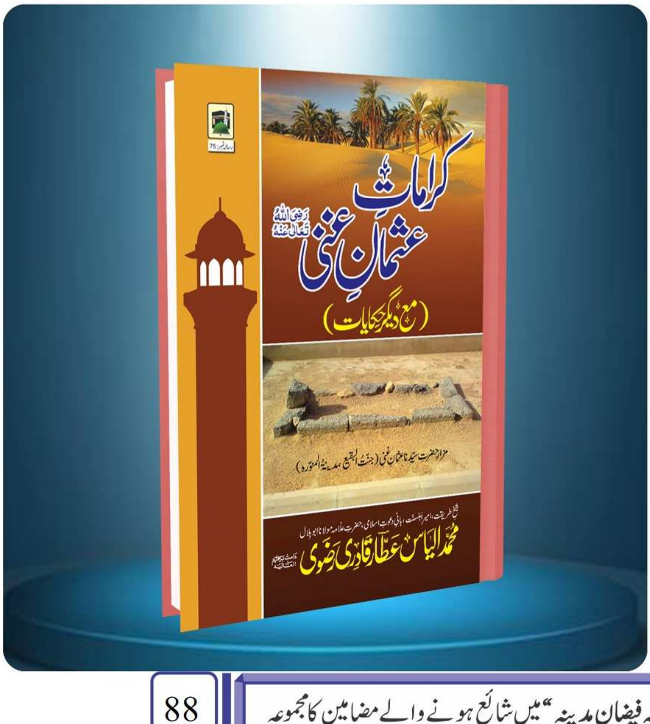

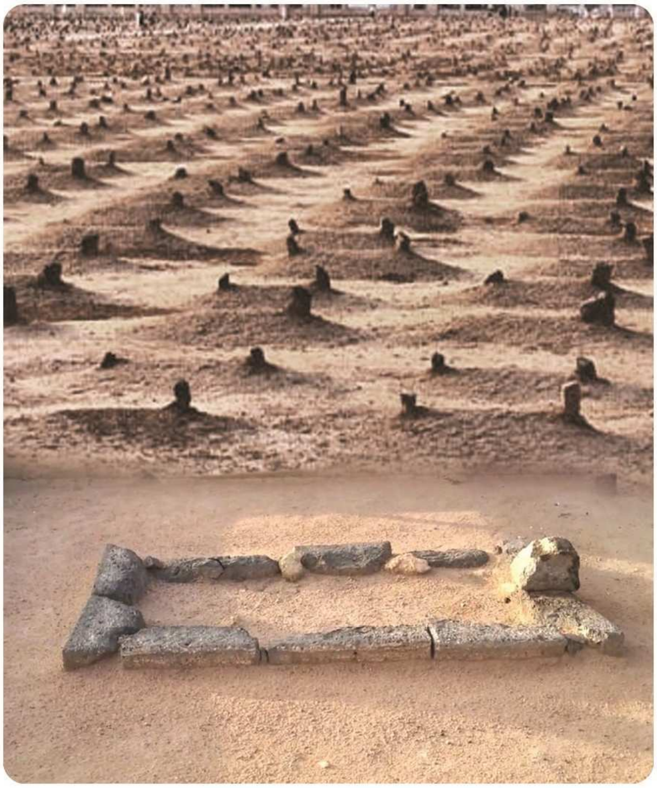

جنّت کے خریدار
حضرت عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ

آصف جہانزیب عطّاری مَدَنی*

یوں تو ہر صحابیِ رسول جنّتی ہے مگر کئی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے زبانِ رسالت سے جنّت کی خوش خبریاں بطورِ خاص پائی ہیں ان میں عشرۂ مُبشَّرہ سرِفہرست ہیں، ان دس صحابہ میں شامل خلیفۂ ثالث ذوالنّورین، حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں: میں نے دس ہزار درہم کے بدلے جنّت خریدلی ہے۔(1) آئیے زبانِ رسالت سے جاری ہونے والے چند مبارک کلمات پڑھتے ہیں جن میں حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو جنّت کی نویدِ پُربہار سنائی گئی یا آپ رضی اللہ عنہ کو جنّت میں ملنے والے اعلیٰ انعامات اور بلند مقامات کا ذکر کیا گیا ہے۔

رَفاقتِ نبی: ایک موقع پر نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت سیّدتُنا عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: کیا میں تمہیں خوشخبری نہ دوں؟ انہوں نے عرض کی: کیوں نہیں یَارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! فرمایا: تمہارے والد (ابوبکر) جنّتی ہیں اور جنّت میں ان کے رفیق حضرت ابراہیم علیہ السَّلام ہوں گے، اور عمر جنّتی ہیں ان کے رفیقِ جنّت حضرت نوح علیہ السَّلام ہوں گے، اور عثمان جنّتی ہیں ان کا رفیق میں خود ہوں، اور علی جنّتی ہیں ان کے رفیق حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السَّلام ہوں گے۔(2)

جنّت کا ساتھی: ایک مرتبہ حضورِ اقدس صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے طلحہ! ہر نبی کے لئے جنّت میں اس کا ایک اُمّتی رفیق (ساتھی) ہوتا ہے اور جنّت میں عثمان بن عفان میرے رفیق اور میرے ساتھ ہوں گے۔(3)

جنّتی درخت کی شاخ: ایک بار پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یوں فرمایا: سخاوت ایک جنّتی درخت ہے اور حضرت عثمان اس کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہیں۔(4)

جنّت کی خوش خبری: حضرت سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سیّدِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مدینہ کے ایک باغ میں ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے۔ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا تو رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: دروازہ کھول دو اور آنے والے کو جنّت کی خوش خبری دو، دروازہ کھولا گیا تو حضرت سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ تھے پھر کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا تو جانِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: دروازہ کھول دو اور آنے والے کو جنّت کی خوش خبری دو، دروازہ کھولا گیا تو حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے پھر کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا تو نورِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: دروازہ کھول دو اور آنے والے کو جنّت کی خوش خبری کے ساتھ امتحان اور آزمائش میں مبتلا ہونے کی خبر بھی دو، دروازہ کھولا گیا تو حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ تھے۔(5)

حُور سے نکاح: ایک مرتبہ خلافتِ صدیقِ اکبر میں زبردست قحط پڑا، حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے ایک ہزار اونٹ مدینے پہنچے جن پر کھانے پینے کی اشیاء لَدی ہوئی تھیں تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مدینے کے تاجروں سے فرمایا: اے تاجروں کی جماعت!

اس بات پر گواہ ہو جاؤ کہ میں نے یہ تمام اشیاء مدینے کے ضرورت مندوں کے لئے صدقہ کر دی ہیں۔ حضرت سیدنا عبدُ اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں جب رات کو سویا تو خواب میں سرکارِ دو عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت کی، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے نور کی چادر پہن رکھی تھی، مبارک ہاتھوں میں نور کی چھڑی اور پاؤں مبارک میں جو نعلین تھے ان کے تسمے بھی نورانی تھے، ارشاد فرما رہے تھے: میں جلدی میں ہوں، عثمان نے ایک ہزار اونٹ کا بوجھ گندم وغیرہ صدقہ کیا ہے۔ اللہ پاک نے عثمان کا یہ عمل قبول فرما کر جنّتی حور سے ان کا نکاح فرمایا ہے۔(6)

جنّتی مرد: ایک مرتبہ ایک شخص بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا تو حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس سے مُصافَحہ فرمایا اور جب تک اس شخص نے اپنا ہاتھ نہ کھینچا آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس کا ہاتھ نہ چھوڑا اس شخص نے پوچھا: یَا رسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! حضرت عثمان کیسے ہیں؟ ارشاد فرمایا: وہ جنّتی مردوں میں سے ایک مرد ہیں۔(7)

جنّتی حور: ایک مرتبہ رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: میں جنّت میں داخل ہوا تو ایک سیب میرے ہاتھ پر رکھ دیا گیا میں اسے الٹ پلٹ رہا تھا کہ وہ سیب پھٹ گیا اور اس میں سے ایک حور نکلی جس کی بھنویں گدھ کے پروں جیسی تھیں میں نے پوچھا: تو کس کے لئے ہے؟ اس نے کہا: ظلماً شہید ہونے والے حضرت عثمان بن عفان کے لئے۔(8)

جنّتی محل: نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمان ہے: میں جنّت میں داخل ہوا تو سونے، موتی اور یاقوت سے بنا ہوا ایک محل دیکھا، میں نے پوچھا: یہ کس کے لئے ہے؟ بتایا گیا کہ آپ کے بعد ظلماً شہید ہونے والے خلیفہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے لئے ہے۔(9)

جنّتی بشارتوں کی تصدیق: جب امیرُ المؤمنین حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو خارجیوں نے گھر میں محصور ہونے پر مجبور کر دیا تو حضرت سیّدنا عثمانِ غنی نے دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو بلوایا اور خارجیوں کے سامنے ان واقعات کی تصدیق کروائی جن میں آپ رضی اللہ عنہ کو نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جنّت کی بشارتیں عطا کی تھیں۔

مسجد میں اضافہ اور جنّت: آپ نے فرمایا: تم میں کوئی ایسا ہے جس نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو یہ فرماتے سنا ہو کہ جو (اونٹوں کے) اس باڑے کو خریدے گا اور ہماری مسجد میں اضافہ کر دے گا اس کے لئے جنّت ہے اور دنیا میں اس کے لئے یہ اجر ہے کہ جب تک مسجد باقی رہے گی اس شخص کے درجات بلند ہوں گے، تو میں نے وہ باڑا 20 ہزار درہم میں خرید کر مسجد کے لئے وقف کر دیا تھا۔

لشکر کی مدد اور جنّت: پھر فرمایا: کیا کوئی ایسا ہے جس نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو یہ فرماتے سنا ہو کہ جو اس جَیْشِ عُسْرہ (بے سروسامان لشکر) کو سامانِ ضرورت دے گا تو اس کیلئے جنّت ہے تو میں نے اس لشکر کو سازوسامان سے لیس کر دیا تھا۔

کنویں کے بدلے جنّت: پھر فرمایا: کیا کسی نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے یہ سنا ہے کہ جو رُومہ کنواں خریدے گا اس کے لئے جنّت ہے، میں نے اسے خرید ا تو میرے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اسے غریبوں کے لئے کر دو، تمہیں اس کا ثواب بھی ملے گا اور جنّت بھی، حضرت عثمان کی گفتگو سُن کر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: ہاں ہم نے ایسا ہی سُنا ہے، لیکن اس پر خارجیوں نے کہا: یہ سچ کہہ رہے ہیں مگر آپ بدل چکے ہیں۔(10)

تاریخِ شہادت: حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی باتوں کا بےحِس خارجیوں پر کچھ اثر نہ ہوا آخر کار جھوٹے الزامات لگا کر آپ رضی اللہ عنہ کو بحالتِ روزہ بروز جمعہ 18 ذوالحجہ سِن 35 ہجری کو شہید کر دیا گیا، مزارِ مبارک جنّتُ البقیع میں ہے۔(11)

---

(1) تاریخ ابن عساکر، 39/172 (2) الریاض النضرۃ، 1/35 (3) کنز العمال، جز:11، 6/273، حدیث:32854 (4) کنز العمال، جز:11، 6/273، حدیث: 32849 (5) مسلم، ص 1004، حدیث:6212 ملخصًا (6) الریاض النضرۃ، 2/43 ملخصًا (7) معجم کبیر، 12/405، حدیث:13495 (8) کنز العمال، جز:13، 7/29، حدیث:36257 (9) تاریخ ابن عساکر، 39/109 (10) کنز العمال، جز:13، 7/44، حدیث:36332 (11) معرفۃ الصحابہ، 1/264، 271، الاصابہ، 4/379۔

سخاوتِ عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محمد امجد عطاری مدنی*

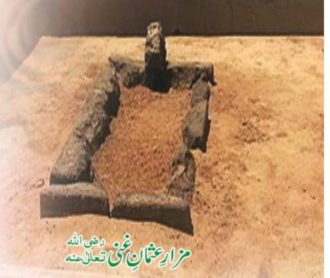

مزارِ عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رسولِ اکرم، شفیعِ معظّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمان ہے: سخی اللہ تعالیٰ سے قریب، جنّت سے قریب، لوگوں سے قریب اور دوزخ سے دور ہے جبکہ بخیل اللہ سے دور، جنّت سے دور، لوگوں سے دور اور دوزخ سے قریب ہے اور جاہل سخی اللہ پاک کو عبادت گزار بخیل سے زیادہ محبوب ہے۔

(ترمذی،3/387، حدیث:1968)

حضرت عبدُاللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: خلافتِ صدیقی میں قحط پڑ گیا، لوگ بارگاہِ صدیقی میں حاضر ہوئے اور عرض کی: آسمان بارش نہیں برسا رہا، زمین سبزہ نہیں اُگا رہی اور لوگ سخت مصیبت و پریشانی میں ہیں۔ خلیفۂ رسول حضرتِ سیّدُنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جاؤ اور صَبْر کرو، شام گزرنے سے پہلے ہی اللہ کریم تمہاری تنگی دور فرما دے گا۔ چنانچہ کچھ ہی وقت گزرا تھا کہ شور اُٹھا "مُلکِ شام سے عثمان کا تجارتی قافلہ آیا ہے" اس میں سو اونٹ اشیائے خورد و نوش سے لدے تھے، تاجر حضرت کے دروازے پر جمع ہو گئے، دروازہ کھٹکھٹایا، آپ باہر تشریف لائے اور پوچھا: کیا چاہتے ہو؟ لوگوں نے کہا: بہت تنگی کا وقت ہے نہ آسمان سے بارش برس رہی ہے نہ زمین سبزہ اگا رہی ہے اور لوگ انتہائی پریشانی میں ہیں، آپ کھانے پینے کا سامانِ تجارت ہمیں بیچ دیں تاکہ ہم نادار مسلمانوں کی مدد کر کے ان پر فراخی کریں۔ فرمایا: محبت و شوق سے اندر آؤ اور خرید لو۔ تاجر اندر گئے تو کھانے کا سامان سامنے موجود تھا۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے ملکِ شام سے جتنے میں خریدا ہے آپ حضرات اس پر مجھے کتنا نفع دیں گے؟ تاجر بولے: دس کے بدلے بارہ دیں گے۔ فرمایا: مجھے اس سے زیادہ مل رہا ہے۔ تاجروں نے کہا: دس کے بدلے پندرہ دیں گے۔ فرمایا: مجھے اس سے بھی زیادہ مل رہا ہے۔ تاجر حیران ہو کر کہنے لگے: اے ابو عَمْرو! ہمارے علاوہ تو مدینہ طیبہ میں اور کوئی تاجر نہیں، آپ کو کون زیادہ دے رہا ہے؟ سیّدُنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مجھے میرا کریم ربّ زیادہ دے رہا ہے، ایک کے بدلے دس عطا فرما رہا ہے، کیا تم اس سے زیادہ دے سکتے ہو؟ تاجر بولے: بخدا! ہم اس سے زیادہ نہیں دے سکتے۔ حضرت سیّدُنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے یہ تمام اشیائے خوردنی (کھانے کی چیزیں) ضَرورت مند مسلمانوں پر صدقہ کر دی ہیں۔

(الرقۃ والبکاء لابن قدامہ، ص:92)

دو مرتبہ جنّت خریدی حضرتِ سیّدُنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضرتِ سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے دو مرتبہ جنّت خریدی، ایک مرتبہ جب بِئْرِ رُوْمَہ (پانی کا کنواں) خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کیا اور دوسری مرتبہ جب غزوۂ تبوک کے لئے سامانِ جہاد فراہم کیا۔ (حلیۃ الاولیاء،1/96، رقم:171)

حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سخاوت کے اور بھی واقعات کتبِ حدیث و سیرت میں جگمگا رہے ہیں۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 18 ذُوالحجۃ الحرام سن 35 ہجری میں بروزِ جمعہ روزے کی حالت میں تقریباً 82 سال کی عمر پا کر نہایت مظلومیّت کے ساتھ جامِ شہادت نوش فرمایا۔ (الاصابۃ،4/379، ماخوذاً)

اللہ تعالیٰ کی ان پر رَحْمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔
اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

گرمی پہ یہ بازار ہے عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کا

مولانا بلال حسین عطاری مَدَنی*

خلیفۂ ثالث، امیرُ المؤمنین حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ زمانۂ جاہلیت سے ہی ایک معزّز، سرمایہ دار اور تاجر شخص تھے۔ آپ کی تجارتی زندگی میں گندم اور کھجوروں وغیرہ کی تجارت، شراکت داری اور تجارت کی غرض سے مصر کا سفر شامل ہے۔ آپ دینِ اسلام کی نُصرت واِستحکام اور مسلمانوں کی خیر خواہی کے لئے موقع بموقع خَطِیر رقم (Huge Amount) خرچ کرتے رہے۔[1]

جنّت کے خریدار: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تاریخ اسلام کی وہ عظیم ہستی ہیں جنہوں نے تین مرتبہ جنّت خریدی: 1 ہجرت مدینہ کے بعد مسلمانوں کے لئے بئر رومہ خریدنے کے بدلے 2 مسجد نبوی کی توسیع کے لئے ساتھ والی جگہ خریدنے کے بدلے اور 3 غزوۂ تبوک کے موقع پر مسلمانوں کے بے سروسامان لشکر کو سامانِ ضرورت (950 اُونٹ، 50 گھوڑے اور 11000 اشرفیاں) فراہم کرنے کے بدلے۔[2]

بازار میں مستحکم ساکھ (Excellent Reputation): مارکیٹ میں آپ کی ساکھ بہت مضبوط و مستحکم تھی، تاجروں کو آپ کی زبان پر خوب اعتبار تھا خود بیان کرتے ہیں کہ میں بنی قَینُقاع کے بازار سے کھجور خرید کر مدینے بھیجتا اور ان کو وزن بتادیتا، وہ لوگ صرف میرے کہے پر انحصار کرتے ہوئے کھجوروں کا وزن کئے بغیر ہی مجھے طے شدہ نفع دے دیتے۔ البتہ جب نبیِّ رحمت، مُصلحِ اُمّت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اس بات کا پتا چلا تو آپ نے تنبیہ فرمائی کہ خریدتے بیچتے وقت ناپ تول کرلیا کریں (تاکہ کسی طرح کے فساد کا اندیشہ نہ رہے)۔[3]

اسلام کے پہلے سلیپنگ پارٹنر (Sleeping Partner): آپ رضی اللہ عنہ لوگوں کو مُضاربت پر مال دیا کرتے تھے، آپ نے حضرت یعقوب جہنی رحمۃ اللہ علیہ کو بطورِ مُضاربت آدھے نفع پر مال دیا جو کہ ایک قول کے مطابق زمانۂ اسلام کی سب سے پہلی مُضاربت (Sleeping Partnership) تھی۔[4]

تجارتی شراکت دار (Business Partner): آپ رضی اللہ عنہ کی تجارتی سرگرمیوں میں شراکت داری پر کاروبار کرنا بھی شامل ہے، آپ نے حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے چچازاد بھائی حضرت رَبیعہ بن حارث رضی اللہ عنہ کے ساتھ شراکت داری پر کاروبار کیا۔[5]

اللہ خریدار ہے عثمان غنی کا: ایک مرتبہ خلافتِ صدیقِ اکبر میں زبردست قحط پڑا، ان دنوں آپ کا ایک ہزار اونٹوں پر مشتمل تجارتی قافلہ مدینے پہنچا جن پر کھانے پینے کی اشیاء لَدی ہوئی تھیں، مدینے کے تاجر آپ کے پاس اچھے نفع کی پیشکش لئے موجود تھے مگر آپ نے لوگوں سے نفع کمانے کے بجائے اللہ ربُّ العزت سے تجارت کرتے ہوئے اُخروی ثواب کمانے اور قحط زدہ لوگوں کی خدمت کرنے کو ترجیح دی اور وہ کھانے پینے کا تمام سامان مدینۂ منوّرہ کے فقیروں پر صدقہ کردیا۔[6]

شہادت: امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ 18 ذوالحجہ سِن 35 ہجری کو بحالتِ روزہ بروز جمعہ عصر کی نماز کے بعد شہید ہوئے، آپ کا مزارِ مبارک جنّتُ البقیع میں ہے۔[7]

---

(1) حسن المحاضرہ، 1/176، مراٰۃ المناجیح، 5/387 (2) کنز العمال، جز:13، 7/44، حدیث: 36332، مراٰۃ المناجیح، 8/395 (3) فتوح مصر والمغرب، ص 263 (4) طبقات ابن سعد، 3/44، شرح الزرقانی علی المؤطا، 3/473، تحت الرقم: 1433 (5) اسد الغابہ، 2/249 (6) الریاض النضرہ، 2/43 ملخصاً (7) معرفۃ الصحابہ، 1/264، 271، معجم کبیر، 1/77، الاصابہ، 4/379۔

مزارِ حضرت سیّدُنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ

فرامینِ عثمانی

ابو عبید عطّاری مَدَنی*

شرم و حیا، سادگی اور عاجزی جیسی بہترین خوبیوں والے، اتباعِ سنّت کے جذبے اور خوفِ خدا سے لبریز دل پانے والے تیسرے خلیفہ امیرُ المؤمنین حضرت سیّدُنا ذو النّورین عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے سِن 35 ہجری 18 ذوالحجۃ الحرام جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد جامِ شہادت نوش کیا۔(معرفۃ الصحابہ،1/85، معجم کبیر،1/77) آپ رضی اللہ عنہ نے خلافت کا منصب سنبھالنے کے بعد جہاں اُمّتِ مُسلمہ کی دنیا و آخرت اور عوامُ النّاس کی بہتری اور فلاح و بہبود کے لئے کارنامے سرانجام دیئے وہیں رُشد و ہدایت کے دریا بھی بہائے، جن میں سے چند نکات یہ ہیں:

❁ لوگو! تم ایک ختم ہوجانے والے گھر میں رہتے ہو اور زندگی کا باقی حصّہ گزار رہے ہو لہٰذا موت آنے تک جس قدر نیکیاں کرسکتے ہو جلدی کرلو، تم صبح کرو یا شام یاد رکھو! دنیا دھوکے میں لپٹی ہوئی ہے لہٰذا دنیا کی زندگی ہرگز تمہیں دھوکا نہ دے اور بڑا فریبی شیطان ہرگز تمہیں اللہ کے حِلْم کی (صفت کی) وجہ سے فریب میں نہ ڈالے۔

❁ مال اور بیٹے دنیا کی زندگی کی رونق ہیں اور باقی رہنے والی اچھی باتیں تیرے رب کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے زیادہ بہتر اور امّید کے اعتبار سے زیادہ اچھی ہیں۔

(پ15، الکھف: 45، 46، تاریخ طبری،2/589)

❁ (نگرانوں کو ہدایات جاری کرتے ہوئے فرمایا:) مجھے خطرہ ہے کہ تم لوگ خزانہ بھرنے میں مصروف ہوجاؤ گے اور امت کی نگہبانی کا فریضہ ادا نہ کروگے، اگر ایسا کروگے تو یاد رکھو کہ حیا، امانت اور وفا (معاشرے سے) ختم ہوجائے گی، سُن لو! بہترین انصاف یہ ہے کہ مسلمانوں کے فلاح و بہبود کے معاملات میں غور و فکر کرو، جو ان کا حق ہے انہیں ضَرور دو اور جو ان پر حق نکلتا ہے اسے ضَرور لو۔

(تاریخ طبری، 2/590)

❁ امانت دیانت داری (کا نام) ہے اس پر قائم رہنا اور خیانت کرنے والوں میں سب سے پہلے نہ بن جانا ورنہ بعد میں آنے والوں میں جو بھی خیانت کا مرتکب ٹھہرے گا تم اس کے ساتھ (گناہ میں) شریک ہو جاؤ گے پورے حق کی ادائیگی کرنا خیر خواہی ہے، معاہدہ کرنے والوں اور یتیموں پر ظلم مت کرنا کہ جس نے ان پر ظلم کیا اسے بروزِ قیامت اللہ پاک کے سامنے جواب دہ ہونا پڑے گا۔(تاریخ طبری،2/591)

❁ (عوام کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:) تمہیں اطاعت اور پیروی کرنے کا حکم ہے لہٰذا اپنے معاملات میں دنیا کی طرف ہرگز مائل نہ ہوجانا۔(تاریخ طبری، 2/591)

❁ اے لوگو! یقیناً اللہ پاک نے تمہیں دنیا اس لئے عطا فرمائی ہے کہ تم اس کے ذریعے آخرت کی تیاری کرو، اس لئے عطا نہیں کی کہ تم اس کی طرف جھک جاؤ مزید فرمایا: اللہ پاک سے ڈرتے رہو کیونکہ خوفِ خدا عذاب کے آگے ڈھال اور اللہ پاک کی بارگاہ میں وسیلہ ہے۔ حقوقُ العباد کے معاملے میں اللہ سے ڈرو، ایک گروہ بَن کر رہو، ٹکڑوں میں نہ بٹ جاؤ، اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں ملاپ پیدا کر دیا پس اس کے فضل سے تم آپس میں بھائی بھائی بن گئے۔(شعب الایمان،7/369)

اللہ کریم ہمیں امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کے ان فرامین پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

اشعار کی تشریح

ابوالحسان عطاری مدنی

(اس عنوان کے تحت بزرگانِ دین کے اَشعار کے مطالب و معانی بیان کرنے کی کوشش ہوگی)

ماہِ ذُوالحجۃ الحرام میں امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہوئی، اس نسبت سے مشہورِ زمانہ سلامِ رضا ”مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام“ سے دو اشعار مع شَرح پیشِ خدمت ہیں۔

دُرِّ منثورِ قرآں کی سِلکِ بَہی
زوجِ دو نورِ عفّت پہ لاکھوں سلام
یعنی عثمان صاحبِ قمیصِ ہُدیٰ
حُلّہ پوشِ شہادت پہ لاکھوں سلام

(حدائقِ بخشش، ص312 مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

الفاظ و معانی دُرِّ مَنْثُورِ قرآں: قراٰنِ پاک کے بکھرے ہوئے موتی۔ سِلکِ بَہی: خوبصورت ہار۔ زَوجِ دو نُورِ عِفّت: دو عِفّت مآب نُورانی شہزادیوں کے شوہر۔ صاحبِ قمیصِ ہُدیٰ: ہدایت کی قمیص والے۔ حُلّہ پوشِ شہادت: شہادت کا لباس پہننے والے۔ **شرحِ کلامِ رضا** ان دو اشعار میں حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چار خوبیاں بیان کی گئی ہیں: (1) قراٰنِ کریم کو جَمع کرنا (2) سرکارِ نامدار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی دو شہزادیوں سے یکے بعد دیگرے نکاح کا شَرف پانا (3) مَسنَدِ خِلافت پر مُتَمَکِّن ہونا (یعنی خلیفہ بنایا جانا) (4) شہادت کا مرتبہ پانا۔ ان چاروں خوبیوں کی مختصر تفصیل درجِ ذیل ہے: **دُرِّ منثورِ قرآں کی سِلکِ بَہی** حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے مبارک دور میں جمعِ قراٰن کے تین کام کئے گئے: (1) حضرت سیدنا صدیقِ اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے دورِ خلافت میں قرآن کریم جو تحریر کیا گیا تھا وہ مختلف صحیفوں (اجزاء) میں تھا ان تمام اجزاء کو ایک مصحف (کتاب) میں نقل کیا گیا (2) اُس مُصْحَف کے مختلف نسخے تیار کرکے اسلامی حکومت کے اہم شہروں میں بھیجے گئے (3) شروع اسلام میں قرآن کریم کو اپنے اپنے لہجے کے مطابق پڑھنے کی اجازت تھی، یوں مختلف لوگوں کے پاس مختلف لہجوں کے اعتبار سے لکھے ہوئے نسخے موجود تھے۔ ان مختلف لہجوں والے نسخوں پر تلاوت کرنا جھگڑے کا باعث بن رہا تھا، چنانچہ فتنہ کو ختم کرنے کے لئے آپ نے ایسے تمام نسخے تلف کروادیئے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل کردہ، اصل لغت قریش والے نسخے کو باقی رکھا اور اسی کو عام کیا تاکہ تمام امت ایک لُغت پر جمع ہوجائے، ان وُجوہات کی بنا پر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو ”جامعُ القراٰن“ کہا جاتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 26/ ص441،452ملخصاً) **زَوجِ دو نُورِ عفّت** سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح اپنی شہزادی حضرت سیّدتنا رُقَیَّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اور ان کے وصال کے بعد حضرت سیّدتنا اُمِّ کُلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے

فرمایا۔ (آپ کے علاوہ) دنیا میں ایسا کوئی (شخص) نہیں جس کے نکاح میں نبی کی دو بیٹیاں آئی ہوں! اس لئے آپ کو ذُوالنُّورَین (یعنی دو نُور والا) کہا جاتا ہے۔ (مراٰۃ المناجیح، 8/405) **صاحبِ قمیصِ ہُدیٰ** فرمانِ مصطفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: اے عثمان! اللہ تعالٰی تمہیں ایک قمیص پہنائے گا، اگر لوگ تم سے وہ اُتارنا چاہیں تو تم ان کی وجہ سے اُسے مت اتارنا۔ (ترمذی، 5/394، حدیث: 3725) یعنی اللہ تعالٰی آپ کو خلافت عطا فرمائے گا۔ لوگ تم کو معزول کرنا چاہیں گے، تم ان کے کہنے سے خلافت سے دَسْت بَرْدار نہ ہونا کیونکہ تم حق پر ہو گے وہ باطل پر۔ (مراٰۃ المناجیح، 8/402)

حُلّہ پوشِ شہادت 18 ذوالحجۃ الحرام 35 سنِ ہجری کو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ نہایت مظلومیت کے ساتھ شہید کئے گئے۔ (کراماتِ عثمانِ غنی، ص3)

حضرت سیِّدنا ابو موسیٰ اَشْعَری رضی اللہ عنہ

عدنان احمد عطّاری مَدَنی*

ایک مرتبہ سرکارِ نامدار، شہنشاہِ اَبرار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ایک گھر کے پاس سے گزرے تو کوئی شخص بڑی خوش اِلحانی اور دل سوزی کے ساتھ قراٰنِ مجید کی تلاوت کر رہا تھا۔ دونوں مقدس ہستیوں نے کچھ دیر ٹھہر کر تلاوتِ قراٰن کو سنا پھر اپنے قدم آگے بڑھادیئے۔ اگلے دن جب وہی صحابی رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے تو حضورِ اکرم، نورِ مجسم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: گزشتہ رات میں تمہارے گھر کے پاس سے گزرا، میرے ساتھ عائشہ بھی تھیں، اس وقت تم اپنے گھر میں قراٰنِ مجید کی تلاوت کر رہے تھے ہم دونوں تمہاری قراءت سننے کے لئے ٹھہر گئے، صحابیِ رسول عرض گزار ہوئے: یَارسولَ اللہ! اگر مجھے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی موجودگی کا علم ہوتا تو میں اور بھی زیادہ اچھی آواز سے تلاوت کرتا۔

(مستدرک، 4/586، حدیث: 6020)

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! یہ صحابیِ رسول رضی اللہ عنہ جو اپنی خوبصورت، دلکش اور دل نشین آواز کی بدولت اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی توجہ پانے میں کامیاب ہوئے اور حضرت سیّدُنا عبدُاللہ بن قیس ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی ذاتِ بابرکت ہے۔ جن کے متعلق خود حضور رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ابو موسیٰ کو آلِ داوٗد کی خوش آوازی میں سے حصہ دیا گیا ہے۔ (مسلم، ص310، حدیث: 1852) حضرتِ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ سے فرمائش کیا کرتے کہ ہمیں ہمارے رب کا پاک کلام سناؤ تو آپ رضی اللہ عنہ اپنی مسحور کن آواز میں قراٰنِ مجید کی تلاوت شروع کردیتے۔ (مصنف عبد الرزاق، 2/321، حدیث: 4190)

جن دنوں آپ رضی اللہ عنہ نے شام میں رہائش اختیار فرمائی تو حضرتِ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ امورِ سلطنت سے فارغ ہو کر گھر سے نکلتے اور آپ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ کر تلاوتِ قراٰن سُنا کرتے تھے۔ (سیر اعلام النبلاء، 4/45)

فرمانِ مصطفٰے پر عمل کا جذبہ: ایک روز آپ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے اور دروازہ کھٹکھٹایا مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی کام میں مشغول تھے، آپ نے تین مرتبہ اندر آنے کی اجازت طلب کی لیکن کوئی جواب نہ آیا تو ملے بغیر چلے گئے۔ بعد میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا تو عرض گزار ہوئے کہ میں نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے یہ فرمان سنا ہے کہ تین مرتبہ اجازت طلب کرو اگر اجازت مل جائے تو ٹھیک، ورنہ واپس لوٹ جاؤ۔ (مسلم، ص915، حدیث: 5631)

سخت گرمی میں روزے: ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ سمندری سفر پر تھے، ہوا بہت خوشگوار تھی لہٰذا بادبان اٹھادیئے گئے سَفینہ بڑی تیزی سے اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھا کہ اچانک ایک آواز آئی: اے سفینہ والو! رکو! میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں، آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دائیں بائیں دیکھا تو مجھے کوئی نظر نہ آیا یہاں تک کہ وہ آواز مسلسل سات مرتبہ سنائی دی، بالآخر میں نے کہا: تم کون ہو اور کہاں ہو؟ کیا تم دیکھ نہیں رہے کہ ہم کس حالت میں ہیں اور رُک نہیں سکتے، جواباً آواز آئی: کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جو اللہ نے اپنے ذمۂ کرم پر لے رکھی ہے،

میں نے کہا: کیوں نہیں! ضرور بتاؤ، اس نے کہا: اللہ نے اپنے ذمہ ٹھہرالیا ہے کہ جو اس کی رضا کی خاطر گرمی کے دن اپنے آپ کو پیاسا رکھے گا تو وہ اسے قیامت کے دن سیراب کرے گا۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ شدید گرمی کے دن کی تلاش میں رہا کرتے تھے اور جب اسے پالیتے تو روزہ ضرور رکھا کرتے تھے۔

(تاریخ ابن عساکر، 32/87)

علمی مقام: آپ رضی اللہ عنہ کا شمار ان خوش نصیب صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان میں ہوتا ہے جو زمانۂ نبوی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں ہی لوگوں کو دینی مسائل بتایا کرتے تھے، آپ رضی اللہ عنہ کی بُردباری اور علمی پختگی کو دیکھتے ہوئے حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یمن کے ایک حصہ پر حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور دوسرے حصے پر آپ رضی اللہ عنہ کو عامل مقرر کیا۔

(بخاری، 3/120، حدیث: 4341، مختصر تاریخ دمشق، 13/233)

قراٰن پڑھانے کا انداز: آپ رضی اللہ عنہ بصرہ میں روزانہ علمی و نورانی محفل سجایا کرتے تھے چنانچہ صبح کی نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کو اپنی جگہ ٹھہرنے کا حکم فرماتے پھر صفوں کو نئے سرے سے ترتیب دے کر ایک ایک شخص کو قراٰن پڑھاتے اور آگے بڑھ جاتے۔ (مختصر تاریخ دمشق، 13/243)

حفاظ کے اجتماع سے بیان: ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے کم وبیش 300 حفاظِ کرام کو جمع کیا اور قراٰنِ مجید کی عظمت بیان کرتے ہوئے فرمایا: بے شک! یہ قراٰنِ مجید تمہارے لئے اجر وثواب کا ذریعہ ہے لیکن یہ تم پر بوجھ بھی بن سکتا ہے، اس لئے تم قراٰنِ مجید کی اِتّباع کرو، اسے اپنا تابع نہ بناؤ کیونکہ جو قراٰنِ مجید کی اتباع کرتا ہے قراٰن پاک اسے جنت کے باغات میں پہنچا دیتا ہے اور جو قراٰن مجید کو اپنا تابع بناتا ہے قراٰن پاک اسے گُدی کے بل جہنم میں دھکیل دیتا ہے۔ (حلیۃ الاولیاء، 1/323 بتغیر)

تاریک جگہ غسل: آپ رضی اللہ عنہ کی ذات جہاں خوفِ خدا سے لرزاں و ترساں رہتی تھی وہیں شرم و حیا کا پیکر بھی تھی، چنانچہ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اللہ سے حیا کی وجہ سے بہت تاریک جگہ میں غسل کرتا ہوں اور سیدھا کھڑا ہونے سے پہلے کپڑے پہن لیتا ہوں۔ (حلیۃ الاولیاء، 1/327)

پردے کا اہتمام: آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک چھوٹی چادر ہوا کرتی تھی جسے آپ سونے سے قبل اپنے جسم کے نچلے حصے پر باندھ لیا کرتے تھے تاکہ دورانِ نیند ستر ظاہر نہ ہو جائے۔

(تاریخ ابن عساکر، 32/91)

ملکی خدمات: حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کو بصرہ کی گورنری عطا فرمائی جسے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں کچھ عرصہ برقرار رکھا پھر سرزمینِ کوفہ کی گورنری کا پروانہ جاری فرمادیا۔ آپ رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد انتظامی معاملات سے الگ ہوگئے اور ملکِ شام تشریف لے گئے۔

مال جمع نہ کیا: حضرت سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اپنی 63 سالہ زندگی میں کئی جگہ گورنری اور دیگر عہدوں پر فائز رہے لیکن اپنے لئے نہ تو کوئی جائیداد بنائی اور نہ ہی مال جمع کیا بلکہ بڑی سادگی کے ساتھ پوری زندگی گزار دی۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگائیے جب آپ کو بصرہ کی گورنری کا پروانہ ملا تو داخل ہوتے وقت سیاہی مائل سفید اونٹ پر سوار تھے، اور 10 سال سے زیادہ عرصہ گورنری کے عہدے پر فائز رہنے کے بعد 29 ہجری میں بصرہ سے روانہ ہوئے تو اِسی اونٹ پر سوار تھے۔

(سیر اعلام النبلاء، 4/50، البدایۃ والنہایۃ، 5/236)

وِصالِ باکمال: بالآخر ایک قول کے مطابق سن 44 ہجری ماہ ذی الحجۃ الحرام میں علم و عمل اور تقویٰ و پرہیزگاری کا یہ آفتاب اپنی زندگی کی کرنوں کو سمیٹتے ہوئے دنیاوالوں کی نظروں سے اوجھل ہو گیا (یعنی آپ کا انتقال ہو گیا)۔ (تاریخ ابن عساکر، 32/100)

اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

دمشق شہر کا ایک منظر

حضرت ضَحّاک بن قَیس رضی اللہ عنہ

مولانا عدنان احمد عطاری مدنی*

مشہور صحابیِ رسول حضرت ابواُنیس ضَحّاک بن قَیس رضی اللہ عنہ کی پیدائش نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ظاہری وفات سے تقریباً سات سال پہلے ہوئی۔[1] آپ رضی اللہ عنہ کا شمار کم عمر اور فقہا صحابہ میں ہوتا ہے۔[2] **پریشان کو مزید پریشان نہ کرو:** آپ اپنا ایک واقعہ خود بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ دورانِ سفر مجھے اُونگھ آگئی تو میں کسی اور راستے پر نکل گیا اور وہ اونٹ بھی کھو گیا جس پر پانی رکھا ہوا تھا، مجھے سخت پیاس لگی تو میں نے اپنے ساتھی کو پانی تلاش کرنے بھیجا اور خود راستے کے بیچ میں کھڑا رہا، اچانک مجھے ایک آدمی دکھائی دیا، میں نے اس سے پانی مانگا تو اس نے (میری حالت اور بے چینی کو دیکھتے ہوئے) کہا: قیمت ملے بغیر پانی نہیں دوں گا، میں نے کہا: کیا قیمت ہے؟ اس نے (میری پریشانی اور مصیبت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے) کہا: 100 دینار! میں نے کہا: مہمان کو پانی پلانا، کھانا کھلانا اور اس کی عزت کرنا کیا تم پر لازم نہیں ہے؟ اس نے جواب دیا: ہم کبھی یہ کام کرتے ہیں اور کبھی نہیں کرتے، میں نے کہا: مجھے تو لگ رہا ہے کہ تم نے یہ کام کبھی بھی نہیں کیا، پھر میں نے 100 دینار کی ضمانت دی اور اپنی کمان اس کے پاس گروی رکھوا دی، وہ پانی کی طرف مڑا اور دوڑ لگا دی تاکہ میرے لئے پانی لائے، میں نے (دل میں) کہا: مجھے اب اس کی ضرورت نہیں، میں اس جگہ کے قریب گیا تو وہاں لوگ پانی کے پاس جمع تھے، میں نے ان سے پانی مانگا تو ایک بوڑھے آدمی نے اپنی بیٹی سے کہا: اسے پانی پلا دو، وہ میرے پاس پانی اور دودھ لے آئی جسے پی کر میں نے اپنی پیاس بجھائی۔ اتنے میں وہ پہلا شخص آگیا اور مجھ سے کہنے لگا: میں نے تمہاری پیاس بجھائی ہے اور تم میرے حق کو لے جارہے ہو میں تمہیں اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک 100 دینار پورے وُصول نہ کرلوں، (شور سُن کر) سب لوگ میرے اِرد گرد جمع ہوگئے، میں نے کہا: یہ بڑا گھٹیا آدمی ہے اس نے میرے ساتھ ایسا بُرا سلوک کیا ہے اور اس بوڑھے آدمی نے میرے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا ہے، سب لوگوں نے اس پہلے آدمی کو بُرا کہنا شروع کردیا، اس دوران میرے ساتھی میرے پاس آگئے اور میرے مقام اور رتبے کے مطابق میری خدمت میں آداب بجالائے، یہ دیکھ کر وہ شخص وہاں سے بھاگنے کی کوشش کرنے لگا، میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں تمہیں اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک تم کو 100 نہ دے دوں، پھر میں نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ اس ناہنجار آدمی کو 100 تازیانے لگاؤ اور اس بوڑھے اور اس کی بیٹی کو 100 دینار اور کپڑے دے دو۔[3] **تعلقات:** کسی نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا: آپ کے حضرت ضحاک سے کیسے تعلقات ہیں؟ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب ہم ملتے ہیں تو ان سے پوچھتے ہیں: آپ کیا پسند کرتے ہیں؟ جب جدا ہوتے ہیں تو پوچھتے ہیں: کچھ اور چاہئے؟[4]
چادر تحفے میں دے دی: آپ کی طبیعت میں سخاوت بھی شامل تھی ایک مرتبہ آپ نے 3 سو دینار کی ایک چادر پہنی ہوئی تھی، ایک شخص نے اسے خریدنا چاہا تو آپ نے وہی چادر اس کو تحفے میں دے دی اور ارشاد فرمایا: یہ آدمی کی لالچ ہے کہ وہ اپنی چادر کو بیچے۔[5]

ناپسندیدگی: ایک مؤذن نے آپ سے کہا: میں اللہ کے لئے آپ سے محبت کرتا ہوں، آپ نے فرمایا: لیکن میں اللہ پاک کے لئے تجھے ناپسند رکھتا ہوں، اس نے پوچھا: ایسا کیوں؟ آپ نے جواب دیا: تُو اذان دینے میں حد سے بڑھ جاتا ہے۔[6] **اصلاح:** حضرت ضَحّاک بن قَیس رضی اللہُ عنہ بے مثال خطیب بھی تھے اور دورانِ خطابت اصلاح کے پہلو کو بھی مَدِّ نظر رکھتے تھے، کوفہ میں گورنری کے دوران ایک مرتبہ آپ نے منبر پر اللہ کی حمد و ثنا کرنے کے بعد لوگوں سے فرمایا: تم میں کچھ لوگ وہ ہیں جو ہمارے نیک پرہیزگار اسلاف کو گالیاں دیتے ہیں، قسم اس ذات کی جس کا کوئی شریک و مثل نہیں! جو باتیں مجھ تک پہنچی ہیں اگر تم ان سے باز نہ آئے تو ننگی تلوار نکال لوں گا پھر تم مجھ سے نہ تو کوئی کمزور دیوار پاؤ گے اور نہ ہی بے دھار کی کند تلوار۔[7] **ذِکْرِ الٰہی:** ایک موقع پر فرمایا: تم اللہ کا ذکر خوشحالی میں کیا کرو، وہ تمہاری تنگ دستی میں تمہاری مدد کرے گا۔[8] **تربیت:** آپ بچّوں اور اہلِ خانہ کی تربیت کا خوب ذہن دیتے تھے، چنانچہ فرمایا کرتے: اے لوگو! اپنی اولاد اور گھر والوں کو قراٰن سکھاؤ۔[9] **نماز کا حق:** ایک بار یوں فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو نماز کا حق ادا کرے، جو شخص نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور اس کی طرف توجہ نہیں کرتا اس کی مثال اس گھوڑے کی طرح ہے جس کے گلے میں توبُرہ (دانہ کھلانے کا تھیلا) لٹکا ہوا ہے مگر چارے سے خالی ہے، جو اس کو دیکھے گا وہ خیال کرے گا کہ گھوڑا اس میں سے کھالے گا مگر وہ تو خالی ہے۔[10] **ذخیرہ اندوز:** ذخیرہ اندوزی کرنے والوں پر آپ سخت گرفت کرتے اور فرماتے: رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ذخیرہ اندوزی کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ یہ بھی فرمایا کرتے تھے: اللہ کریم پر بھروسا رکھو اور اپنے حیلے بہانوں پر اعتماد نہ کرو، کئی مرتبہ حیلے بہانے بندے کو ہلاکت کی طرف لے جاتے ہیں۔[11] **ریاکاری سے بچو:** ایک مقام پر فرمایا: اے لوگو! اپنے اعمال کو خالصۃً اللہ کے لئے کرلو کیونکہ اللہ وہی عمل قبول فرماتا ہے جو خالص ہو، جب تم میں سے کوئی کسی کو تحفہ دے یا کسی کی غلطی مُعاف کرے یا صِلۂ رَحمی کرے تو اپنی زبان سے ہرگز یوں نہ کہے: یہ اللہ کے لئے ہے، کیونکہ اللہ پاک اس کی دلی حالت کو جانتا ہے۔[12] **وسیلہ:** ایک مرتبہ شہرِ دمشق میں قحط سالی ہوگئی اس وقت آپ رضی اللہ عنہ دمشق کے گورنر تھے، آپ نے تابعی بُزرگ حضرت یزید بن اَسود رحمۃ اللہ علیہ کو بلوایا اور کہا: آپ کھڑے ہوجائیے اور اللہ کی بارگاہ میں ہمارے سفارشی بن جائیے، حضرت یزید بن اسود نے بارگاہِ الٰہی میں دُعا کی: اے اللہ! تیرے بندے میرے ذریعے تیرا قُرب پانا چاہتے ہیں تو ان کو سیراب کردے، کچھ دیر نہ گزری کہ اتنی بارش برسی کہ لوگ ڈوبنے کے قریب ہوگئے۔[13] **مجاہدانہ و سیاسی زندگی:** آپ رضی اللہُ عنہ کا شمار بہادر سرداروں میں ہوتا ہے[14] آپ دمشق کی فتح میں شامل مجاہدین میں سے ہیں[15] جنگِ صِفّین میں آپ حضرت سیّدُنا امیر معاویہ رضی اللہُ عنہ کے ساتھ تھے[16] 53 ہجری میں کوفہ کے گورنر نامزد ہوئے، 57 ہجری میں دمشق تشریف لاکر گورنری کا عہدہ سنبھالا اور عرصہ دراز تک اسی عہدے پر فائز رہے[17] آپ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہُ عنہ کا جنازہ پڑھایا تھا[18] 64 ہجری میں حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہُ عنہ نے اپنی خلافت کا اعلان کیا تو آپ نے اکثر اہلِ شام سے حضرت عبدُ اللہ بن زبیر کی بیعت لے لی۔[19] **شہادت:** مگر یہ بات مروان بن حکم کو ایک آنکھ نہ بھائی لہٰذا مقابلے پر اُتر آیا، آپ کے پاس شہسواروں کی بڑی تعداد تھی، مروان کسی طرح جنگ جیت نہ سکتا تھا اس نے آپ کو صلح کا دھوکا دیا تو آپ اس کے کہنے میں آگئے اور صلح قبول کرلی، یوں آپ کی فوج نے اسلحہ رکھ دیا اور جنگ رک گئی، مروان نے اس موقع کو غنیمت جانا اور دھاوا بول دیا۔[20] 15 ذوالحجہ 64 ہجری میں ”مَرْجِ راھط“ نامی مقام پر اسی جنگ میں آپ رضی اللہ عنہ نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔[21]

---

(1) الاستیعاب، 2/297، زرقانی علی الموطأ، 1/352، تحت الحدیث: 243 (2) سیر اعلام النبلاء، 4/374، تاریخ ابن عساکر، 24/288 (3) انساب الاشراف، 11/52 ملخصاً (4) معجم کبیر، 12/308 (5) سیر اعلام النبلاء، 4/375 (6) انساب الاشراف، 11/46 ملخصاً (7) ایضاً، 11/51 (8) ایضاً، 11/47 (9) ایضاً، 11/47 (10) ایضاً، 11/48 (11) ایضاً، 11/55 (12) تاریخ ابن عساکر، 24/282 (13) الاحاد و المثانی، 2/136، تاریخ ابن عساکر، 65/113 (14) اعلام للزرکلی، 3/214 (15) سیر اعلام النبلاء، 4/374 (16) اعلام للزرکلی، 3/214 (17) الاستیعاب، 2/297 (18) سیر اعلام النبلاء، 4/375 (19) الاستیعاب، 2/297، فتح الباری، 14/60 (20) الاستیعاب، 2/298 ملخصاً (21) طبقات ابن سعد، 7/288۔

حضرت سیّدَتُنا اُمِّ رُومان رضی اللہ عنہا

آصف جہانزیب عطّاری مَدَنی*

اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدَتُنا خدیجۃُ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد حضرت سیّدَتُنا خولہ بنتِ حکیم رضی اللہ عنہا مکّۂ مکرّمہ کے ایک معزز گھرانے کی صاحبزادی کے لئے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا پیغامِ نکاح لے کر گئیں، انہوں نے صاحبزادی کی والدہ سے کہا: اللہ کریم نے آپ پر برکت نازِل فرمائی ہے۔ انہوں نے پوچھا: کیسی برکت؟ حضرت سیّدَتُنا خولہ رضی اللہ عنہا نے کہا: مجھے سرکارِ مدینہ (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نے آپ کی صاحبزادی کا رِشتہ مانگنے کے لئے بھیجا ہے۔ تو وہ خوش بخت خاتون اپنے شوہر سے مشورہ کرکے اس رشتے پر بخوشی راضی ہوگئیں، پھر نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس خوش بخت خاتون کی بیٹی سے نِکاح فرمایا۔ (تاریخ طبری، 3/162 ملخصاً)

رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا پیغامِ نکاح اپنی صاحبزادی کے لئے قبول کرنے والی یہ خوش نصیب خاتون خلیفۂ اوّل حضرت سیّدُنا صِدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی زَوجہ اور اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدَتُنا عائشہ صِدیقہ رضی اللہ عنہا کی والدہ حضرت سیّدَتُنا اُمِّ رُومان رضی اللہ عنہا ہیں، یوں آپ رضی اللہ عنہا کو نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خوش دامن (یعنی ساس) ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ **تعارف:** آپ رضی اللہ عنہا کا اصل نام زینب بنتِ عامر یا زینب بنتِ عبد ہے۔ پہلے آپ حارث بن سَخْبَرہ کے عقد میں تھیں، ان سے آپ کے ایک بیٹے تھے جن کا نام حضرت سیّدُنا طفیل رضی اللہ عنہ ہے اور یہ حضرت سیّدَتُنا عائشہ رضی اللہ عنہا کے اَخْیافی (یعنی ماں شریک) بھائی اور صحابیِ رسول ہیں۔ یہ لوگ (بعض وجوہات کی بنا پر) اپنے علاقے سَراۃ سے ہجرت کرکے مکّۂ مکرّمہ آگئے۔ (الاصابۃ، 8/391ماخوذاً، تہذیب الکمال، 5/60) زمانۂ جاہلیت میں حضرت سیّدُنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ ان کے حلیف(1) بنے، حارث بن سَخْبَرہ کے انتقال کے بعد حضرت سیّدُنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدَتُنا اُمِّ رُومان رضی اللہ عنہا سے نِکاح فرمایا اور ان سے حضرت سیّدُنا عبدالرّحمٰن اور حضرت سیّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما کی ولادت ہوئی۔ (طبقات ابن سعد، 8/216 ملخصاً) **سیرتِ اُمِّ رُومان کی چند جھلکیاں:** آپ رضی اللہ عنہا کا شمار قدیمُ الاسلام صحابیات میں ہوتا ہے۔ آپ نیک اور پرہیزگار خاتون تھیں۔ اسلام کی خاطر آپ نے بھی بہت قربانیاں دیں، آپ نے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اہل و عیال کے ساتھ ہجرت کی سعادت حاصل کی نیز جن خواتین نے نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بیعت کا شرف پایا ان میں آپ کا نام بھی شامل ہے۔ (طبقات ابن سعد، 8/216 ملخصاً) شکل و صورت اور بہترین عادتوں اور خصلتوں کی بنا پر حُضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرمایا کرتے تھے کہ اُمِّ رُومان (جمالِ صورت اور حسنِ سیرت میں) جنّت کی حُور جیسی ہیں۔ (جنتی زیور ص524 ملخصاً) **وِصالِ مبارک:** ذوالحجۃ الحرام 6ہجری کو مدینۂ منوّرہ زادھا اللہ شرفاً وّتعظیماً میں آپ کا وِصال ہوا۔ ایک روایت کے مطابق رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم خود ان کی قبر مبارک میں اُترے (طبقات ابن سعد، 8/216) اور ان کے لئے دُعائے مغفرت فرمائی اور ان کی قربانیوں کو سراہتے ہوئے فرمایا: اے اللہ! تو جانتا ہے کہ اُمِّ رُومان نے تیری اور تیرے رسول کی راہ میں کیا کیا مصیبتیں جھیلیں۔ (الاصابۃ، 8/392)

اللہ پاک کی ان پر رَحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) حلیف سے مراد مولیٰ موالات ہے جس سے میت نے زندگی میں معاہدہ کیا ہو کہ تو میرا وارث اور میں تیرا وارث جو پہلے مرے اس کا مال دوسرا لے، اسے بھی بعض صورتوں میں میراث مل جاتی ہے جب کہ اس کے اوپر وارثین موجود نہ ہوں۔ (مراۃ المناجیح، 4/370)

تذکرۂ صالحین

حافظ عرفان حفیظ عطاری مدنی*

صدرالافاضل مفتی سیّد نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادِی

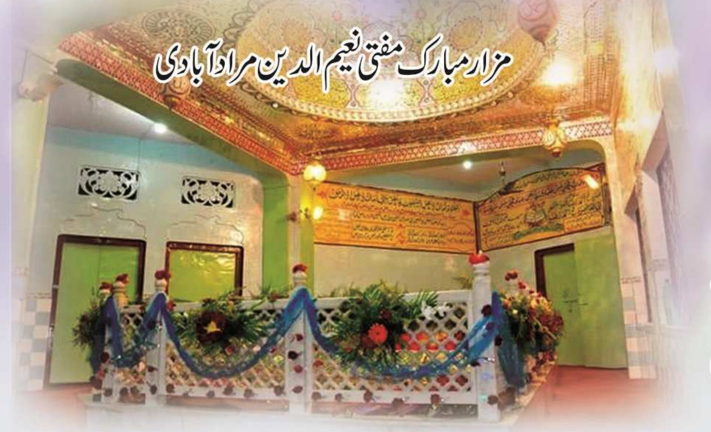
مزار مبارک مفتی نعیم الدین مرادآبادی

امامِ اہلِ سنّت اعلیٰ حضرت مجدِّدِ دین وملّت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کے خُلَفا میں ایک اہم شخصیت صدرُ الاَفاضِل، بدرُ الاَماثِل مفتی سیّد محمد نعیم الدّین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الھادِی کی ہے۔ آپ علیہ الرَّحمہ بَیَک وقت مفسّر، محدّث، مُناظر، خطیب، محرّر (Writer) اورقومی راہنما تھے۔

پیدائش آپ کی ولادت 21 صفر المظفر 1300 ھ بمطابق یکم جنوری 1883ء کو مراد آباد(ہند) میں ہوئی۔ تاریخی نام غلام مصطفیٰ رکھا گیا مگر سیّد محمد نعیم الدّین کے نام سے مشہور ہوئے۔

تعلیم آٹھ سال کی عُمر میں قراٰنِ پاک حِفْظ کرلیا۔ والدِ مکرّم مولانا سیّد مُعین الدّین نُزْہَت سے اردو اور فارسی لکھنا پڑھنا سیکھی۔ دَرْسِ نظامی کی تعلیم مولانا شاہ فضل احمد اَمْروہی اور مولانا شاہ گل محمد قادری علیہ رحمۃ اللہ الھادِی سے حاصل کی۔ 19 سال کی عمر میں درسِ نظامی سے فراغت حاصل کی اور ایک سال فتویٰ نویسی کی مشق فرمائی۔

اعلیٰ حضرت سے تعلّق 20 سال کی عمر میں پہلی کتاب علمِ غیبِ نَبَوی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر تالیف فرمائی جس کا نام "اَلْکَلِمَۃُ الْعُلْیَا لِاِعْلَاءِ عِلْمِ الْمُصْطَفٰی" ہے۔ جب یہ کتاب امامِ اہلِ سنّت اعلیٰ حضرت شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کی بارگاہ میں پیش کی گئی تو آپ نے ارشاد فرمایا: مَاشَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ بڑی عمدہ نفیس کتاب ہے۔ یہ نوعمری اور اتنے احسن دلائل کے ساتھ اتنی بلند کتاب مُصنّف کے ہونہار ہونے پر دالّ (یعنی دلالت کرتی) ہے۔ (حیاتِ صدر الافاضل، ص33) پھر اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت کی بارگاہ میں پہلی بار حاضری کا شرف ملا۔ اس کے بعد یہ حالت ہوگئی کہ میں ہر پیر اور جمعرات کو لازمی اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت کی بارگاہ میں جاتا۔ (ایضاً) اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت آپ پر بہت اعتماد فرماتے اور اہم امور میں آپ سے مشورہ فرماتے تھے۔ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت کے ترجمۂ قراٰن بنام "کنزالایمان" پر آپ نے تفسیری حاشیہ خزائنُ العرفان تحریر فرمایا۔ جو سابقہ معتمد تفاسیر کا خلاصہ اور مشہورِ زمانہ ہے۔

شرفِ بیعت اور اجازت و خلافت آپ نے اپنے استادِ مکرم مولانا شاہ گل محمد قادری علیہ رحمۃ اللہ القوی سے سلسلۂ عالیہ قادریہ میں شرفِ بیعت حاصل کیا۔ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت کے علاوہ آپ کو اپنے مرشدِ گرامی اور شیخ المشائخ مولانا شاہ علی حسین اشرفی کچھوچھوی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے بھی اجازت و خلافت عطا فرمائی۔ (بانیان سلسلہ نعیمیہ، ص206)

تدریسی خدمات 1910ء میں آپ علیہ الرَّحمہ نے مراد آباد میں مدرسہ انجمن اہلِ سنّت وجماعت کی بنیاد رکھی جو بعد میں جامعہ نعیمیہ کے نام سے مشہور ہوا۔ آپ کی تربیت سے ایسے شاگرد تیار ہوئے جنہوں نے مزید مدارس قائم فرمائے۔ بانی

دارالعلوم حزب الاحناف مولانا ابوالبرکات سیّد احمد قادری صاحب، بانی دار العلوم نعیمیہ کراچی مولانا محمد عمر نعیمی، بانی دارالعلوم حنفیہ بصیر پور اوکاڑہ مولانا ابوالخیر نور اللہ نعیمی، بانی دارالعلوم جامعہ نعیمیہ لاہور مفتی محمد حسین نعیمی علیہم الرحمۃ ان میں سے چند ایک ہیں۔ (حیاتِ صدر الافاضل، تقدیم، ص13 ملخصاً)

دیگر خدمات آپ کے دور میں عقائد واعمال میں طرح طرح کے فتنے پیدا ہو رہے تھے۔ آپ نے ان تمام کے ردّ میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ تحریکِ پاکستان میں بھی آپ کا کردار مثالی رہا۔ آپ کی کوششوں سے بنارس (ہند) میں آل انڈیا سنی کانفرنس 1946ء میں منعقد ہوئی جس میں مطالبۂ پاکستان کی زبردست حمایت کی گئی۔ (حیات صدر الافاضل، ص189 ملخصاً)

تصانیف آپ کی تصانیف میں تفسیرِ خزائنُ العرفان کے علاوہ ❀ اَطْیَبُ الْبَیان فِی رَدِّتَقْوِیَۃِ الْاِیمان، ❀ کتابُ العقائد، ❀ سوانحِ کربلا، ❀ کشفُ الحِجابِ عَنْ مَسائلِ اِیصالِ الثَّواب، ❀ سیرتِ صحابہ ❀ آدابُ الاخیار اور ❀ نعتیہ دیوان بنام ریاض نعیم وغیرہ شامل ہیں۔اس کے علاوہ آپ نے پندرہ روزہ رسالہ "السوادالاعظم" بھی جاری فرمایا جو بعد میں ماہنامہ بنا۔

وصال آپ علیہ الرَّحمہ کا وصال مبارک 19 ذوالحجۃ الحرام 1367ھ بمطابق 23 اکتوبر 1948ء بروز جمعۃ المبارک کو ہوا۔ (بانیان سلسلہ نعیمیہ حاشیہ ص251) جامعہ نعیمیہ مراد آباد ہند کی مسجد کے گوشے میں آپ کا مزار مبارک رحمتِ الٰہی کے سائے میں ہے۔ اللہ تعالٰی کی آپ پر رَحمت ہو اور آپ کے صدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔

ان کی سیرت کی مزید معلومات کے لئے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ رسالے "تذکرۂ صدر الافاضل" کا مطالعہ فرمائیے۔

سب سے پہلے کلیجی کھانا سنّت ہے

نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا معمول تھا کہ نمازِ عید الاضحیٰ سے فارغ ہونے کے بعد اپنے دستِ مبارک سے قربانی کے جانور کو ذَبْح فرماتے اور کلیجی پکانے کا حکم دیتے، جب وہ تیار ہو جاتی تو اس سے تناول فرماتے۔ قربانی کرنے والے کے لئے سنّت ہے کہ قربانی کے گوشت میں سے سب سے پہلے کلیجی کھائے کہ اس میں نبیِّ پاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے عمل سے مشابہت اور نیک شگون ہے کیونکہ اہلِ جنّت کو جنّت میں سب سے پہلے اس مچھلی کی کلیجی کھلائی جائے گی جس پر زمین ٹھہری ہوئی ہے۔ (المدخل، 1/205 ملخصاً)

امیرِ اہلِ سنّت کے والدِ محترم

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے والدِ ماجد حاجی عبدالرحمٰن قادری علیہ رحمۃ اللہ البارِی باشَرع اور پرہیز گار آدمی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اکثر نگاہیں نیچی رکھ کر چلا کرتے تھے، بہت سی احادیث زبانی یاد تھیں اور سلسلۂ عالیہ قادریہ میں بیعت تھے۔آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ 1370ھ میں حج پر روانہ ہوئے، اَیّامِ حج میں مِنٰی میں سخت لُو چلی جس کی وجہ سے مختصر عَلالت کے بعد آپ 14 ذوالحجۃ الحرام 1370ھ کو اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(آپ کی سیرت کی مزید جھلکیاں "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" ذوالحجۃ الحرام 1438ھ کے صفحہ 45 پر ملاحظہ کیجئے۔)

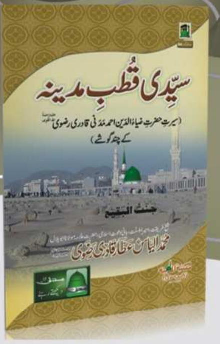

قطبِ مدینہ کا عشقِ رسول

ناصر جمال عطاری مدنی

عشقِ رسول، رَبِّ کریم کی بہت بڑی نعمت اور ایمان کو کامل کرنے کے لئے اوّلین شرط ہے، جسے یہ نعمت ملی وہ مخلوقِ خدا کا محبوب بن گیا۔ اِنہی عاشقانِ رسول میں سے ایک شیخُ العَرب و العَجم خلیفۂ اعلیٰ حضرت مولانا ضیاءُ الدّین احمد صدیقی قادری مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذاتِ گرامی بھی ہے۔ علم وفضل کا یہ آفتاب ضیاء کوٹ (سیالکوٹ، پنجاب پاکستان) کے ایک غیر معروف قصبے "کلاس والا" میں 1294ھ مطابق 1877ء کو طلوع ہوکر "قُطبِ مدینہ" کے منفرد لقب سے مشہور ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سلسلۂ نسب امیرُ المُؤمِنِین حضرت سیّدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عشقِ رسول کا مختصر تذکرہ ملاحظہ کیجئے۔

شہرِ مصطفےٰ سے عشق سیّدی قطبِ مدینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 1327ھ کو بغدادِ مُعلّٰی سے مدینۂ منوّرہ حاضر ہوئے اور تقریباً 75سال آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہاں قِیام کا شرف ملا۔ (سیدی ضیاء الدین احمد القادری، 1/275، انوارِ قطب مدینہ، ص337 ملخصا) آخری عمر میں نظر کمزور ہوگئی تھی، ڈاکٹرز نے علاج کے لئے جدہ چلنے پر اصرار کیا تو ارشاد فرمایا: فقیر آنکھوں کے لئے مدینۂ منوّرہ نہیں چھوڑتا۔ (سیدی ضیاء الدین احمد القادری، 1/523 مختصراً)

پَون سو سال تک مدینے میں تم نے بانٹی ضیا، ضیاءُ الدّین

آلِ مصطفےٰ سے عشق آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ساداتِ کرام کو بغیر کسی تَعارُف کے پہچان لیتے اور بے حد ادب کرتے ہوئے دست بوسی فرماتے۔ (سیدی ضیاء الدین احمد القادری، 1/531 ماخوذا)

نعتِ مصطفےٰ سے عشق قطبِ مدینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا محبوب مشغلہ ذکرِ رسول تھا، نعتِ رسول سے آپ کی ہر مجلس مُشکبار رہتی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں جب کوئی زائرِ مدینہ حاضر ہوتا تو مہمان نوازی کے بعد فرماتے: "کوئی نعت شریف پڑھنے والا ہے؟" اور ساتھ ہی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَسَلَّم عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ کی صدا بلند فرمادیتے۔ (انوارِ قطب مدینہ، ص243، سیدی ضیاء الدین احمد القادری، 1/490 ملخصاً)

جامِ عشقِ نبی پلا ایسا ہوش میں آؤں نا ضیاءُ الدّین

نامِ مصطفےٰ کا ادب نامِ مصطفےٰ کا حددرجہ ادب فرماتے، مصطفےٰ نامی آپ کا ایک خادم تھا اُسے بلانے کے لئے "یاسیّدی مصطفےٰ" کہہ کر پکارتے۔ (سیدی ضیاء الدین احمد القادری، 1/534 ملخصاً)

درِ مصطفےٰ سے عشق اگر کوئی دولت مند آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو گھر بلاتا تو فرماتے: میں اپنے کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم کے دَر پر پڑا ہوں، میرے کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم میرے لئے کافی ہیں۔ بیٹھے بٹھائے ٹکڑا دیتے ہیں، بہت اچھا دیتے ہیں، کھاتا ہوں اور خوب کھاتا ہوں۔ (سیدی ضیاء الدین احمد القادری، 1/505)

ادائے مصطفےٰ سے عشق سیّدی قطبِ مدینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وصال کے آخری اَیّام میں کچھ تناول نہ فرماتے مگر جب یہ عرض کیا جاتا کہ "دودھ اور شہد نبیِّ اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم کو بہت پسند تھا۔" تو فرماتے: اچھا! لاؤ، پھر چند گھونٹ نوش فرمالیتے۔ (انوارِ قطبِ مدینہ، ص275) آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال بروز جمعۃُ المبارک 4ذوالحجۃ الحرام مطابق 2اکتوبر 1981ء کو ہوا اور جنّتُ البقیع میں اَہلِ بیتِ اَطہار کے قُرب میں آپ کی تدفین ہوئی۔ (سیّدی قطبِ مدینہ، ص17 ملخصاً)

موت آئے مجھے مدینے میں کر دو حق سے دعا ضیاءُ الدین

حضور سیّدی ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیاتِ مبارکہ کے بارے مزید جاننے کے لئے امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا رسالہ "سیّدی قطبِ مدینہ" پڑھئے۔

مزار شریف سیّدی قطبِ مدینہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ

سیّدی قطبِ مدینہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا اندازِ مہمان نوازی

خلیفۂ اعلیٰ حضرت، مولانا ضیاءُ الدین احمد قادری مدنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی پابندِ شریعت، پاکیزہ اَخلاق والے، نہایت شفیق اور بڑے مہمان نواز تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی خدمت میں جو بھی آتا حسبِ مَراتب اس کی مہمان نوازی فرماتے۔ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نمازِ فجر کے بعد آپ کے دولت کدہ پر حاضر ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ان کی پُر تکلف ناشتے سے مہمان نوازی فرمائی۔ اسی طرح مفتیِ شام شیخ محمد علی مراد جب بھی حاضر ہو کر سلام کرتے تو آپ فوراً فرماتے کہ ان کے لئے ٹھنڈی بوتلیں لاؤ۔

(انوار قطب مدینہ، ص240، 247 ملخصاً)

آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا وصال 4 ذوالحجۃ الحرام 1401ھ کو مدینۂ منورہ میں ہوا اور جَنَّۃُ الْبَقیع میں اہلِ بیتِ اطہار علیہمُ الرِّضوان کے قُرب میں آپ کی تدفین ہوئی۔

(سیّدی قطبِ مدینہ، ص17 ملخصاً)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(آپ کی سیرت کے بارے میں مزید جاننے کے لئے امیرِ اہلِ سنّت کا رسالہ "سیدی قطب مدینہ" اور "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" ذوالحجۃ الحرام 1438ھ کا صفحہ 44 پڑھئے۔)

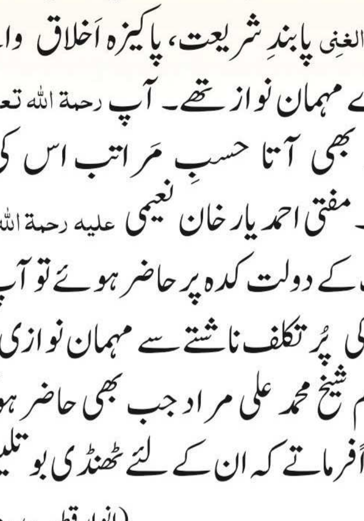

مسجد میں داخل ہونے کا طریقہ

مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے سیدھا قدم مسجد میں رکھیں اور یہ دعا پڑھیں اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ ترجمہ: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھ پر اپنے رحمت کے دروازے کھول دے۔

(مسلم، ص281، حدیث: 1652)

مسجد سے باہر نکلنے کا طریقہ

مسجد سے باہر نکلیں تو پہلے اُلٹا قدم باہر نکالیں اور یہ دعا پڑھیں اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ ترجمہ: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔ (مسلم، ص281، حدیث: 1652)

قابلِ رشک اور عظیم باپ

(حاجی عبد الرحمٰن قادری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ)

محمد عباس عطاری مدنی

دنیا میں انسان کی حیثیت ایک مسافر کی سی ہے جسے یقیناً اپنی منزل کی طرف جانا ہوتا ہے، روزانہ سینکڑوں فوت ہوتے ہیں جن کا کوئی نام لیوا نہیں ہوتا، لیکن کچھ نیکوکار دنیا سے چلے بھی جائیں تو ان کے فلاح و تقویٰ کا اثر ان کی اولاد میں دکھائی دیتا ہے اور سعادت مند اولاد کے ذریعے ان کا تذکرہ باقی رہتا ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے: ”بے شک اللہ تعالیٰ آدمی کے نیک ہونے کی وجہ سے اس کی اولاد دَر اولاد کی بہتری فرمادیتا ہے۔“ (در منثور 5/422، الکھف، تحت الآیۃ:82)

”اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ بیٹا باپ کا بھید یا مشابہ ہوتا ہے“ شیخِ طریقت، امیرِ اَہلِ سنّت، حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے خوفِ خدا، اتباعِ رسول، اولیائے کرام سے محبت اور شریعت کی پاسداری کو دیکھتے ہوئے یہ اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں کہ والد گرامی کی زندگی کن اوصاف سے مزیّن ہوگی، آیئے آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے والدِ گرامی کی زندگی کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیں: **نام و سکونت** آپ کا نام ”حاجی عبد الرحمٰن بن عبد الرحیم میمن“ تھا۔ اوّلاً ہند کے گاؤں کتیانہ (جوناگڑھ) میں مقیم تھے، مگر 1947ء میں ہجرت کر کے پاکستان آگئے، پہلے زم زم نگر حیدر آباد میں پھر بابُ المدینہ (کراچی) میں رہائش پذیر رہے۔ **نکاح اور طلب معاش** آپ بابُ المدینہ (کراچی) کی ایک فرم میں ملازمت کرتے تھے۔ پھر آپ کا تبادلہ ”کولمبو“ میں موجود اسی فرم کی ایک شاخ میں کر دیا گیا تھا۔ آپ کا نکاح ایک نیک و پرہیزگار خاتون سے ہوا۔ **عادات و تقویٰ** آپ متقی اور پرہیزگار انسان تھے، سنّت کے مطابق داڑھی تھی، اکثر نگاہیں جھکائے چلتے، دولت جمع کرنے کا لالچ نہیں تھا۔ آپ نے کولمبو کی عالیشان حَنَفی میمن مسجد کے انتظامات سنبھالے ہوئے تھے اور مسجد کی کافی خدمت بھی کیا کرتے تھے، امام صاحب کی غیر حاضری میں نمازیں پڑھادیا کرتے تھے۔ 1979ء میں امیر اہلِ سنّت مُدَّظِلُّہُ الْعَالِی ”کولمبو“ تشریف لے گئے تو وہاں کے لوگوں کو والد صاحب سے بہت متأثر پایا۔ **بیعت** آپ سلسلہ عالیہ قادریہ میں مرید تھے، غوث پاک رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے بہت چاہنے والے اور قصیدۂ غوثیہ کے عامل تھے۔ **سفرِ حج اور انتقال** سن 1370 ہجری میں سفر حج پر روانہ ہوئے، اس وقت امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی عمر ڈیڑھ یا دو برس تھی۔ حج کے دِنوں منٰی شریف میں سخت لُو (یعنی گرم ہوا) چلی جس میں کئی حجاج کرام شہید اور بہت سے لاپتہ ہوگئے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا بھی ابتداءً کچھ پتا نہ چلا، بالآخر جدہ شریف کے ایک ہسپتال میں سخت علالت کی حالت میں ملے پھر اسی کیفیت میں 14 ذوالحجۃ الحرام 1370 ہجری کو اس عالم ناپائیدار سے رخصت ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی امیرِ اہلِ سنّت اور آپ کے والد گرامی پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی

ذوالحجۃ الحرام میں وصال فرمانے والے بزرگانِ دین

ذوالحجۃ الحرام اسلامی سال کا بارھواں (12) مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، اَولیائے عظام اور علمائے اسلام کا وصال ہوا، چند کا مختصر ذکر 4 عنوانات کے تحت کیا گیا ہے۔ **صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان** (1) امیرُ المؤمنین، ذوالنُّورَین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی شہادت 18 ذوالحجۃ الحرام 35 سنِ ہجری کو مدینۂ منورہ میں ہوئی۔ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا تفصیلی ذکرِ خیر صفحہ **23** پر ملاحظہ فرمایئے۔ (2) سیّدُ الفَوارِس حضرتِ سیّدنا ابو موسیٰ عبد اللہ بن قَیس اَشْعَری یَمَنی رضی اللہ تعالٰی عنہ صحابیِ رسول، حافظ و قاریِ قراٰن اور فقیہِ اسلام ہیں۔ یَمَن، عَدَن، بَصْرہ اور کُوفہ کے بترتیب والی بنائے گئے، ولادت زُبَید (صوبہ حدیدہ، یمن) اور وفات ذوالحجہ 44ھ کو کوفہ یا مکّہ میں ہوئی۔ آپ سے 355 احادیث مَروی ہیں۔ (الاعلام للزرکلی، 4/114- الوافی بالوفیات، 17/220- تذکرۃ الحفاظ، 1/23) **اولیائے کرام رحمہمُ اللہ السّلام** (3) استاذُ التّابعین حضرتِ سیّدنا امام محمد باقر رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ولادت 57ھ کو مدینۂ منورہ میں ہوئی اور 7 ذوالحجہ 114ھ کو وِصال فرمایا، تدفین جنّتُ البقیع میں ہوئی، آپ حضرت سیّدنا امامِ حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پوتے اور سیّدنا امام زین العابدین کے بیٹے ہیں۔ آپ تابعی، فقیہ، مُحدِّث اور سلسلۂ قادریہ رضویہ عطّاریہ کے پانچویں[5] شیخِ طریقت ہیں۔ امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے بھی آپ سے اِستِفادہ فرمایا ہے۔ (شذرات الذہب، 1/260- مرآۃ الاسرار، ص208- مناقب امام اعظم ابو حنیفہ للکردری، ص39) (4) رُومیِ کشمیر، صاحبِ سیفُ المُلوک حضرت میاں محمد بخش قادری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ عالِمِ دین، مُصنِّف، پنجابی شاعر اور ولیِ کامل تھے، آپ 1246ھ کو موضع چک بہرام (ضلع گجرات) پاکستان میں پیدا ہوئے اور 7 ذوالحجہ 1324ھ کو وِصال فرمایا، آپ کا مزارِ مبارک کھڑی شریف (ضلع میرپور) کشمیر میں مرجَعِ خاص و عام ہے۔ (انسائیکلوپیڈیا اولیائے کرام، 1/455 تا 469) (5) امام سلسلۂ قادریہ فی الہند، حضرت علامہ بہاؤ الدین بن ابراہیم انصاری قادری شَطّاری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی وِلادت جِینْد (صوبہ ہریانہ) ہند میں ہوئی اور 11 ذوالحجہ 921ھ کو وصال فرمایا، آپ کا مزار دولت آباد (ضلع اورنگ آباد مہاراشٹر) ہند میں ہے۔ آپ عالِمِ دین، مُدرِّس، مصنف اور سلسلۂ قادریہ رضویہ عطاریہ کے پچیسویں[25] شیخِ طریقت ہیں۔ رسالۃُ (شَطّارِیّۃُ) فی الاَذْکار وَالاَشْغال آپ کی یادگار تصنیف ہے۔ (اخبار الاخیار، ص198- شرح شجرۂ قادریہ رضویہ عطاریہ، ص96) (6) مُرشِدِ اعلیٰ حضرت، خاتمُ الاکابر حضرت شاہ آلِ رسول مارَہروی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ عالِمِ باعمل، صاحبِ وَرَع و تقویٰ اور سلسلۂ قادریہ رضویہ عطّاریہ کے سینتیسویں[37] شیخِ طریقت ہیں۔ آپ کی ولادت 1209ھ کو خانقاہِ برکاتیہ مارہرہ شریف (ضلع ایٹہ، یوپی) ہند میں ہوئی اور یہیں 18 ذوالحجہ 1296ھ کو وصال فرمایا۔ (تاریخ خاندان برکات، ص37 تا 46) (7) عظیم صوفی بزرگ حضرت سیّد عبد اللہ شاہ غازی اَشتر حَسَنی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ولادت 98ھ مدینۃُ المُنَوَّرہ میں ہوئی اور وصال 151ھ میں ہوا، آپ کا عُرس 20، 21، 22 ذوالحجہ کو ہوتا ہے۔ مزار مبارک ساحلِ سمندر پر کلفٹن بابُ المدینہ کراچی میں ہے۔ جہاں روزانہ کثیر لوگ زیارت کے لئے آتے ہیں۔ آپ عالِم، مُحدِّث، مُجاہد اور ولیِ کامل تھے۔ آپ کا شمار تابِعین یاتبعِ تابعین میں ہوتا ہے۔ (تحفۃ الزائرین، حصہ دوم، ص125 تا 132) (8) قُطبُ العارِفین حضرت امام ابو بکر جعفر بن یونس شِبلی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ مُحدِّث، عالم، واعِظ، مذہبِ مالِکیّہ کے فَقیہ،

مُؤَطّاامام مالک کے حافِظ، مقامِ محبوبیت پر فائز ولیِ کامل اور سلسلۂ قادریہ رضویہ عطّاریہ کے بارویں (12) شیخِ طریقت ہیں، ولادت 247ھ کو سامرا (صوبہ صلاح الدّین) عراق میں اور وفات 27 ذوالحجہ 334ھ کو بغداد شریف میں ہوئی۔ مزار مبارک قبرستان خیزران (محلہ اعظمیہ) بغداد میں ہے۔(شرح شجرہ قادریہ رضویہ عطاریہ، ص 76-البدایہ والنہایہ، 6/612،613) **علمائے اسلام رحمہم اللہ السّلام** 9 شارحِ بخاری حضرت علامہ بدرُ الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حافظُ الحدیث، مُورِّخِ جلیل، مُصنّفِ کُتُبِ کثیرہ اور استاذُ العلماء ہیں، تقریباً 40سال تدریس فرمائی، کُتُب میں عُمْدَۃُ القاری شرح صحیح البخاری اُمّتِ مُسلمہ کے لئے نایاب تحفہ ہے۔ ولادت 762ھ کو عین تاب (صوبہ غازی عین تاب) جنوبی ترکی اور وصال 4 ذوالحجہ 855 ھ کو قاہرہ (مصر) میں ہوا۔ مزار مبارک مدرسۃُ العینی (نزد جامعہ ازہر، قاہرہ) مصر میں ہے۔ (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، 1/11تا17) 10 ماہرِ عُلومِ کثیرہ حضرت علامہ عبد العزیز پَرہارْوِی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت 1206ھ میں پَرْہار غربی (مُضافاتِ کوٹ اَدُّو، ضلع مظفر گڑھ، پنجاب) پاکستان میں ہوئی اور وِصال اسی مقام پر 1239ھ میں فرمایا، آپ کا عُرس 8،9ذوالحجۃ الحرام کو ہوتا ہے۔ آپ 270 سے زائد عُلومِ عَقْلِیّہ ونَقْلِیّہ میں ماہر تھے اور تقریباً33 سال کی مختصر عُمر پانے کے باوجود 90علوم پر مشتمل200 سے زائد کُتُب تصنیف فرمائیں، جن میں سے شرحِ عقائدِ نَسَفِیّہ کی شرح "اَلنِّبْرَاس" مشہور ہے۔ (احوال و آثار علامہ عبد العزیز پرہاروی، ص25تا165) 11 شیخُ الاسلام، بُرہانُ الدّین حضرت امام ابو الحسن علی مَرغینانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت 511ھ مَرغِینان (نزد فرغانہ) ازبکستان میں ہوئی۔ آپ عظیم حَنَفی فقیہ اور صاحبِ تخْرِیج وتَرْجِیح (مُجتَہِد مُقیَّد) ہیں۔ فقہ حنفی کی بے مثال کتاب ہِدایہ شریف آپ ہی نے تصنیف فرمائی۔ آپ کا وِصال 15 ذوالحجہ 593 ھ کو ہوا۔ مزار مبارک قبرستان تشوکاردیزا سَمَرقند ازبکستان میں ہے۔(تاریخ اسلام للذہبی، 42/137- ہدایہ اخرین، ص4) **تلامذہ وخلفائے اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربّ العزت** 12 تلمیذِ اعلیٰ حضرت، حضرت بابا پیر سیّد عبد الکریم محمد یوسف شاہ تاجی صابری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عالِم دین اور ولیِ کامل تھے۔ ولادت جے پور نزد اجمیر شریف (راجستھان) ہند میں ہوئی اور وصال یکم ذوالحجۃ الحرام 1367ھ میں باب المدینہ کراچی میں ہوا، مزار مبارک میوہ شاہ قبرستان (نزد جوناڈھوبی گھاٹ) باب المدینہ کراچی میں ہے۔(انسائیکلوپیڈیا اولیائے کرام، 6/65تا69) 13 قُطْبِ مدینہ، شیخُ العَرَب والعَجَم، حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ذکر خیر صفحہ **44** پر ملاحظہ فرمائیے۔ 14 مخدومِ مِلّت حضرت مولانا سیّد عبدُ الرحمٰن رضوی گیاوی بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عالِمِ دین، فتاویٰ نویس، مُدرس اور شیخِ طریقت تھے، آپ کی ولادت1294ھ کو بیتھو شریف (ضلع گیا صوبہ بہار) ہند میں ہوئی، خانقاہ رحمانیہ کیری شریف (ضلع بانکا، صوبہ بہار) ہند میں 13 ذوالحجہ 1392ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک یہیں ہے۔(تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت، 418تا421) 15 مُفتیِٔ آگرہ حضرت علامہ مولانا حافظ نِثار احمد کانپوری رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت 1297ھ کانپور (یوپی) ہند میں ہوئی۔ غالباً 16 ذوالحجہ 1349ھ کو حج سے واپسی پر جدّہ شریف میں وصال فرمایا اور جنّت البقیع میں دَفن ہوئے۔ خوش اِلحان حافظ و قاری، عالِمِ باعمل، سِحَر بیاں خَطیب، حاضِر دماغ مُناظِر اور قومی راہنما تھے۔(تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص349-تذکرہ محدثِ سورتی، ص292) 16 صدرُ الاَفاضِل حضرت علامہ حافظ سیّد محمد نعیم الدّین مُراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت1300ھ مُراد آباد (ہند) میں ہوئی اور آپ نے 18 ذوالحجہ 1367ھ کو وفات پائی۔ دینی عُلوم کے ماہر، شیخُ الحدیث، مُفسِّر قراٰن، مُناظِر ذیشان، مُفتیِٔ اسلام، درجن سے زائد کُتُب کے مصنف، قومی راہنما و قائد، شیخِ طریقت، اسلامی شاعر، بانیِ جامعہ نعیمیہ مُراد آباد، اُستاذُ العُلَما اور اکابرینِ اہلِ سنّت میں سے تھے۔ کُتُب میں تفسیرِ خزائنُ العِرفان مشہور ہے۔(حیات صدر الافاضل، ص9تا19) 17 قُطْبِ وقت حضرت مولانا سیّد نُورُ الحَسَن نگینَوی نقشبندی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت 1315ھ کو مَحلّہ سادات، نگینہ شریف ضلع بجنور (اُتر پردیش) ہند میں ہوئی

بقیہ صفحہ 122 پر ملاحظہ کیجئے

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی*

مزار شریف امام مسلم بن عقیل

مزار شریف مخدوم جہانیاں جہاں گشت

مزار شریف میر سید ہمدانی

مزار شریف سید وارث شاہ

مزار شریف حضرت خواجہ مظفر حسین رضوی

وہ بزرگانِ دین جن کا یومِ وصال / عرس ذُوالحِجَّۃِ الحرام میں ہے۔

ذُوالحِجَّۃِ الحرام اسلامی سال کا بارھواں (12) مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، اَولیائے عظام اور علمائے اسلام کا وِصال یا عُرس ہے، ان میں سے 19 کا مختصر ذکر **"ماہنامہ فیضانِ مدینہ"** ذوالحجۃ الحرام 1438ھ کے شمارے میں کیا گیا تھا۔[1] مزید کا تعارف ملاحظہ فرمایئے:

صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان (1) اُمِّ رُومان بنتِ عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرتِ سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجۂ محترمہ، اُمُّ المؤمنین حضرتِ سیّدتُنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ، قدیمُ الاسلام صحابیہ اور صالحہ وپارسا تھیں، ذوالحجہ 6ھ کو مدینۂ منوّرہ میں وصال فرمایا۔ (طبقاتِ ابنِ سعد، 8/216، المنتظم فی تاریخ الملوک والامم، 3/291) (2) حضرتِ سیّدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قدیمُ الاسلام، مجاہد، غزوۂ بدر سمیت تمام غزوات میں حصّہ لینے والے، حَبَشہ و مدینۂ منوّرہ دونوں جانب ہجرت کرنے کی سعادت پانے والے تھے۔ آپ کا وصال ذوالحجہ 35ھ میں ہوا۔ (طبقاتِ ابنِ سعد، 3/295، المنتظم فی تاریخ الملوک والامم، 5/73)

اولیائے کرام رحمہم اللہ السَّلام (3) محافظِ اسلام حضرتِ سیّدنا مسلم بن عقیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت کوفہ میں ہوئی۔ آپ سیّدُ الشہداء سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا زاد بھائی، نائب اور جان نثار اصحاب میں سے ہیں۔ 9 ذُوالحِجَّۃِ الحرام 60ھ میں جامِ شہادت نوش فرمایا، آپ کا مزارِ مبارک کوفہ میں جامع مسجد انبیاء کے پاس فیوض وبرکات کا منبع ہے۔ (البدایہ والنہایہ، 5/664، الکامل فی التاریخ، 3/398، شہادتِ نواسہ سیّدالابرار، ص617)

(4) سیّدُ العلماء حضرت شیخ ابوالحسن علی بن یوسف لَخْمی شَطْنَوفی شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کی ولادت 644ھ کو قاہرہ مصر میں ہوئی۔ آپ شیخُ القُرّاء، فقیہِ شوافع، استاذ جامعہ ازہر اور مصنف تھے، دنیا بھر میں اپنی مستند ترین کتاب "بَہْجَۃُ الْاَسْرار و مَعْدَنُ الْاَنْوار" کی وجہ سے مشہور ہوئے۔ آپ نے 20 ذوالحجہ 713ھ کو وصال فرمایا اور قاہرہ مصر میں دفن ہوئے۔ (حسن المحاضرہ فی اخبار مصر و القاہرہ، 1/417، الاعلام للزرکلی، 5/34، فتاویٰ رضویہ، 21/384،385) (5) جوّادِ زمانہ حضرت امام ابوجعفر محمد تقی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی ولادت 195ھ کو مدینۂ منوّرہ میں ہوئی۔ آپ اپنے فضل و کمال، جُود و سخاوت اور تقویٰ و پرہیزگاری میں مشہور تھے۔ 25 سال کی عمر میں 220ھ کو درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ مزار مبارک بغداد شریف میں اپنے دادا امام موسیٰ کاظم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم کے قُرب میں ہے۔ (شواہد النبوۃ، ص267، تاریخ بغداد، 3/265تا267) (6) شیخُ المشائخ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت حضرت جلال الدین حسین بخاری سُہروردی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 706ھ کو اُوچ شریف (ضلع بہاول پور جنوبی پنجاب) میں ہوئی، آپ علومِ اسلامیہ میں ماہر، کثیر مشائخ کے خلیفہ، استاذ العلماء والمشائخ اور مؤثر شخصیت تھے۔ دنیا بھر کے کثیر شہروں کا سفر کرنے میں شہرت پائی۔ آپ نے 10 ذوالحجہ 785ھ کو وصال فرمایا، آپ کا مزار مبارک اُوچ شریف میں معروف ہے۔ (مرآۃ الاسرار، ص974) (7) شاہِ ہمدان امیرِ کبیر سیّد علی ہمدانی کبراوی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 713ھ کو آلوند

(ہمدان) مغربی ایران میں ہوئی۔ آپ علوم و فنون کے جامع تھے، دنیا بھر کے دس ہزار سے زائد اولیاءُ اللہ کی زیارت کی سعادت پائی، سلسلۂ کبراویہ کو عام کیا، جنت نظیر خطۂ کشمیر میں دینِ اسلام کی شمع روشن کی اور کثیر کتب کو تصنیف فرمایا۔ **ذَخِیرَۃُ الْمُلُوك** اور **اورادِ فتحیہ** آپ کی تصانیف ہیں۔ آپ نے 6ذوالحجہ 786ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک کولاب (صوبہ خَتلان، تاجکستان) میں زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔ (مرآۃ الاسرار، ص1030 تا1034، ماہنامہ ماہِ نور جنوری 2013ء، ص24 تا31) **8** غوثِ زماں حضرت خواجہ عبدالرحمٰن چھوہروی قادری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1262ھ کو سبز پور (ہری پور ہزارہ، خیبر پختونخواہ) کے ایک گاؤں چھوہر شریف میں ہوئی اور یہیں یکم ذوالحجۃ 1342ھ میں وصال فرمایا، آپ ولیِ کامل، مصنّفِ کُتُب اور دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ کے بانی ہیں۔ 30اجزاء پر مشتمل کتاب "مجموعہ صَلَوَاتُ الرسول" مطبوع ہے۔ (تذکرہ اکابرِ اہلسنت، ص216) **9** تاجُ العارفین، شیخ محمد افضل الہ آبادی علیہ رحمۃ اللہ الھادِی کی ولادت ربیعُ الاول 1038ھ سیّد پور (نزد غازی پور، یوپی) ہند میں ہوئی۔ آپ عالمِ باعمل، مصنفِ کُتُب اور سلسلہ نقشبندیہ ابوالعلائیہ کے شیخِ طریقت تھے۔ تصانیف میں "**شرح فُصُوصُ الْحِکَم مُسَمّٰی بہ شَرْحُ الْفُصُوص عَلٰی وَفْقِ النُّصُوص**" بھی ہے۔ آپ کا وصال 18ذوالحجہ 1124ھ کو ہوا، مزار مبارک دائرہ شاہ اجمل شہر الہ آباد (یوپی) ہند میں ہے۔ (تذکرہ علماء و مشائخِ پاکستان وہند، 2/974، تذکرہ علمائے ہند، ص417) **10** مَلِکُ الشُّعَراء حضرت سیّد وارث شاہ بخاری چشتی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت غالباً 1122ھ میں جنڈیالہ شیر خان تحصیل و ضلع شیخوپورہ (پنجاب) پاکستان میں ہوئی اور 9 ذوالحجہ 1206ھ کو وصال فرمایا، مزار جنڈیالہ شیر خان میں ہے۔ آپ حضرت بابا بلّھے شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہم استاذ، عالمِ باعمل، قادرُ الکلام اور ممتاز صوفی پنجابی شاعر تھے۔ (اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ، 22/573، 575، رسائلِ قصوری، 1/40)

علمائے اسلام رحمھمُ اللہ السَّلام

11 شیخُ الاسلام، عمدۃُ المحدثین، شہابُ الدّین، حافظ احمد بن علی ابنِ حجر عسقلانی شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کی ولادت 773ھ کو قاہرہ مصر میں ہوئی اور یہیں 28ذوالحجہ 852ھ کو وصال فرمایا۔ تدفین قَرافہ صُغریٰ میں ہوئی۔ آپ حافظُ القراٰن، محدثِ جلیل، استاذُ المحدثین، شاعرِ عربی اور 150 سے زائد کُتُب کے مصنف ہیں۔ آپ کی تصنیف "**فتحُ الباری شرح صحیح البخاری**" کو عالمگیر شہرت حاصل ہے۔ (بستان المحدثین، ص302، الروایات التفسیریہ فی فتح الباری، 1/39، 65) **12** حجۃُ الاسلام حضرت امام ابو بکر احمد بن علی رازی جَصّاص حنفی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 305ھ کو بغداد میں ہوئی اور 7ذوالحجہ 370ھ کو بغداد عراق میں وصال فرمایا۔ آپ امام وفقیہِ اَحناف، زہد و ورع کے پیکر، حسنِ اخلاق کے جامع اور مفسّرِ قراٰن ہیں۔ آپ کی 12 سے زائد تصانیف میں سے "**احکامُ القرآن**" کو بڑی شہرت حاصل ہوئی۔ (حدائق الحنفیہ، ص203، الفوائد البہیہ، ص36) **13** امامِ علم وفن حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1358ھ سنگھیا (تحصیل بائسی، ضلع پورینہ، بہار) ہند میں ہوئی اور 14ذوالحجہ 1434ھ کو وصال فرمایا، تدفین سنگھیا ہند میں ہی ہوئی، آپ تلمیذِ ملک العلماء وفقیہِ اعظم ہند، فاضل جامعہ مظہرِ اسلام بریلی شریف، خلیفۂ مفتیِ اعظم ہند، استاذُ العلماء، امامُ المنطق والفلسفہ اور ماہرِ معقولات ہیں۔ آپ کے مضامین کا مجموعہ "**تحقیقاتِ امامِ علم و فن**" شائع شدہ ہے۔ (تحقیقات امام علم و فن، ص11، 20، 27، مفتی اعظم اور ان کے خلفا، ص611)۔

---

(1) ❁ حضرت سیّدنا امام محمد باقر (یومِ عرس 7ذوالحجہ) ❁ مرشدِ اعلیٰ حضرت، حضرت شاہ آلِ رسول مارہروی (یومِ عرس 18ذوالحجہ) ❁ حضرت سیّد عبدُ اللہ شاہ غازی (یومِ عرس 20، 21، 22ذوالحجہ) ❁ حضرت امام ابو بکر جعفر بن یونس شِبلی (یومِ عرس 27ذوالحجہ) ❁ حضرت علامہ بدرُ الدّین عینی (یومِ عرس 4ذوالحجہ) ❁ حضرت امام ابوالحسن علی مَرْغِینانی (یومِ عرس 15ذوالحجہ) ❁ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی قادری (یومِ عرس 15ذوالحجہ) ❁ حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی (یومِ عرس 22ذوالحجہ)

ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی*

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

وہ بزرگانِ دین جن کا یومِ وِصال / عُرس ذوالحجۃ الحرام میں ہے۔

مزار شریف سیّد صادق شاہ

مزار شریف غلام محی الدین احمد کھڈی

مزار شریف خواجہ امیر احمد بسالوی

ذوالحجّۃ الحرام اسلامی سال کا بارھواں (12) مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، اَولیائے عظام اور علمائے اسلام کا وِصال یا عُرس ہے، ان میں سے 32 کا مختصر ذِکر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" ذوالحجۃ الحرام 1438ھ اور 1439ھ کے شماروں میں کیا گیا تھا مزید 13 کا تعارف ملاحظہ فرمائیے: **صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان** (1) اِبْنُ غَسِیْلِ الْمَلَائِکَۃ حضرت سیّدُنا عبدُاللہ بن حَنْظلہ اَوْسی انصاری رضی اللہ عنہما کی پیدائش 3ھ کو مدینۂ منوّرہ میں ہوئی اور یہیں ذوالحجّۃ الحرام 63ھ کو شہید کئے گئے۔ آپ صحابیِ رسول، عالی خاندان کے شریفُ النسب فرد، عالِم و فاضل، خوفِ خدا و عشقِ رسول سے معمور، دلیر و نڈر مجاہد اور واقعۂ حَرَّہ میں اہلِ مدینہ کے سردار تھے۔ شہادت کے بعد حضرت عبداللہ بن ابی سفیان نے آپ کو خواب میں جنّت میں دیکھا۔ (اسد الغابہ، 3/220) (2) حضرت سیّدُنا ضحاک بن قیس قرشی فہری رضی اللہ عنہ مدینۂ منوّرہ میں 3ھ کو پیدا ہوئے، ذوالحجۃ الحرام 64ھ کو مَرْجِ راہِط (نزد دمشق) شام میں شہید ہوئے۔ آپ شجاعت کے پیکر، جذبۂ جہاد سے سَرشار اور کئی جنگوں میں کارہائے نمایاں سَرانجام دینے والے تھے، آپ کو سیاسی اور انتظامی اُمور میں بھی مہارت تھی۔ کوفہ کے گورنر رہے، حضرت سیّدُنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ آپ نے ہی پڑھائی، آپ سے حدیثِ پاک بھی مروی ہے۔ آپ کی بڑی ہمشیرہ حضرت فاطمہ بنتِ قیس رضی اللہ عنہا جلیلُ القدر صحابیہ، عالِمہ و محدِّثہ، نہایت زیرک، مُعاملہ فہم، جمال و کمال سے مالا مال، صاحبُ الرائے، زوجۂ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما اور ہجرت کی سعادت پانے والی تھیں۔ (اسد الغابہ، 3/49، الاستیعاب، 4/454) **اولیائے کرام رحمہم اللہ السّلام** (3) شَیْخُ الطّالبین ثانی، حضرت سیّدُنا امام عبداللہ محض کامل رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 70ھ مدینۂ منوّرہ میں ہوئی اور وصال 10 ذوالحجۃ الحرام 145ھ کو ہوا، مزار مبارک شنافیہ (صوبہ دیوانیہ) عراق میں ہے۔ آپ امام حسن کے پوتے اور امام حسین رضی اللہ عنہما کے نواسے تھے یوں آپ حَسَنی حُسَینی سیّدوں کے جدِّ امجد ہیں۔ آپ تابعی، عالِمِ باعمل اور حدیث کے ثقہ راوی ہیں۔ (اعلام للزرکلی، 4/78، تاریخ ابن عساکر، 27/364، تاریخ بغداد، 9/438) (4) حضرت مخدوم سیّد منہاجُ الدّین راستی حسینی رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت بغداد شریف میں غالباً آٹھویں صدی ہجری کی ابتدا میں ہوئی اور وِصال 29 ذوالحجۃ الحرام 786ھ کو پھلواری شریف (ضلع پٹنہ بہار) ہند میں فرمایا، اسی شہر میں ٹم ٹم پڑاؤ نامی علاقے میں آپ کا مزار زیارت گاہِ عام ہے۔ آپ مخدومِ جہاں شیخ شرفُ الدّین یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ کے جلیلُ القدر خلیفہ، ولیِ کامل اور صاحبِ کرامت بزرگ ہیں۔ (تذکرۃ الصالحین، ص 82، 84) (5) شہنشاہِ ناسک، حضرت پیر سیّد صادق شاہ حسینی مدنی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ شریف میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد حضرت سیّد امینُ الدّین شیر محمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے علم و عرفان اور سلسلۂ قادریہ کی نعمت پائی۔ ہند میں آکر سلسلۂ چشتیہ اور سلسلۂ شطاریہ کے بزرگوں سے بھی فیض پایا پھر مستقل ناسِک (صوبہ مہاراشٹر) ہند میں قیام فرمایا۔ آپ کی دعوت سے کثیر غیر مسلم مسلمان

ہوئے۔ 16 ذوالحجۃ الحرام 1049ھ کو وصال ہوا۔ مزار ناسک میں مرجعِ خلائق ہے۔(تذکرۃ الانساب، ص240، ماہنامہ اعلیٰ حضرت، جنوری 2010ء، ص43) 6 پیرِ طریقت حضرت علّامہ غلام محی الدّین احمد گھڈی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1275ھ کو گھڈ شریف (تحصیل جنڈ ضلع اٹک، پنجاب) پاکستان میں ایک علمی خانوادے میں ہوئی اور یہیں 8 ذوالحجۃ الحرام 1338ھ کو وصال فرمایا۔ آپ علومِ معقول و فنون اور علمِ حدیث کے مضبوط مُدرّس، خلیفۂ خواجہ اللہ بخش کریم تونسوی، شیخِ طریقت اور خانقاہِ معلّٰی مولانا محمد علی گھڈی کے سجادہ نشین تھے۔(قندیل سلیمان، جولائی تا ستمبر 2017، ص51 تا 65) 7 شیخُ المشائخ حضرت خواجہ امیر احمد بَسالْوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت موضع تھگ سوڑو نزد تونسہ شریف (ضلع ڈیرہ غازی خان، جنوبی پنجاب) پاکستان میں 1281ھ کو ہوئی اور وفات 21 ذوالحجۃ الحرام 1357ھ بسال شریف (تحصیل جنڈ، ضلع اٹک) میں ہوئی۔ آپ فاضل مدرسہ آستانہ عالیہ تونسہ شریف، جید عالمِ دین، درسِ نظامی کے استاذ، خلیفہ خواجہ اللہ بخش کریم تونسوی اور شیخِ طریقت تھے۔(تذکرہ علمائے اہلسنت ضلع اٹک، ص 154) 8 تاجُ الاولیاء پیر محمد عبدالشکور جہانگیری رحمۃ اللہ علیہ 1294ھ کو لکھنؤ میں پیدا ہوئے اور 10 ذوالحجۃ الحرام 1374ھ کو مرکزُ الاولیاء لاہور میں وصال فرمایا۔ یہیں جیون ہانہ گارڈن ٹاؤن میں اپنی قائم کردہ خانقاہ میں دفن کئے گئے۔ آپ ولیِ کامل اور سلسلہ جہانگیریہ شکوریہ کے بانی تھے۔ (معارف رضا، سالنامہ 2006ء، ص216، 217) 9 قطبِ لاہور، استاذِ حکیمُ الاُمّت، حضرت علّامہ مفتی حافظ عزیز احمد قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1319ھ کو آنولہ (بانس بریلی، یوپی) ہند میں ہوئی اور وصال یکم ذوالحجۃ الحرام 1409ھ کو مرکزُ الاولیاء لاہور میں فرمایا، مزار قبرستان حضرت جانِ محمد حضوری (نزد چوک گڑھی شاہو) میں ہے۔ آپ حافظِ قراٰن، فاضلِ مدرسہ قادریہ بدایون، ماہرِ علومِ نقلیہ و عقلیہ، استاذُ العلماء، شیخُ الحدیث والتفسیر، مفتیِ اسلام، زیارتِ اعلیٰ حضرت سے مشرف، عارف باللہ، خلیفۂ قطبِ مدینہ تھے۔ امیرِ اہلِ سنّت علّامہ محمد الیاس عطّاؔر قادری کو تمام سَلاسِل میں اجازت بھی عطا فرمائی۔(احوال و آثار مفتی عزیز احمد قادری بدایونی، ص 29،53، 108) **علمائے اسلام** رحمھم اللہ السّلام 10 حضرت علّامہ ابنِ اَثیر مبارَک بن محمد جَزْرِی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 544ھ جزیرہ ابو عمر (صوبہ شرناق، ترکی) میں ہوئی اور 29 ذوالحجۃ الحرام 606ھ کو مُوصَل عراق میں وفات پائی۔ آپ قراٰن و حدیث، فقہ اور اصولِ فقہ میں بہت بڑے عالِم تھے، عوام و خواص میں معروف اور مرجع تھے۔ آپ کی 9 تصانیف میں اَلنِّھَایَةُ فِی غَرِیْبِ الْحَدِیْثِ وَالْاَثَر اور کِتَابُ الشَّافِی شائع شدہ ہیں۔(وفیات الاعیان، 4/ 7، 8) 11 شیخُ الاسلام امام تاجُ الدّین عبدالوہاب سُبکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 727ھ میں سُبک (ضلع منوفیہ، صوبہ قاہرہ) مصر میں ہوئی اور ذوالحجۃ الحرام 771ھ کو دمشق میں وصال فرمایا، آپ فقیہ شافعی، مؤرخ عربی، قاضیُ القضاۃ دمشق اور بارہ سے زائد کتب کے مصنف ہیں۔ طبقاتِ شافعیہ آپ کی ہی تصنیف ہے۔(طبقات الشافعیہ، مقدمۃ التحقیق، 1/ 9، 15، شذرات الذھب، 6/ 419، 420) 12 عالِمِ باعمل امام گاموں حضرت مولانا حافظ غلام محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ ماہرِ علومِ دینیہ، امام و خطیب جامع مسجد وزیر خاں، فارسی زبان کے شاعر، اعلیٰ خوش نویس، قراٰنِ مجید کی اپنے ہاتھ سے کتابت کرنے والے، کئی کتابوں کے مصنف اور پُراثر واعظ تھے۔ آپ کا وصال 25 ذوالحجۃ الحرام 1242ھ کو ہوا، مزار مسجد وزیر خان (اندرونِ دہلی دروازہ، مرکزُ الاولیاء لاہور) کے احاطے کے باہر جنوب میں ایک بلند گنبد کے سائے میں ہے۔ (تذکرہ علماءِ اہلسنت وجماعت لاہور، ص133) 13 صاحبِ حدیقۃُ الاولیاء حضرت مولانا مفتی غلام سرور لاہوری سہروردی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1244ھ کو مرکزُ الاولیاء لاہور میں ہوئی اور 24 ذوالحجۃ الحرام 1307ھ کو دورانِ سفرِ مدینہ وصال فرمایا۔ تدفین بیر بالاحسانی نزد بدر کے مقام پر ہوئی۔ آپ جید عالمِ دین، اُردو، فارسی دونوں زبانوں کے ماہر، شاعرِ اسلام، بہترین ادیب، ماہرِ لغت، جلیلُ القدر تذکرہ نویس اور 20 کتب کے مصنف تھے۔(تذکرہ اکابرِ اہلِ سنّت، ص317، 320)

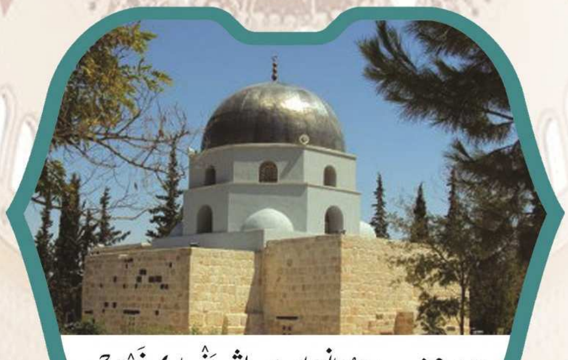

مزار حضرت سیّدُنا نعمان بن بشیر اَنْصاری خَزْرَجی

مزار فقیہِ مُقدّم حضرت سیّد محمد بن علی باعَلَوی

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

ابو ماجد محمد شاہد عطّاری مَدَنی*

ذُوالْحِجۃِ الحرام اسلامی سال کا بارھواں (12) مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، اَولیائے عظام اور علمائے اسلام کا وِصال یا عُرس ہے، ان میں سے 45 کا مختصر ذکر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" ذوالحجۃِ الحرام 1438ھ تا 1440ھ کے شماروں میں کیا جا چکا ہے۔ مزید 13 کا تعارف ملاحظہ فرمائیے: **صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان:**

1 حضرت سیّدُنا ابراہیم بن نعیم عَدَوی قُرَشی رضی اللہ عنہ کی ولادت مدینۂ منوّرہ میں ہوئی اور یہیں واقعۂ حَرّہ ذوالحجہ 63ھ میں شہادت پائی، جنّتُ البقیع میں دفن کئے گئے۔ آپ جلیلُ القدر صحابی حضرت نُعَیم بن عبدُاللہ نَحّام رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے، حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے داماد، پاکیزہ و صالح اور راویِ حدیث تھے۔[1] 2 حضرت سیّدُنا نعمان بن بشیر اَنْصاری خَزْرَجی رضی اللہ عنہ کی ولادت مدینۂ منوّرہ میں 2ھ کو اور شہادت ذوالحجہ 64ھ کو حِمْص میں ہوئی، مزار دیر نعمان (نزد حمص) شام میں ہے۔ آپ جلیلُ القدر صحابی، مؤثر شخصیت کے مالک، بہترین خطیب و شاعر، سخی و شجاع، 124 احادیث کے راوی تھے اور یکے بعد دیگرے دمشق، یمن، کوفہ اور حِمْص کے گورنر بنائے گئے۔[2] **اولیائے کرام رحمہمُ اللہ السَّلام:** 3 مشہور تابعی حضرت ابوکثیر اَفْلَح مدنی رحمۃ اللہ علیہ صحابیِ رسول حضرت ابوایوب خالد انصاری رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے، عَیْنُ التَّمر (عراق) سے تعلق تھا مگر مدینہ شریف میں مقیم ہوگئے تھے، کئی صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان سے احادیث روایت فرمائیں، آپ حضرت امام ابنِ سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ ہیں۔ واقعۂ حَرّہ ذوالحجہ 63ھ کو مدینہ شریف میں شہید ہوئے۔[3] 4 ابدالِ زمانہ حضرت سیّدُنا حماد بن سلمہ بن دینار بصری نَحوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت غالباً 91ھ کو ہوئی اور بصرہ میں 76 سال کی عُمر میں ذوالحجہ 167ھ کو وصال فرمایا۔ آپ دس ہزار احادیث و آثار کے ثقہ راوی، شَیْخُ الاسلام، قُدوۃُ العُلَماء، استاذُ المحدثین، مفتیِ بصرہ، صاحبِ تصانیف، امامِ زمانہ اور کثرت سے تلاوتِ قراٰن کرنے والے تھے۔[4] 5 فقیہِ مُقدّم حضرت سیّد محمد بن علی باعَلَوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 574ھ کو تریم یمن میں ہوئی اور یہیں ذوالحجہ 653ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک زنبل قبرستان میں ہے۔ آپ جیدعالمِ دین، محدثِ وقت، فقیہِ شافعی، استاذُ العلماء، خاندانِ آلِ باعلوی کی مؤثر شخصیت اور سلسلہ باعلویہ کے بانی ہیں۔[5] 6 بانیِ سلسلہ قاوُقجیہ شاذلیہ حضرت شیخ ابوالمحاسن سیّد محمد بن خلیل قاوُقجی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1224ھ کو طرابلس شام میں ہوئی اور 7 ذوالحجہ 1305ھ کو مکۂ مکرمہ میں وصال فرمایا، تدفین جنّتُ المعلیٰ میں ہوئی۔ آپ عالمِ باعمل، فقیہِ اسلام، شَیْخُ المشائخ، محدثِ وقت اور سو سے زائد کُتُب کے مصنّف تھے۔ میلاد نامہ مولود القاوقجی آپ کا ہی تحریر کردہ ہے۔[6] 7 قُدوۃُ العُلَماء حضرت مولانا شاہ محمد عادل قادری کانپوری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1241ھ کو نارہ ضلع الٰہ آباد (یوپی) ہند میں ہوئی وصال 9 یا 11 ذوالحجہ 1325ھ کو کانپور میں فرمایا اور یہیں مزار ہے۔ آپ علّامہ سیّد احمد دَحْلان مکی سے سند یافتہ اور علّامہ سلامتُ اللہ کانپوری رحمۃ اللہ علیہما کے شاگردِ رشید، حافظِ قراٰن، مجاز سلسلہ قادریہ برکاتیہ، ولیِ کامل، کئی کُتُب و فتاویٰ کے مصنف، عابد و زاہد اور جامعِ شریعت و طریقت

مزار حضرت مولانا شاہ محمد عادل قادری کانپوری

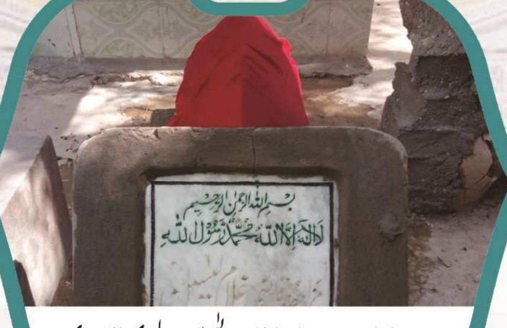

مزار حضرت مولانا غلام یٰسین علوی قادری

تھے۔[7] **علمائے اسلام رحمہمُ اللہ السَّلام:** 8 خطیبِ بغدادی حضرت شیخ ابو بکر احمد بن علی صَفَدِی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 392ھ موضع غزیہ حجاز کے ایک علمی گھرانے میں ہوئی اور 7ذوالحجہ 463ھ کو وصال فرمایا، تدفین بغداد کے قبرستان بابِ حرب میں حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں ہوئی۔ آپ محدثِ وقت، مؤرخِ اسلام، مفتیِ زمانہ، مدرس جامعُ المنصور، اچھے قاری، فصیح الالفاظ اور ماہرِ ادب تھے، بعض اوقات شعر بھی کہا کرتے تھے۔ آپ کی کثیر تصانیف میں تاریخِ بغداد آپ کی شہرت کا سبب ہے۔[8] 9 استاذُ العلماء مولانا حکیم سخاوت حسین سہوانی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1240ھ کو سہسوان (نزد بدایوں یوپی ہند) میں ہوئی اور 19ذوالحجہ 1299ھ خیر آباد (ضلع ستیاپور یوپی ہند) میں وصال فرمایا، خانقاہِ حافظیہ میں دفن کئے گئے، آپ مستقل مستقیم سنّی عالم، استاذ، حافظِ بخاری اور مدرس مدرسہ مصباحُ التہذیب بریلی شریف تھے، ان کے خاندانِ اعلیٰ حضرت سے خصوصی تعلقات تھے۔[9] 10 استاذُ الکل حضرت مولانا مفتی محمد لُطفُ اللہ علی گڑھی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت پلکھنے (لکھنؤ، یوپی) ہند میں 1244ھ میں ہوئی اور 9ذوالحجہ 1334ھ کو علی گڑھ میں وصال فرمایا، تدفین مزار حضرت جمالُ العارِفین رحمۃ اللہ علیہ کے قُرب میں ہوئی، آپ جلیلُ القدر عالمِ دین، مؤثر و فعّال شخصیت اور جامعِ علومِ عقلیہ و نقلیہ تھے، محدثِ اعظم ہند، علّامہ سیّد احمد محدثِ کچھوچھوی، علّامہ وصی احمد محدثِ سورتی اور علّامہ احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہم سمیت سینکڑوں علما آپ کے شاگرد ہیں۔[10] 11 قاضیِ اہلِ سنّت، حضرت مولانا غلام یٰسین علوی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 1262ھ کو بہادر پورہ قصور کے علمی گھرانے میں ہوئی اور وفات 4ذوالحجہ 1347ھ کو ڈیرہ غازی خان میں ہوئی، درگاہ حضرت ملّا قائد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے احاطے میں دفن کیا گیا۔ آپ مضبوط عالمِ دین، درسِ نظامی کے مدرس، شہر ڈیرہ غازی خان کے قاضی اور سلسلہ قادریہ کے مجاز تھے۔ آپ نے امامِ اہلِ سنّت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ سے بذریعہ ڈاک استفادہ کیا۔[11] 12 زینتِ مسندِ تدریس مولانا احمدُ الدّین چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت موضع بھوئی گاڑ (تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک) میں 1277ھ کو ہوئی اور 13ذوالحجہ 1349ھ کو وصال فرمایا۔ آپ حضرت پیر مہر علی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد، جید عالمِ دین، مدرسِ درسِ نظامی اور استاذُ العلماء ہیں۔[12] 13 شیخُ الحدیث حضرت مولانا مفتی عبد الحفیظ حقّانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1318ھ بریلی شریف (یوپی) ہند کے ایک علمی گھرانے میں ہوئی اور وصال 5ذوالحجہ 1377ھ کو ملتان میں فرمایا، قبرستان حسن پروانہ میں تدفین ہوئی، آپ جید عالمِ دین، مفتیِ آگرہ، مناظرِ اہلِ سنّت، صاحبِ تصنیف، حُسنِ ظاہری سے متصف، بہترین مدرس اور مُدَلّل بیان کرنے والے تھے۔ کئی دارُ العلوموں میں مدرس اور شیخُ الحدیث کے منصب پر فائز رہے۔[13]

---

(1)اسد الغابہ، 1/70، طبقات ابن سعد، 5/130(2) اسد الغابہ، 5/341 تا 343، الاعلام للزرکلی، 8/36(3) طبقات ابنِ سعد، 5/64 (4) سیر اعلام النبلاء، 7/336 تا 342 (5)الاستاذالاعظم الفقیہ المقدم، ص13، 44، 89، 116(6)فیض الملک، ص1407 تا 1412، تذکرہ سنوسی مشائخ، ص59(7)تذکرہ علمائے حال، ص236، تذکرہ علمائے اہلسنت، ص112 (8)تاریخ بغداد، 1/4 تا 21(9)حیات مخدوم الاولیاء، ص330، 331(10)استاذالعلماء، ص6، 32، تذکرہ محدث سورتی، ص46 تا 50(11)جہان امام احمد رضا، 5/156 تا 159(12)تاریخ علمائے بھوئی گاڑ، ص109(13)تذکرہ اکابر اہلِ سنّت، ص210 تا 214۔

مزاراتِ شہدائے حَرَّہ، جنّتُ البقیع

مزار حضرت سیّد شاہ عبداللطیف لااُبالی کرنولی قادری رحمۃُ اللہِ علیہ

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

مولانا ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی*

ذُوالحجۃِ الحرام اسلامی سال کا بارھواں (12) مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، اَولیائے عظام اور علمائے اسلام کا وصال یا عرس ہے، ان میں سے 58 کا مختصر ذکر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" ذُوالحجۃِ الحرام 1438ھ تا 1441ھ کے شماروں میں کیا جاچکا ہے۔ مزید 12 کا تعارف ملاحظہ فرمائیے:

صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان:

1 حضرت ابوالعاص لَقیط بن رَبیعہ قرشی عَبشمی رضی اللہُ عنہ اُمُّ المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہُ عنہا کے بھانجے، بنتِ رسول حضرت زینب رضی اللہُ عنہا کے شوہر، مکے کے بڑے امیر تاجر، قبولِ اسلام سے پہلے دو مرتبہ مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہوئے، 7ھ میں اسلام لائے، مدینہ شریف ہجرت فرمائی اور ذُوالحجہ 12ھ میں وصال فرمایا۔ حضرت زینب سے آپ کے ہاں ایک بیٹا اور ایک بیٹی حضرت علی اور حضرت اُمامہ رضی اللہُ عنہا کی ولادت ہوئی۔[1] 2 صحابیِ رسول حضرت ابو محمد عبدُاللہ بن نَوفل قرشی ہاشمی رضی اللہُ عنہما رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے چچازاد بھائی حضرت نَوفل بن حارث رضی اللہُ عنہ کے بیٹے تھے، شکل وصورت میں نبی پاک کے مشابہ (یعنی ہم شکل)، خوبصورت و معزز، اور صحابۂ کرام سے کئی احادیث کے راوی تھے، حضرت امیر معاویہ کے دور میں مدینہ شریف کے پہلے قاضی بنائے گئے، آپ نے واقعۂ حَرَّہ (ذوالحجہ 63ھ) میں شہادت پائی۔[2]

اولیائے کرام رحمہمُ اللہُ السَّلام:

3 اسدالحجاز والقریش حضرت ابراہیم بن محمد بن طلحہ تیمی قرشی رحمۃُ اللہِ علیہ کی ولادت 30ھ میں ہوئی اور ذوالحجہ 110ھ منیٰ مکہ شریف میں دورانِ حج احرام کی حالت میں بعُمرِ اَسّی (80) سال وصال فرمایا، عقبہ میں دفن ہوئے۔ آپ صحابیِ رسول حضرت طلحہ بن عُبیدُاللہ کے پوتے، والدہ کی جانب سے حضرت حسن مُثنیٰ کے بھائی، ثقہ راوی حدیث، جلیلُ القدر تابعی، صالح و متقی، عراق میں صاحبِ خراج مقرر ہوئے۔ قلیل عرصہ حجاز کے والی بھی بنائے گئے، اُمرا و خلفا کے سامنے کلمۂ حق فرماتے۔[3] 4 صاحبزادۂ غوثِ اعظم حضرت شیخ سیّد عبدالجبار جیلانی رحمۃُ اللہِ علیہ کی ولادت تقریباً 547ھ میں ہوئی اور وصال 19 ذوالحجہ 575ھ کو 28 سال کی عمر میں فرمایا، مزار شریف حلبہ بغداد میں والدِ گرامی کے مزار پُرانوار کے قریب ہے۔ آپ نے علمِ دین والد صاحب، شیخ ابو منصور اور دیگر اساتذہ سے حاصل کیا، آپ بہترین کاتب بھی تھے، آپ کے بھائی حضرت شیخ عبدالرزاق جیلانی سمیت کثیر لوگ آپ کے شاگرد ہیں۔[4] 5 سلطانُ الفقراء حضرت سیّد شاہ عبداللطیف لااُبالی کرنولی قادری رحمۃُ اللہِ علیہ خاندانِ غوثُ الاعظم کے فرد، حماہ (شام) سے قمر نگر کرنول (رائل سیما، آندھراپردیش، ہند) تشریف لائے، آپ علم و تقویٰ کے جامع، جذبۂ تبلیغ سے سرشار اور صاحبِ کرامت و جلال تھے، آپ کے ہاتھ پر کثیر غیر مسلم اسلام لائے اور اسلامی تہذیب و تمدن میں اضافہ ہوا، آپ کا وصال 7 ذوالحجہ 1047ھ کو ہوا۔ مزار قمر نگر کرنول میں مرجع خاص و عام ہے۔[5] 6 میراں

حضرت سید محمد فاضل الدین گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1070ھ کو ایک علمی و روحانی گھرانے میں بمقام چک قاضی (تحصیل شکر گڑھ ضلع نارووال، پنجاب) میں ہوئی اور 7 ذوالحجہ 1151ھ کو وصال فرمایا۔ مزار بٹالہ شریف (گورداسپور مشرقی پنجاب، ہند) میں ہے۔ آپ خاندانِ غوثیہ کے فرزند، عالمِ دین، بانیِ خانقاہ قادریہ فاضلیہ اور باکرامت ولیُّ اللہ تھے۔(6) 7 بانی آستانہ عالیہ باؤلی شریف حضرت باباجی خواجہ محمد خان عالم مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت کری شریف (جلالپور جٹاں، گجرات، پنجاب) میں ہوئی اور وصال باولی شریف (سرائے عالمگیر، ضلع گجرات) میں 3 ذوالحجہ 1288ھ کو ہوا، آپ سلسلہ مجددیہ کے شیخِ طریقت، خلیفۂ ہادی نامدار، مرجعِ خاص و عام تھے۔(7) 8 خاندانِ فاروقی مجددی کے چشم و چراغ حضرت پیر محمد سعید جان آغا مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1257ھ کو چار باغ صفا (سرہ رود، ننگرھار، افغانستان) میں ہوئی 19 ذوالحجہ 1332ھ کو وصال فرمایا، تدفین چار باغ صفا میں حضرت صاحب کے مزار کے غربی جانب ہوئی۔ آپ عالمِ دین، سلسلہ مجددیہ قادریہ میں مجاز، بہترین واعظ و مصلح اور صاحبِ دیوان شاعر تھے۔(8)

مزار میراں حضرت سید محمد فاضل الدین گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ

مزار بانی آستانہ عالیہ باولی شریف حضرت باباجی خواجہ محمد خان عالم مجددی رحمۃ اللہ علیہ

علمائے اسلام رحمہم اللہ السّلام:

9 شیخ محمد ناصر زائر افضلی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت حضرت شاہ خوب اللہ خواجہ محمد یحییٰ الہ آبادی کے گھر ہوئی اور سفرِ حج کے دوران برہان پور میں 11 ذوالحجہ 1164ھ کو وصال فرمایا۔ آپ خانقاہ خوب اللہ الہ آبادی کے سجادہ نشین، تلمیذ علّامہ حیات سندھی مدنی، عالمِ دین، شاعرِ اسلام اور علومِ عقلیہ و نقلیہ میں مہارتِ تامہ رکھتے تھے۔(9) 10 ناشرِ اہلِ سنّت حضرت مولانا فقیر محمد جہلمی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 1260ھ موضع چتن (تحصیل و ضلع جہلم، پنجاب) میں ہوئی اور 26 ذوالحجہ 1334ھ کو انتقال فرمایا، تدفین جہلم قبرستان میں ہوئی۔ آپ تلمیذ صدرُ العلماء مفتی صدرُ الدّین آزردہ، معروف عالمِ دین، ناشرِ کُتب، مصنف و مترجم، بانیِ سراج المطابع اور سراج الاخبار تھے، آٹھ کتابوں میں "حدائقُ الحنفیہ" زیادہ مشہور ہے۔(10) 11 عالمِ باعمل حضرت مولانا کرم دین قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1307ھ کو موضع جند (تھانہ ڈوہمن، ضلع چکوال، پنجاب) پاکستان میں ہوئی اور یہیں 26 ذوالحجہ 1394ھ کو وصال فرمایا۔ آپ جید عالمِ دین، استاذ درس نظامی اور امام و خطیب جامع مسجد جند تھے۔(11) 12 حضرت مولانا مفتی نصیرُ الدّین رحمۃ اللہ علیہ پنڈی گھیب (ضلع اٹک، پنجاب) پاکستان میں 1319ھ کو پیدا ہوئے اور یہیں 8 ذوالحجہ 1406ھ کو وصال فرمایا، آپ درسِ نظامی کے مدرس، مناظرِ اہلِ سنّت، مسلکِ اہلِ سنّت کا دَرد رکھنے والے عالمِ دین اور استاذُ العلماء تھے۔(12)

---

(1) الاستیعاب، 4 / 264، المواھب اللدنیہ، 1 / 392 (2) اسد الغابۃ، 3 / 418 (3) طبقات ابن سعد، 5 / 321، سیر اعلام النبلاء، 5 / 456 (4) اتحاف الاکابر، ص 373 (5) تذکرۃ الانساب، ص 104 (6) انسائیکلوپیڈیا اولیائے کرام، 1 / 276 (7) تذکرہ اولیائے جہلم، ص 107 (8) تذکرۂ مشائخ مجددیہ، ص 131 (9) تذکرۂ شعرائے حجاز، ص 362 (10) تاریخ جہلم، ص 713، 716 (11) تذکرہ علمائے اہل سنت ضلع چکوال، ص 89 (12) تذکرہ علماء اہلسنت ضلع اٹک، ص 254۔

کاشف شہزاد عطاری مدنی

گوشت کا استعمال

(اس مضمون کی تیاری میں مدنی چینل کے سلسلے "مدنی کلینک" سے بھی مدد لی جاتی ہے)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں ان میں سے ایک بڑی نعمت "حلال گوشت" (Meat) بھی ہے۔ **جنّت میں گوشت** گوشت ایک ایسی نعمت ہے جو جنّت میں بھی دستیاب ہوگی چنانچہ اہلِ جنّت کے بارے میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ اَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّ لَحْمٍ مِّمَّا یَشْتَهُوْنَ(۲۲)﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے ان کی مدد فرمائی میوے اور گوشت سے جو چاہیں۔ (پ27، الطور:22) **پسندیدہ کھانا** ● سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا **پسندیدہ کھانا** گوشت تھا۔ (اخلاق النبی و آدابہ، ص118، رقم:597) ● پیارے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مرغی کا گوشت بھی تناوُل فرمایا ہے۔ (بخاری، 3/563، حدیث:5517 ماخوذاً) ● گوشت دنیا و آخرت والوں کے کھانوں کا سردار ہے۔ (ابن ماجہ، 4/28، حدیث:3305) **گوشت کی اقسام** مرغی اور مچھلی کے گوشت کو White Meat جبکہ چوپایوں (چار پاؤں والے جانوروں) کے گوشت کو Red Meat کہا جاتا ہے۔ **گوشت کے اجزا** گوشت میں آئرن، پروٹین اور وٹامن بی کمپلیکس (Vitamin B Complex) وغیرہ مختلف اجزا شامل ہوتے ہیں جو جسمِ انسانی کے لئے مفید ہیں۔ **گوشت خوری میں بے احتیاطی کے نقصانات** مناسب مقدار میں گوشت کھانا انسانی صحت کے لئے فائدہ مند ہے لیکن اس کا حد سے زیادہ کھانا نقصان دہ بھی ثابت ہوسکتا ہے۔ White Meat کی نسبت Red Meat میں چکناہٹ اور پروٹین کی مقدار زیادہ ہوتی ہے، ایک طِبّی تَحقیق کے مطابق Red Meat کا ضرورت سے زیادہ کھانا کینسر، دل کے امراض، ذِیابِیطس، جگر اور مِعْدے کے امراض کا سبب بن سکتا ہے نیز جو لوگ پہلے سے ان امراض کا شکار ہوں ان کی تکلیف میں اضافہ ہوسکتا ہے۔ گوشت زیادہ کھانے سے معدے میں تکلیف، ڈائریا (دست وغیرہ) یا قبض وغیرہ کے مسائل بھی لاحق ہوسکتے ہیں۔ ایک جدید تحقیق کے مطابق گوشت خوری کی کثرت نسیان (بھولنے کی بیماری) کا سبب بھی بن سکتی ہے۔ جس کا کولیسٹرول (Cholesterol) یا یورک ایسڈ (Uric Acid) بڑھا ہوا ہو وہ گوشت نہ کھائے۔ **عیدِ قربان اور گوشت کا استعمال** میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! گوشت کے اِستِعمال میں جس قَدَر بے احتیاطی عیدِ قربان کے اَیّام میں کی جاتی ہے اتنی شاید پورے سال میں نہیں ہوتی، بعض لوگ تو عید کے دنوں میں ناشتہ، ظُہرانہ (Lunch) اور عشائیہ (Dinner) تینوں ہی گوشت پر مبنی غذاؤں سے کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ لوگوں کی ایک بڑی تعداد معدے کی خرابی، بدہَضمی اور پیٹ سے مُتعلِّقہ دیگر اَمراض کا شکار ہوجاتی ہے۔ **مدنی مشورہ** بیمار ہونے کے بعد ڈاکٹر کی ہدایت پر پرہیز کرنے کے بجائے پہلے ہی اپنی خواہشات کو قابو میں رکھیں اور عید کے اَیّام میں احتیاط کے ساتھ گوشت استعمال فرمائیں ● گوشت روزانہ کھانے کے بجائے وقفے وقفے سے کھائیں ● گوشت کو سبزی کے ساتھ پکائیے مَثَلاً بِھنڈی گوشت، لوکی گوشت، ٹِنڈے گوشت وغیرہ، اس سے گوشت کے مُضِر (نقصان دہ) اثَرات دُور ہوں گے۔ **گوشت اچھی طرح پکائیں** عیدِ قربان کے ایام میں باربی کیو (Bar.B.Q) وغیرہ ہوٹلوں پر تیار کروایا جاتا ہے، ان میں عُموماً صفائی کا خیال نہیں رکھا جاتا اور وہ پوری طرح Grilled نہیں ہوتیں (یعنی پکتی نہیں) نیز ان کے ساتھ ٹھنڈی بوتلوں (Cold Drinks) کا بھی خوب استعمال کیا جاتا ہے، اس قسم کے افراد

مختلف امراض کا شکار ہو کر ڈاکٹروں کے پاس چکر لگاتے نظر آتے ہیں۔ باربی کیو(Bar.B.Q) وغیرہ کے ساتھ شملہ مرچ، ٹماٹر اور پیاز وغیرہ کا استعمال ان کے نقصانات کم کرنے میں مُعاوِن ہے۔

قربانی کا گوشت کتنے عرصے تک استعمال کیا جاسکتا ہے؟ گوشت کو لمبے عرصے کے لئے Freeze کرنے سے اس میں جراثیم (Bacteria) پیدا ہو سکتے ہیں نیز گوشت کی اِفادیت کم ہوجاتی ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق 10 دن سے زیادہ رکھا ہوا گوشت سینے، چھاتی اور لَبلَبے کے کینسر کا باعث بن سکتا ہے۔ گوشت کا جو ذائقہ قربانی کے ایّام میں ہوتا ہے وہ ایک دو ہفتے کے بعد نہیں رہتا۔ اگرچہ قربانی کا سارا گوشت گھر میں ہی رکھ لینا اور خود ہی استعمال کرنا بھی جائز ہے لیکن مستحب یہ ہے کہ گوشت کے تین حصّے کئے جائیں، ایک حصّہ رشتے داروں اور ایک غریبوں کو دیا جائے جبکہ تیسرا حصّہ خود استعمال کیا جائے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس مستحب پر عمل کی بَرَکت سے غریبوں کو بھی قربانی کا گوشت کھانے کو مل جائے گا۔

گوشت محفوظ کرنے کا طریقہ کچّا گوشت اگر بڑے پتیلے یا ٹوکرے میں بھر کر ڈیپ فریزر (Deep Freezer) میں رکھیں گے تو اندرونی حصّے میں ٹھنڈک کم پہنچنے کے باعث خراب ہوجانے کا قوی اندیشہ ہے لہٰذا اس کی حفاظت کا طریقہ اچّھی طرح سمجھ لیجئے۔ پہلے ٹوکری کی تہ میں بَرف بچھایئے اب اس پر گوشت کی تہ جما دیجئے پھر اس پر برف کی تہ بچھایئے، پھر اوپر گوشت کی اور اب ڈیپ فریزر میں رکھ دیجئے۔ اس طرح کرنے سے نیچے، اوپر اور اندر ہر طرف ٹھنڈک ہی ٹھنڈک رہے گی اور اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ کافی دنوں تک گوشت خراب نہیں ہوگا۔ (فیضانِ سنت، ص574)

سڑا ہوا گوشت کھانا حرام ہے گوشت سڑ گیا تو اس کا کھانا حرام ہے، اِسی طرح جو کھانا خراب ہو جاتا ہے وہ بھی نہیں کھاسکتے۔ خراب ہونے کی علامت یہ ہے کہ اُس میں پھپھوندی (Fungus)، بدبُو یا کھٹّی بُو پیدا ہوجاتی ہے۔ اگر شوربہ ہو تو اُس پر جھاگ بھی آجاتا ہے۔ (فیضانِ سنت، ص327)

مزیدار چورن اجوائن، سونف، سونٹھ (خشک ادرک) اور کالا نمک 12، 12 گرام جبکہ کھانے کا سوڈا 6 گرام۔ **طریقۂ استعمال** تمام چیزیں کوٹ لیجئے اور چھان کر بحفاظت رکھئے اور صبح شام آدھی آدھی چمچ پانی سے استعمال کیجئے۔ **فوائد:** گوشت خوری کے سبب ہو جانے والی گیس، تیزابیت، پیٹ کا اَپھارہ اور بادی وغیرہ امراض میں اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ مُفید رہے گا۔ (مدّتِ علاج: تا حصولِ شفا)

بدہضمی سے بچنے کا روحانی علاج حضرت سیّدنا امام کمالُ الدّین دمیری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی نَقْل فرماتے ہیں: جس نے کھانا زِیادہ کھالیا اور بدہضمی کا خوف ہو وہ اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیرتا ہوا تین مرتبہ یہ کہے: اَللَّیْلَۃُ لَیْلَۃُ عِیْدِیْ یَا کَرِشِیْ وَرَضِیَ اللہُ عَنْ سَیِّدِیْ اَبِیْ عَبْدِاللہِ الْقَرَشِیْ ترجمہ: اے میرے مِعدے آج کی رات میری عید کی رات ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ راضی ہو ہمارے سردار حضرتِ ابوعبداللہ قَرَشی[1] سے۔ (اگر دِن کا وَقت ہو تو اَللَّیْلَۃُ لَیْلَۃُ عِیْدِیْ کی جگہ اَلْیَوْمُ یَوْمُ عِیْدِیْ کہے) تجربے سے ثابت ہے کہ ایسا کرنے والے کو کھانے سے نقصان نہیں ہوگا۔ (حیاۃُ الحیوان الکبری، 1/ 460)

گدا بھی مُنْتَظِر ہے خُلد میں نیکوں کی دعوت کا
خدا دن خیر سے لائے سخی کے گھر ضِیافت کا

(حدائقِ بخشش، ص37)

گوشت کے "22 اجزا" ایسے ہیں جنہیں نہ کھایا جائے اس کی تفصیل جاننے کے لئے امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے رسالے **"ابلق گھوڑے سوار"** کا صفحہ نمبر 37 پڑھئے۔

(1) سیّدی ابوعبداللہ قرشی ہاشمی اکابر اولیائے مصر سے ہیں سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں سولہ سترہ برس (سال) کے تھے۔ 6 ذوالحجہ 599 ہجری کو بیتُ المقدس میں انتقال فرمایا۔ (فتاویٰ افریقہ ص173 ملخصًا)

ناف ٹلنے کا روحانی علاج

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سَلٰمٌ ۟ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ ﴿۵۸﴾ (پ23، یٰس:58) کاغذ پر باوضو لکھ (یا لکھوا) کر پلاسٹک کوٹنگ کر کے کپڑے وغیرہ میں سی کر ناف پر اس طرح باندھئے کہ ناف کے نیچے نہ جائے، اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ شفا حاصِل ہوگی۔ (بیمار عابد، ص33)

گوشت کے فوائد و نقصانات

محمد رفیق عطّاری مَدَنی*

اللہ پاک کی بے شمار نعمتوں میں سے ایک گوشت بھی ہے۔ اس نعمت کا حُصول مختلف حلال جانوروں کے ذریعے ہو سکتا ہے۔ اللہ کریم نے قراٰنِ پاک میں حلال جانوروں کے متعلّق ارشاد فرمایا: ﴿اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِیْمَةُ الْاَنْعَامِ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: تمہارے لئے حلال ہوئے بے زبان مویشی۔ (پ6، المآئدۃ:1)

گوشت کی غذائیت جسمِ انسانی کے لئے گوشت ایک مکمل قوّت بخش غِذا کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس میں موجود پروٹین اور دوسرے اجزا سے ہمارے جسم کو پروٹین، لحمیات، آئرن، وٹامن B وغیرہ حاصل ہوتے ہیں نیز وٹامن A اور B ہڈّیوں، دانتوں، آنکھوں، دماغ اور جِلد کے لئے بھی مفید ہیں۔

گوشت کی اقسام مرغی اور مچھلی کے گوشت کو White Meat جبکہ چوپایوں (چار پاؤں والے جانوروں) کے گوشت کو Red Meat یعنی سُرخ گوشت کہا جاتا ہے۔

مختلف جانوروں کے گوشت کے فوائد

1 **بکری:** اس کا گوشت غذائیت سے بھرپور اور عمدہ خون پیدا کرنے والا ہے۔ گرم مزاج والے افراد کے لئے نیز بخار اور سِل (1) کے ساتھ ساتھ مختلف امراض کے لئے مفید ہے۔ ہڈّی کے قریب والے گوشت میں رطوبت اور غذائیت زیادہ ہوتی ہے۔ گرمیوں میں اس کا استعمال بہتر ہے۔

(1) ایک بیماری ہے جس سے پھیپھڑوں میں زخم ہو جاتے ہیں اور منہ سے خون آنے لگتا ہے۔

2 **اونٹ:** اس کا گوشت ذائقے میں نمکین اور زیادہ ثقیل (یعنی دیر سے ہضم ہونے والا) ہوتا ہے۔ یہ بینائی، عِرْقُ النَّساء، کولہے کے درد، کالا یرقان، پیشاب کی جلن، بواسیر وغیرہ کے لئے نفع بخش ہے۔ اونٹ کا گوشت کھانے سے پیٹ کے کیڑے مر جاتے ہیں۔

3 **دُنبہ:** اس کا گوشت نہایت قوّت دینے والا اور لذیذ ہوتا ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ اس کا گوشت دیگر جانوروں کے گوشت کی نسبت دیر سے ہضم ہوتا ہے۔

4 **بھیڑ:** اس کے گوشت کی تاثیر گرم ہوتی ہے۔ اسے مُعْتَدِل بنانے کے لئے گوشت کو پکاتے وقت بڑی الائچی، دار چینی اور سیاہ زیرہ شامل کرنا چاہئے۔

5 **گائے:** اس کا گوشت ہمارے ہاں کثرت سے استعمال ہوتا ہے۔ بعض لوگ اسے بکرے سے کم غذائیت کا حامل خیال کرتے ہیں، مگر طبّی لحاظ سے گائے کا گوشت بکرے کے گوشت کی نسبت جسم کو زیادہ حرارت اور طاقت بخشتا ہے، البتہ جو لوگ زیادہ محنت و مشقّت کے عادی نہ ہوں وہ گائے کا گوشت کم سے کم استعمال کریں۔

قربانی اور گوشت کا استعمال قربانی کا گوشت تازہ اور غذائیت سے بھرپور ہوتا ہے مگر اسے زیادہ مقدار میں کھانے سے بیماریاں قریب آسکتی ہیں۔ عید کے دنوں بلکہ کئی کئی ہفتوں تک صبح و شام کھانے میں گوشت کی مختلف ڈِشز کھائی

جاتی ہیں جس کی وجہ سے نظامِ انہضام (Digestive System) میں مسائل، معدے(Stomach) میں سوزش اور دیگر بیماریاں ہوجاتی ہیں۔ اپنی صحت کا خیال کرتے ہوئے ہر ایک کو چاہئے کہ وقفے وقفے سے گوشت کا استعمال کرے مثلاً ایک وقت میں گوشت کھایا تو دوسرے وقت میں سبزی یا کوئی اور ہلکی غذا کھائے تاکہ گوشت آسانی سے ہضم ہو۔

سرخ گوشت کے بارے میں اہم بات روزانہ گوشت استعمال کرنے سے ذیابطیس اور دل کی بیماریوں کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ ان بیماریوں میں مبتلا افراد کو چاہئے کہ سرخ گوشت کے استعمال سے بچیں۔

سرخ گوشت کے چار نقصانات 1 سرخ گوشت میں کولیسٹرول، چکنائی اور پروٹین کی مقدار زیادہ ہوتی ہے جس کی وجہ سے خون کی شریانوں میں چکنائی بڑھ جاتی ہے اور وہ سخت ہوجاتی ہیں یوں پھر دورانِ خون (Blood Circulation) میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے 2 گوشت میں آئرن کی مقدار زیادہ ہوتی ہے جس سے مختلف دماغی امراض لاحق ہوسکتے ہیں۔ 3 گوشت کے سخت ریشوں کو ہضم کرنے کے لئے نظامِ ہاضمہ کو زیادہ محنت کرنی پڑتی ہے جس کے باعث ہاضمے کے مسائل پیدا ہوسکتے ہیں 4 گوشت سینے، معدے کی جلن اور بھاری پَن نیز گوشت کا زیادہ استعمال کینسر، دل کے امراض، ذیابطیس، معدہ اور جگر(Liver) کی بیماریوں کا باعث بن سکتا ہے۔

شوگر اور دل کے مریضوں کے لئے شوگر اور دل کے مریض کو کلیجی، گُردے اور مغز کا استعمال ہرگز نہیں کرنا چاہئے کیونکہ ان میں کولیسٹرول کی مقدار عام گوشت کے مقابلے میں زیادہ ہوتی ہے۔

گوشت کے شائقین کے لئے ماہرین کا کہنا ہے کہ جو غذائیت گوشت کھانے سے ملتی ہے وہ مچھلی، انڈے اور خُشک میوہ جات کھانے سے بھی حاصل ہوسکتی ہے۔ جو افراد گوشت کے زیادہ شوقین ہیں وہ گوشت کے علاوہ ان چیزوں کا استعمال کرتے رہا کریں کیونکہ کثرت سے گوشت کھانا مختلف بیماریوں کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔

گوشت کے مضر اثرات کیسے دور ہوں؟ جب بھی گوشت پکانا ہو تو بہتر یہ ہے کہ اسے مختلف سبزیوں کے ساتھ مکس کرکے پکایا جائے کیونکہ اس سے اس کی افادیت میں اضافہ ہوگا اور مُضر اثرات دُور ہوں گے۔ نیز کم مسالے میں شوربے کے ساتھ پکایا جائے کہ اس طرح جَلد ہضم ہوگا اور معدے کی خرابی سے بھی بچا جاسکے گا۔

جانور بھی ملاوٹ سے محفوظ نہیں آج کل غذاؤں کی طرح جانوروں کو صحت مند دکھانے اور ان کی جلدی نشو نما کے لئے مختلف دوائیں اور انجکشن استعمال کئے جاتے ہیں۔ یوں یہ دوائیں جانوروں کے گوشت میں شامل ہو کر لامحالہ ہماری غذا کا بھی حصّہ بنتی ہیں جو مختلف امراض کا سبب بن رہی ہیں۔

گوشت کتنا کھانا چاہئے؟ گوشت کے استعمال میں بہت سے فوائد ہیں مگر ضرورت سے زیادہ استعمال کی صورت میں فائدے کے بجائے نقصان بھی ہوسکتا ہے۔ گوشت استعمال کرنے کے بارے میں ماہرین کہتے ہیں کہ بالغ افراد کو یومیہ 70 گرام جبکہ ہفتے میں 500 گرام یعنی آدھا کلو گوشت کھانا چاہئے۔ ہفتے میں تین یا اس سے زائد بار گوشت کھانے والے افراد میں مختلف بیماریوں کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔

مدنی پھول یوں تو سبھی کو ورزش اور واک کرنی چاہئے لیکن گوشت کھانے کے شوقین افراد کو روزانہ ورزش یا کم از کم 22 منٹ تیز واک بھی اپنے معمولات میں لازمی شامل کرنا چاہئے۔

اللہ پاک ہمیں اِعتدال سے گوشت استعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

نوٹ: اس مضمون کی طِبّی تفتیش مجلسِ طِبّی علاج (دعوتِ اسلامی) کے ڈاکٹر محمد کامران اسحٰق عطّاری اور حکیم رضوان فردوس نے فرمائی ہے۔

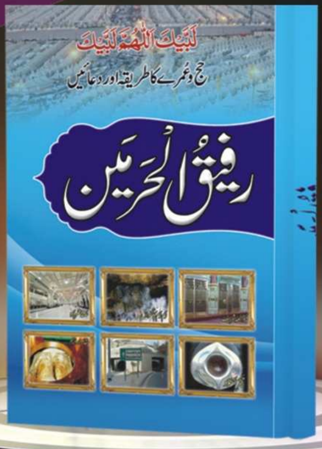

عرفان حفیظ عطاری مدنی

حج ایک اَہم عبادت ہے چونکہ اس کے اَفعال کی ادائیگی چند مخصوص مقامات اور ایّام میں ہوتی ہے۔ اس کے اَفعال میں بھول اور غَلَطیوں کا امکان بہت بڑھ جاتا ہے یہی مُعاملہ عمرے میں بھی ہوتا ہے لہٰذا حج و عمرہ کی سعادت پانے والوں کے لئے شَرْعی مسائل سیکھنا اور ان کو یاد رکھنا بے حد ضروری ہے ، زہے نصیب کہ عُلَمائے اہلِ سنّت سے حج اور عمرہ کے معمولات عملی طور پر سیکھ لئے جائیں۔

شیخِ طریقت، امیرِ اَہلِ سنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّاؔر قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی شخصیت بلاشبہ تقویٰ، عشقِ مصطفےٰ اور عِلْم و عمل کا حسین مجموعہ ہے۔ امیرِ اَہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے قراٰن و سنّت اور فُقَہائے کرام کی تحقیقات کے ساتھ ساتھ اپنے مُشاہَدے اور تجرِبے کی روشنی میں حج و عمرہ کے شرعی مسائل پر مشتمل کتاب بنام "رَفِیْقُ الْحَرَمَیْن" مُرتَّب فرمائی ہے جو برسوں سے ہزاروں کی تعداد میں شائع ہورہی ہے اور اس کی مقبولیت کا عالَم یہ ہے کہ اردو کے علاوہ انگلش، سندھی، ہندی، گجراتی اور بنگلہ زبان میں بھی اس کا ترجمہ ہوچکا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے امیرِ اَہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کو یہ صلاحیت عطا فرمائی ہے کہ پیچیدہ (Complicated) مسائل کو قلم و زبان کے ذریعے اس طرح سمجھاتے ہیں کہ معمولی سمجھ بُوجھ رکھنے والا بھی سمجھ سکتا ہے۔ اسی طرزِ تحریر کو "رَفِیْقُ الْحَرَمَیْن" میں دیکھا جاسکتا ہے جس میں حج و عمرہ کے مسائل سادہ اور عام فہم انداز میں تحریر کئے گئے ہیں۔

اس کتاب کی ایک نمایاں خُصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں جدید مسائل کا اِضافہ اور جگہ جگہ اَہم احتیاطیں مذکور ہیں یوں کہا جاسکتا ہے کہ "رَفِیْقُ الْحَرَمَیْن" اپنے موضوع پر ایک جامع تالیف ہے جو قاری (پڑھنے والے) کی علمی پیاس دور کرتی ہے۔

چونکہ یہ کتاب ایک عاشقِ مدینہ کے مبارک قلم سے نکلی ہے اس لئے سَطر سَطر سے مَحبّت کی مَہک ملے گی۔ حج و عمرہ کے مسائل بیان کرنے کے ساتھ ساتھ عاشقانِ رسول کے لئے مقاماتِ مُقدّسہ کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔ مکّۂ مکرّمہ اور مدینۂ مُنوّرہ کی زیارتیں الگ سے دَرج کی گئی ہیں۔ مُواجہہ شریف کی وضاحت امامِ اَہلِ سنّت علیہ الرَّحمہ کی تحقیق کے مطابق بیان کی گئی ہے۔ اسلامی بہنوں اور بچوں کے مسائل کو علیٰحدہ عنوان دیا گیا ہے۔ حسبِ موقع زائرینِ حرمین کے مختلف واقعات بھی شامل کئے گئے ہیں تاکہ ذوق و محبّت میں مزید اضافہ ہو۔ مختلف مَراحل کی دعائیں بھی کتاب کی زینت ہیں۔ یوں تو پوری کتاب ہی قابلِ مُطالَعہ ہے لیکن آخر میں سُوال جواب کی صورت میں مذکور مسائل حاجی کی کئی اُلجھنوں (Confusions) کو دُور کرنے میں بہت مُعاوِن ہیں۔

ماخذ و مَراجع کی فِہرست (Index) سے پتا چلتا ہے کہ اس کتاب کی تیاری کے لئے تقریباً 58 کُتُبِ احادیث وفقہ اور ان کی شُرُوحات سے اِستِفادہ کیا گیا ہے۔ اس کتاب کو مکتبۃ المدینہ سے ھَدِیَّۃً خرید کر خود پڑھئے اور عازِمینِ حج کو تحفے میں پیش کیجئے نیز اس کتاب کو دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ سے پڑھا اور ڈاؤن لوڈ (Download) بھی کیا جاسکتا ہے۔ www.dawateislami.net

کُتُب کا تعارف

آصف اقبال عطاری مدنی*

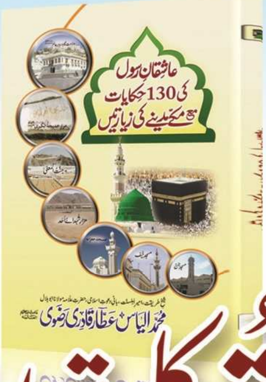

"عشقِ رسول" ایسا عنوان ہے جس کا ذکر آتے ہی ایک عاشقِ رسول کے دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی اور جذبات مچلنے لگتے ہیں، سوز و گداز قلب و روح کو گرمانے لگتا ہے، محبت کی چنگاریاں اندر اندر ہی سُلگنے لگتی ہیں اور دل جانِ کائنات و جانِ رحمت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی جانب کھنچنے لگتا ہے، دیدارِ مصطفٰے و زیارتِ روضۂ انور کی تمنا موجیں مارنے لگتی ہے اور عاشق زبانِ حال سے پکار اٹھتا ہے:

جان ہے عشقِ مصطفٰے روز فُزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزہ نازِ دوا اُٹھائے کیوں

بلاشبہ عشقِ رسول ایمان کی جان ہے کیونکہ اصلِ ایمان حُضورِ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اَصْل محبت سے اور کامل ایمان آپ کی کامل محبت سے مَشْروط ہے اور کامل محبت کو دل میں بسانے کے لئے اتباعِ رسول ضَروری ہے۔ عاشقانِ رسول کی سیرت و حکایات پڑھنا سننا اور محبوبِ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے نسبت رکھنے والی چیزوں اور جگہوں کا تذکرہ اور ان کی زیارت عشقِ رسول میں مضبوطی و ترقی کا بہترین ذریعہ ہے۔

"عاشقانِ رسول کی 130 حکایات (مع مکے مدینے کی زیارتیں)" شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا ابوبلال **محمد الیاس عطار** قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی خوبصورت تالیف ہے جو کہ عشقِ رسول کے باب میں ایک منفرد اضافہ ہے۔ کتاب کیا ہے! بس اوّل تا آخر عشقِ رسول کی جلوہ سامانیاں ہیں، محبتِ رسول کے مختلف رنگ ہیں اور حقیقی اُلفت و چاہت کا خزینہ ہے۔

کتاب کا آغاز زائرینِ مدینہ کی حکایات سے ہوتا ہے جن کی کل تعداد 51 ہے جس میں عاشقانِ ماہِ رسالت کی مدینۂ منورہ سے عقیدت و محبت کا بیان ہے بِالْخصوص مشہور عاشقِ رسول و عاشقِ مدینہ، فقہِ مالکی کے روحِ رواں حضرت سیِّدنا امام مالک بن اَنس رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے عشقِ رسول پر مبنی 12 حکایات درج ہیں، پھر حاجیوں کی 42 حکایات لکھی گئی ہیں جن میں حجاجِ کرام کی حرم شریف میں پُر کیف حاضری، خوفِ خدا کے نرالے انداز وغیرہ کا ذکر ہے، پھر خواتین کی 4 حکایات دی گئی ہیں، پھر علمائے اہلِ سنّت کے 17 واقعات تحریر کئے گئے ہیں، ساتھ ہی جِنّات کی 7 اور حیوانات کی 9 حکایات شاملِ کتاب ہیں۔

اس کے بعد مکّۂ مکرّمہ زادَھَا اللہُ شَرَفاً وَّتَعظِیْماً کی زیارتوں کا ذکرِ خیر ہے جس میں بِالْخصوص شہرِ مکّہ کے فضائل، اس کے 10 نام اور 19 خصوصیات وغیرہ کو بیان کیا گیا، ساتھ ہی خانۂ کعبہ کے بارے میں اہم اور دلچسپ معلومات دی گئی ہیں اور اس باب کے آخر میں مکّۂ مکرّمہ کی 9 مسجدوں کا تذکرہ ہے۔ اس کے بعد عاشقوں کے دلوں کی دھڑکن مدینۂ طیبہ زَادَھَا اللہُ شَرَفاً وَّتَعْظِیْماً کی زیارات کی تفصیل ہے، خاص طور پر مدینۂ منورہ کے فضائل، 18 خصوصیات، مدینۂ پاک کے 12 نام اور تعمیرِ مسجدِ نبوی کا بیان ہے اور خصوصیت کے ساتھ مکانِ عرش نشان روضۂ رسول کے متعلّق منفرد و دلچسپ معلومات فراہم کی گئی ہیں اور آخر میں مدینے کی 27 مساجد کی تفصیلات ہیں۔

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے **مکتبۃ المدینہ** سے یہ کتاب ہدیۃً حاصل کیجئے، بِالْخصوص زائرینِ مدینہ کو تحفے میں دیجئے اور مطالعہ فرمائیے، اِنْ شَآءَ اللہ عشقِ رسول میں اِضافہ ہوگا، دل و دماغ اور جسم و روح کو تازگی و پاکیزگی ملے گی، اتباعِ رسول کا جذبہ نصیب ہوگا، دنیا سنورے گی اور آخرت نکھرے گی۔

یہ کتاب دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net سے ڈاؤن لوڈ اور پرنٹ آؤٹ بھی کی جاسکتی ہے۔

ذوالحجۃ الحرام کے چند اہم واقعات

4 ذُوالحجۃِ الحرام وِصال قطبِ مدینہ	خلیفۂ اعلیٰ حضرت، سیّدی قطبِ مدینہ حضرت علّامہ مولانا ضیاءُ الدّین احمد مدنی قادری رحمۃ اللہ علیہ کا وِصال 4 ذُوالحجۃِ الحرام 1401 ہجری کو ہوا۔(مزید معلومات کے لئے دیکھئے: ماہنامہ فیضانِ مدینہ ذوالحجۃ الحرام 1438، 1439 اور ربیع الآخر 1441ھ)
14 ذُوالحجۃِ الحرام وِصال حاجی عبدالرحمٰن قادری	شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے والدِ محترم حاجی عبدُ الرّحمٰن قادری رحمۃُ اللہ علیہ کا وِصال سفرِ حج کے دوران 14 ذُوالحجۃِ الحرام 1370 ہجری کو ہوا۔(مزید معلومات کے لئے دیکھئے: ماہنامہ فیضانِ مدینہ ذوالحجۃ الحرام 1438ھ)
18 ذُوالحجۃِ الحرام شہادتِ ذوالنورین	جامعُ القراٰن، خلیفۂ سِوُم، امیرُ المؤمنین حضرت سیّدُنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو باغیوں نے 18 ذُوالحجۃِ الحرام 35ھ کو شہید کیا۔(مزید معلومات کے لئے دیکھئے: امیرِ اہلِ سنّت کا رسالہ "کراماتِ عثمانِ غنی" اور ماہنامہ فیضانِ مدینہ ذوالحجۃ الحرام 1438 تا 1441ھ)
19 ذُوالحجۃِ الحرام وصال صدرالافاضل	خلیفۂ اعلیٰ حضرت، حضرت علّامہ مولانا حافظ سیّد محمد نعیمُ الدّین مراد آبادی رحمۃُ اللہ علیہ کا وِصال 19 ذُوالحجۃِ الحرام 1367ھ کو ہوا۔(مزید معلومات کے لئے دیکھئے: ماہنامہ فیضانِ مدینہ ذوالحجۃ الحرام 1439ھ اور مکتبۃ المدینہ کا رسالہ "تذکرۂ صدرالافاضل")
ذُوالحجۃِ الحرام 6ھ وِصال والدۂ حضرت عائشہ	حضرت سیّدَتُنا اُمِّ رُومان رضی اللہ عنہا کا وِصال ذُوالحجۃِ الحرام 6ھ میں ہوا، آپ ان خوش نصیب شخصیات میں سے ایک ہیں کہ جن کی قبر میں خود نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اترے۔(مزید معلومات کے لئے دیکھئے: ماہنامہ فیضانِ مدینہ ذوالحجۃ الحرام 1440ھ)
ذُوالحجۃِ الحرام 10ھ حجۃ الوداع	اللہ پاک کے آخری نبی مکی مدنی محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ذُوالحجۃِ الحرام 10 ہجری میں حج ادا فرمایا جسے "حجۃُ الوداع" کہا جاتا ہے۔(مزید معلومات کے لئے دیکھئے: مکتبۃ المدینہ کی کتاب "سیرتِ مصطفےٰ")

اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے شمارے دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net اور موبائل ایپلی کیشن پر موجود ہیں۔

بقیہ: اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

اور 22 ذوالحجہ 1393ھ کو وصال فرمایا، مزار مواز والہ (نزد موچھ ضلع میانوالی، پنجاب) پاکستان میں ہے۔ آپ عالمِ باعمل، شیخِ طریقت اور ولیِ کامل تھے۔(مقاماتِ نور، ص62، 204-فیضانِ اعلیٰ حضرت، ص680) 18 مُبلّغِ اسلام، حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صِدّیقی میرٹھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دینی دنیاوی عُلوم کے جامع، کئی زبانوں کے ماہر، درجن سے زائد کتب کے مصنّف، شُعلہ بیان خطیب، مُتعدّد اداروں کے بانی اور تعلیماتِ اسلام میں گہری نظر رکھنے والے عالمِ دین تھے، انہوں نے دنیا کے کئی ممالک کا سفر کیا، ان کی کوششوں سے صاحبِ اِقتدار حضرات سمیت تقریباً پچاس ہزار (50,000) غیر مسلم دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ آپ 1310ھ کو میرٹھ (یو۔پی) ہند میں پیدا ہوئے اور وصال 22 ذوالحجہ 1374ھ کو مدینۂ منورہ میں ہوا، تَدفین جنّتُ البقیع میں کی گئی۔ (تذکرہ اکابرِ اہلِ سنت، ص236 تا 242) 19 تلمیذِ اعلیٰ حضرت، مولانا عبدالربی رضوی ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت 1307ھ میں موضع بانڈی میرا (ضلع ایبٹ آباد، صوبہ خیبر پختون خواہ) پاکستان میں ہوئی۔ 26 ذوالحجۃ الحرام 1387ھ کو وصال فرمایا، آپ کو مرکزی قبرستان کیہال (ایبٹ آباد سٹی) میں دفن کیا گیا۔(علمائے اہلِ سنت ایبٹ آباد، ص160 تا 161)

ذُوالحِجّۃِ الحرام 1443ھ
جولائی 2022ء کا

”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“

لا رہا ہے آپ کے لئے

بہت ہی دلچسپ، معلوماتی اور علمی مضامین

”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ کی سالانہ بکنگ کروالیجئے

بکنگ اور مزید تفصیلات کے لئے:

Call/SMS/WhatsApp: +92313-1139278

دینِ اسلام کی خدمت میں آپ بھی دعوتِ اسلامی کا ساتھ دیجئے اور اپنی زکوٰۃ، صدقاتِ واجبہ و نافلہ اور دیگر مدنی عطیات (چندے) کے ذریعے مالی تعاون کیجئے!

بینک کا نام: MCB اکاؤنٹ ٹائٹل: DAWAT-E-ISLAMI TRUST بینک برانچ: MCB AL-HILAL SOCIETY، برانچ کوڈ: 0037

اکاؤنٹ نمبر: (صدقاتِ نافلہ) 0859491901004196 اکاؤنٹ نمبر: (صدقاتِ واجبہ اور زکوٰۃ) 0859491901004197

ISBN 978-969-631-974-0
0125764

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144
Web: www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
Email: feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net